اہلِ حقیقت

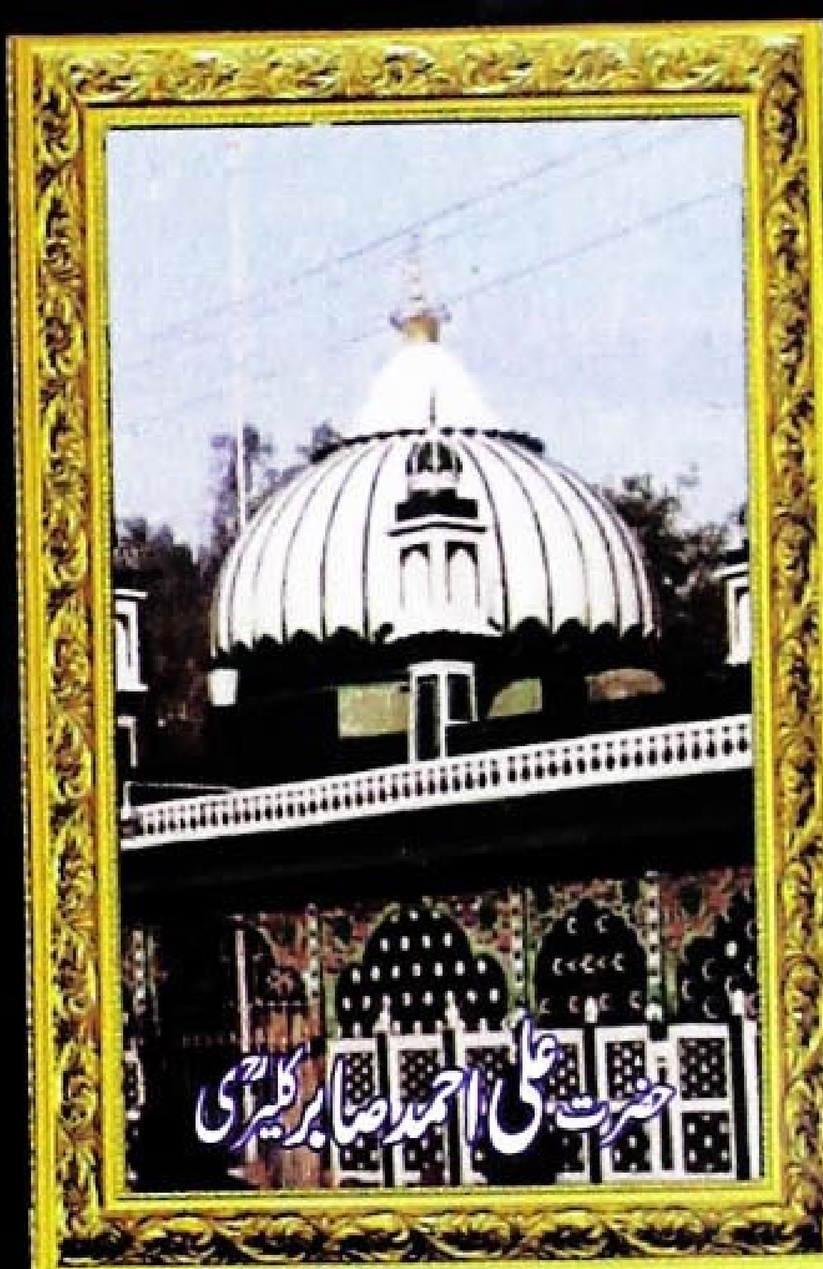

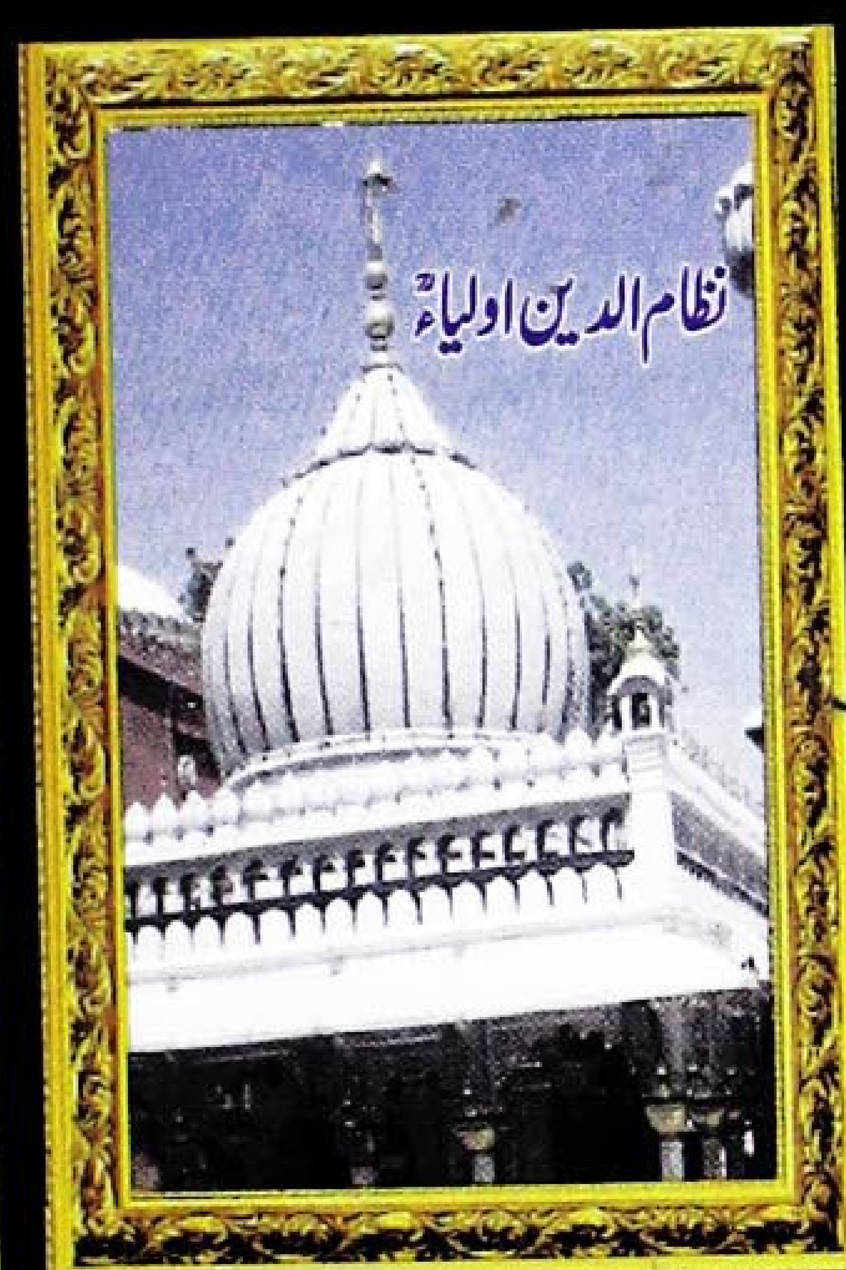

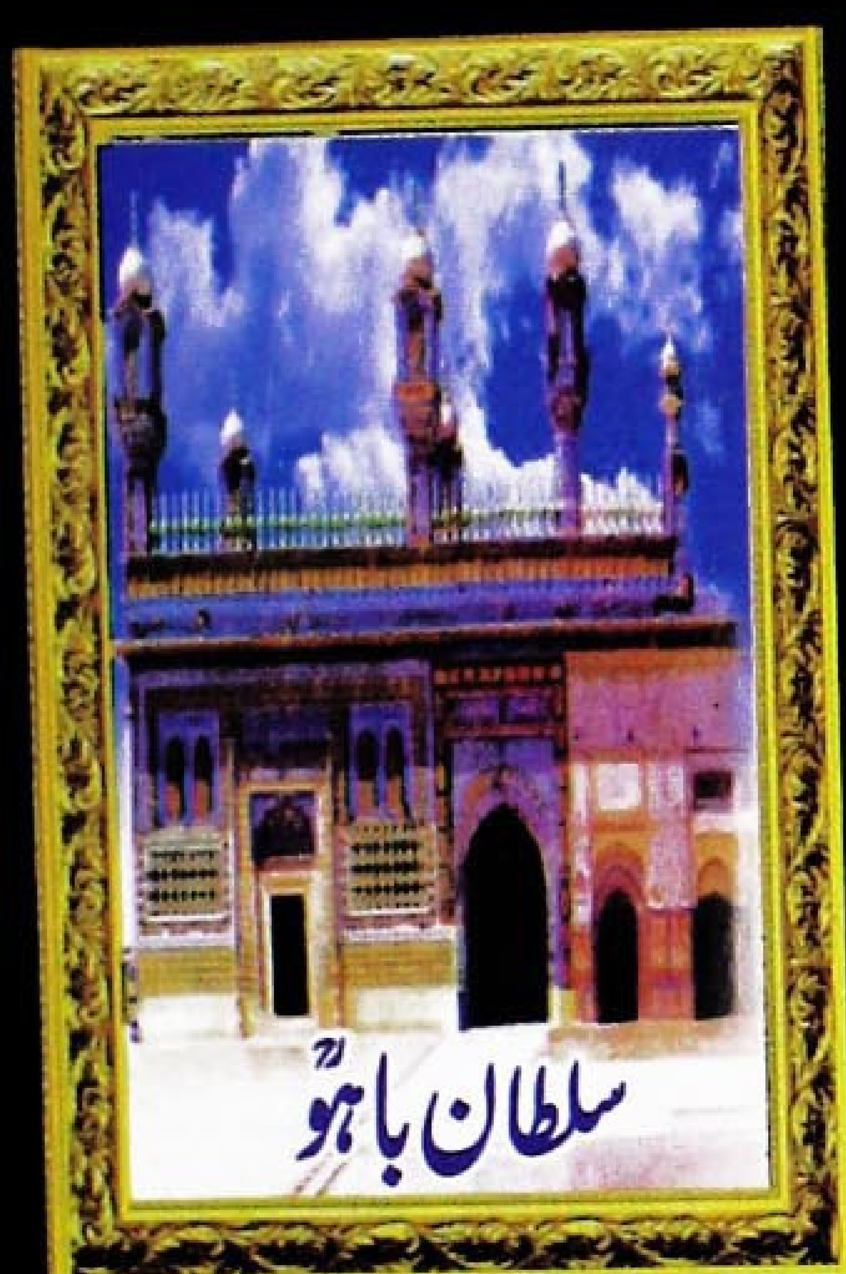

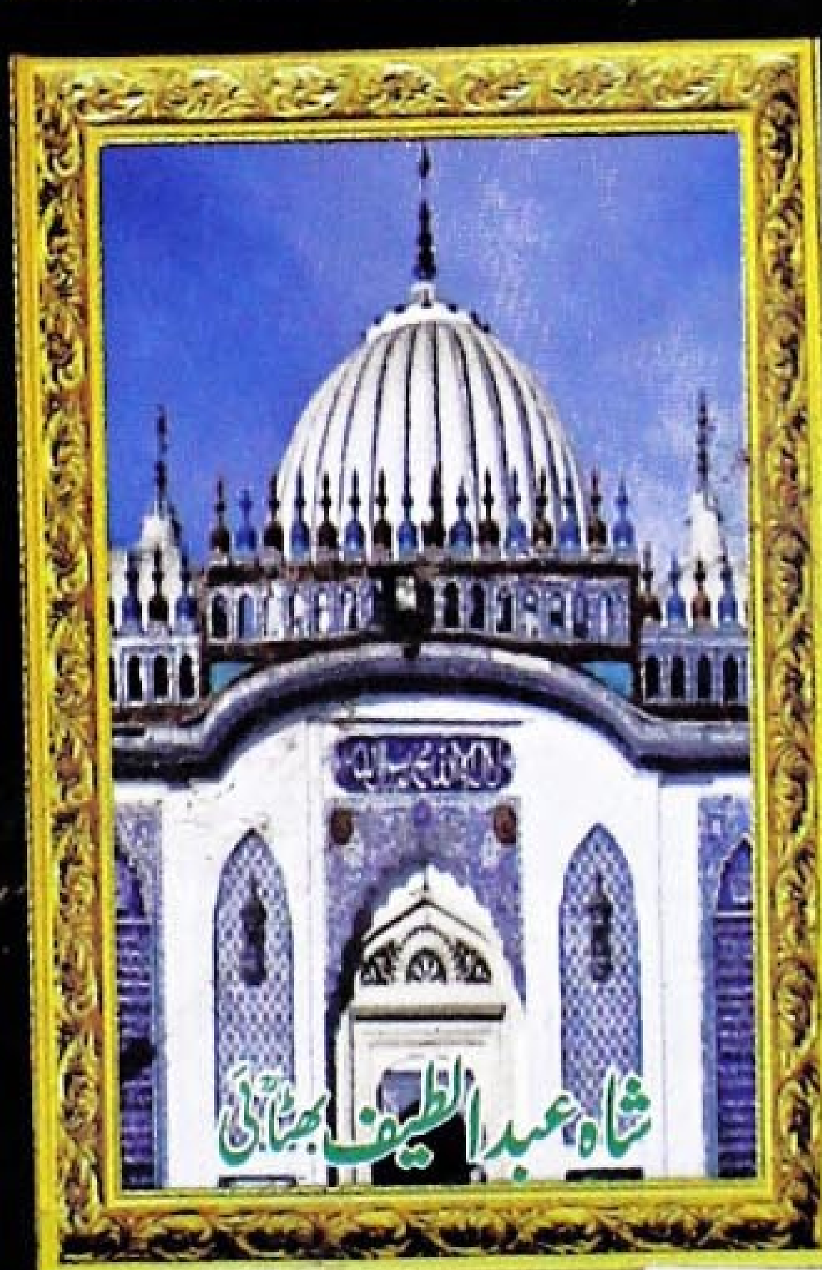

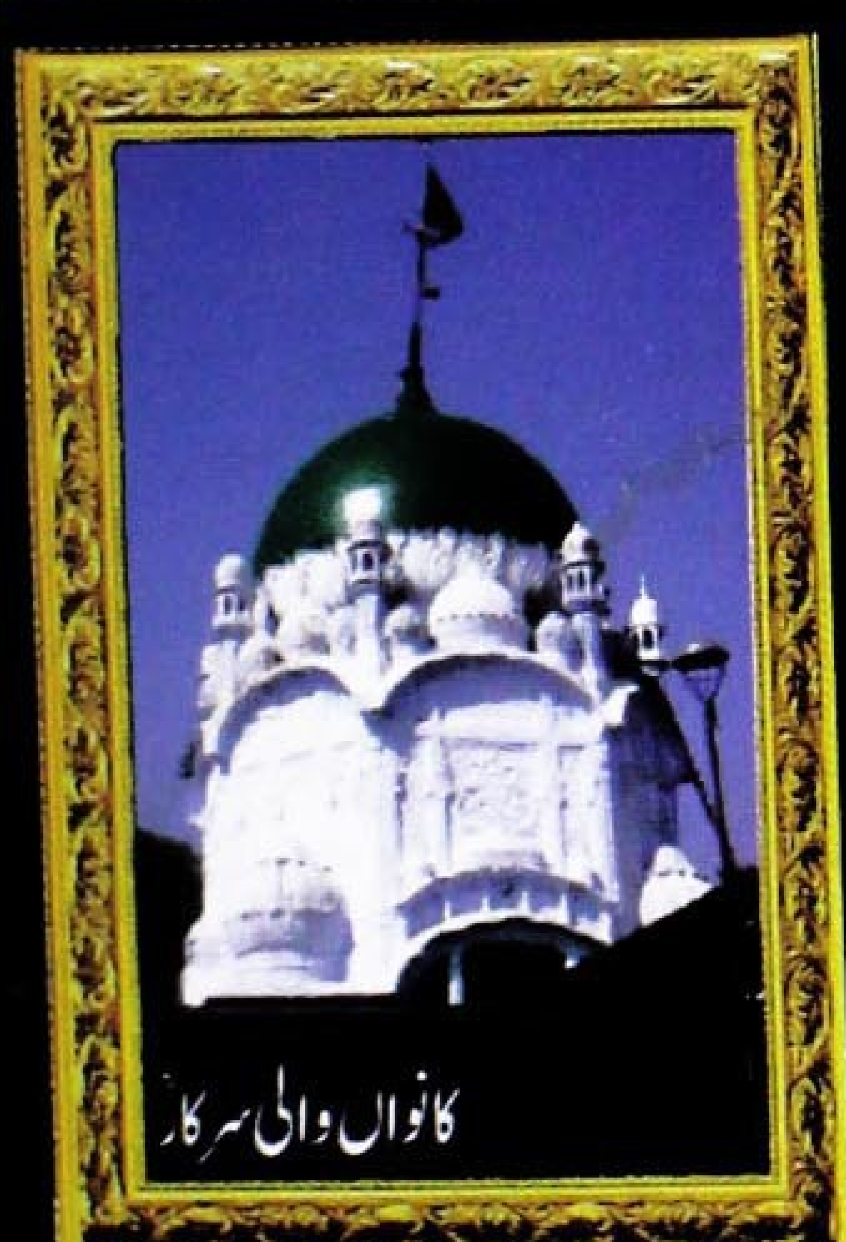

29
1
10

سید زاہد حسین بخاری

Marfat.com

Marfat.com

اہلِ حقیقت

☆ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ
☆ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ
☆ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ
☆ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ
☆ حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ
☆ حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ

مصنف

سیّد زاہد حسین بخاری

مقصود پبلشرز

جیلانی سنٹر، احاطہ شاہدریاں، اُردو بازار، لاہور

092-42-37115805 ● موبائل: 0333-4320521

Marfat.com

297.9
3 23
14141

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام کتاب اہلِ حقیقت

مصنف سید زاہد حسین بخاری

سنِ اشاعت 2017ء

کمپوزنگ شکیب میر، زبیر خیالی

سرِ ورق محمد اویس عاجز

ہدیہ 200روپے

ناشر

مقصود پبلشرز اُردو بازار لاہور

Marfat.com

انتساب

حضرت فقیر محمد گلزار صابریؒ

اور

حضرت سائیں جمیل قلندرؒ

کے نام

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

☆ مقدمہ 9

حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ

☆ ولادت باسعادت 13
☆ ابتدائی حالات وواقعات 14
☆ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی خدمت میں 15
☆ لنگر تقسیم کرنے پر مامور 16
☆ والدہ ماجدہ کی دوبارہ اجودھن آمد 16
☆ بیعت وخلافت 18
☆ شجرہء طریقت 19
☆ کلیر شریف میں آمد 20
☆ بکری چُرانے والے پکڑے گئے 21
☆ مسجد کا نمازیوں سمیت زمین بوس ہونا 22
☆ حالتِ جذب وسُکر 23
☆ حضرت شمس الدین تُرک پانی پتیؒ کی حاضری اور بیعت 23
☆ کرامات 25
☆ بارات کا مقید ہو جانا 25
☆ حضرت شمس الدین تُرک پانی پتیؒ کے لئے دُعا 25
☆ قوال کو روحانی فیض 26
☆ وصال مبارک 26
☆ تعمیرِ مزار اور سالانہ عرس 27
☆ آپؒ کے فرمودات 28

Marfat.com

☆ حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ

☆ ولادت باسعادت	29
☆ تعلیم و تربیت	29
☆ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی خدمت میں	30
☆ خلافت	31
☆ والدہ کی وفات	31
☆ سلسلۂ رشد و ہدایت	32
☆ عادات و خصائل	33
☆ ذوقِ شعر و سماع	34
☆ کشف و کرامات	36
☆ فتح کی بشارت	36
☆ پانی کا میٹھا ہونا	36
☆ شب جمعہ کعبہ شریف میں	36
☆ گمشدہ فرمان کا مل جانا	37
☆ مرید کی دعوت	37
☆ نمازِ فجر کی ادائیگی	37
☆ حضرت شمس الدینؒ کی توبہ	38
☆ دل کا حال جان لینا	38
☆ کلاہ کی واپسی	39
☆ سلطان علاؤ الدین خلجی کی عقیدت	39
☆ سلطان قطب الدین خلجی کی عداوت اور ہلاکت	40
☆ ہنوز دلی دور است	41
☆ اخلاق و عادات	42
☆ وصالِ مبارک	44

Marfat.com

☆ فرمودات 45
☆ خلفائے عظام 46
☆ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ 46
☆ حضرت امیر خُسروؒ 46
☆ حضرت شیخ قطب الدین منورؒ 47
☆ مولانا برُہان الدین غریبؒ 47
☆ خواجہ سید حَسن کرمانیؒ 47
☆ خواجہ سید رفیع الدین ہارونؒ 47
☆ قاضی سید محی الدین کاشانیؒ 47
☆ حضرت امیر حَسن علاء سنجریؒ 48
☆ کلامِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بحضور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ 48

سُلطان العارفین حضرت سُلطانِ باہُوؒ

☆ خاندانی پس منظر 49
☆ والدین 50
☆ ولادت باسعادت 51
☆ تعلیم وتربیت 51
☆ مُرشدِ کامل کی تلاش 52
☆ دہلی میں فیضِ عام 56
☆ ظہورِ کرامات 57
☆ ایک بچی پر نظرِ کرم 57
☆ مٹی کو سونا بنانا 58
☆ قصہء حضرت سلطان نورنگؒ 59
☆ اولادِ نرینہ عطا فرمانا 60

Marfat.com

☆ نظرِ کیمیا اثر 60

☆ تصنیفات 62

☆ چند ابیاتِ باہُوؒ 68

☆ فرمودات 74

☆ وصال مبارک 76

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

☆ ولادت و باسعادت 78

☆ والدِ ماجد 78

☆ خاندانی پس منظر 78

☆ تحصیلِ علم 79

☆ عالمِ جوانی 80

☆ بھٹ شاہ میں قیام 81

☆ آپؒ کی شاعری 81

☆ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ کے سندھی کلام کا منظوم اردو ترجمہ 82

☆ چند ابیات کا اُردو ترجمہ 93

☆ آپؒ کے فرمودات 96

☆ ہم عصر شعراء 97

☆ وصال مبارک 98

حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ

☆ خاندانی حالات اور ولادت 99

☆ بیعت اور چلہ کشی 99

☆ آپؒ کی کرامات 102

☆ چشمہ جاری کرنا 102

Marfat.com

☆ غریب کسان کو امیر بنا دیا 102
☆ ژالہ باری سے محفوظ رہنا 102
☆ خان خیل قبیلہ کو نمبرداری دِلوانا 103
☆ لاپتہ شوہر کا واپس آنا 104
☆ انگریز ڈپٹی کمشنر کی برطرفی 104
☆ لوہار، لکڑہارے اور ملاح پر نظرِ عنایت 105
☆ مظفر آباد میں آمد اور ظہورِ کرامات 106
☆ آرائش کے حق میں دعا 107
☆ بھینس پہاڑی سے گر کر زندہ رہی 107
☆ بسم اللہ کا ورد 108
☆ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی حاضری 108
☆ حلقۂ ارادت 109
☆ آپ ؒ کا رہن سہن 110
☆ وصالِ مبارک اور تعمیرِ مزار 111

حضرت سائیں کرم الٰہیؒ المعروف کانواں والی سرکارؒ 113

☆ ولادت باسعادت اور ابتدائی حالات 115
☆ شجرہ طریقت 116
☆ کرامات 119
☆ وصالِ مبارک 126
☆ منقبت 127

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مقدّمہ

انسان کی ہدایت ورہنمائی اور نظامِ کائنات چلانے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیائے کرام کو معبوث فرمایا۔ پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا لیکن ہدایت کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے قدرت نے قرآن پاک جیسی مقدس کتاب باقی رکھی اور ساتھ معلمین قرآن کا اہتمام بھی فرمادیا۔ اہلِ بیتِ رسولؐ اور صحابہ کرام وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے آنحضورؐ سے براہِ راست فیض حاصل کیا۔ سرورِ کائناتؐ نے ہر کسی کو اس کے ظرف کے مطابق علم وحکمت سے نوازا۔ سب سے بڑھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپؐ سے اکتساب فیض کیا۔ اِسی لئے پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ مَیں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کا دروازہ ہیں۔ مزید ارشاد ہوا کہ میں حکمت کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کا دروازہ ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضورِ اکرمؐ کی غیر موجودگی میں لوگ دین ودنیا کے مسائل کے حل کے لئے شیرِ خدا سے رجوع فرماتے رہے۔ چونکہ یہاں ہر قسم کا مسئلہ حل ہوجاتا اور مشکل آسان ہوجاتی اِسی لئے لوگ آپؓ کو مشکل کُشا کہنے لگے۔

صوفیائے کرام:

علمِ روحانیت وتصوّف پر عمل کرنے سے انسان قربِ خداوندی حاصل کرلیتا ہے لیکن اِس راستے پر چلنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ تاہم کچھ لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اکتسابِ فیض کرکے روحانیت میں کمال حاصل کرلیا اور راہِ سلوک پر چل کر واصلِ حق ہوئے۔ اِتباعِ رسولؐ میں صدقِ دل سے زندگی کا مقصد حاصل کرکے انہوں نے اسلامی تعلیمات کو عام کیا اور نہ صرف گفتار بلکہ اپنے کردار سے دین کی حقانیت کو ثابت کیا۔ ایسے لوگ دوسری صدی ہجری میں صوفی کہلائے۔

لفظ تصوّف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ اکثر صوفیاء کے نزدیک صوف یا پشمینہ پہننے والے درویشوں کو صوفی کہا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں باطن کی صفائی کے باعث انہیں

Marfat.com

صوفی کہا گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ جن لوگوں میں اہلِ صفہ کے اوصاف کی جھلک دکھائی دیتی ہے، انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔ اصحابِ صُفہ اپنا زیادہ تر وقت آنحضرتؐ کی صحبت اور خدمت میں بسر کرتے تھے۔ وہ شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرتے اور جو ملتا اسے کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

صوفیاء کا ظہور بطورِ جماعت دوسری صدی ہجری میں ہوا۔ سب سے پہلے جس شخص کو صوفی کہا گیا اُس کا نام ابو ہاشم کوفی (متوفی 150 ہجری) تھا۔ دوسری سے چھٹی صدی ہجری تک بہت سی عہد ساز شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنے اخلاقِ حسنہ اور گفتار و کردار سے ایک عالم کو منور کیا اور تصوف کے سلسلوں کو فروغ بخشا۔ مثلاً حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت رابعہ بصریؒ، حضرت ابراہیم بن ادہمؒ، حضرت داؤد طائیؒ، حضرت فضیل بن عیاضؒ، حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ، حضرت شفیق بلخیؒ، حضرت معروف کرخیؒ، حضرت ابو حفص حدادؒ نیشاپوری، حضرت بشر حافیؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت ابو بکر شبلیؒ، حضرت علی ہجویریؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت بہاؤ الحق زکریاؒ، حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ، حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت بری امامؒ، حضرت شہباز قلندرؒ، حضرت بُو علی قلندرؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

برصغیر میں صوفیاء کی آمد:

برِصغیر پاک و ہند میں مسلمان فاتحین کی آمد کے ساتھ ہی ایران اور افغانستان سے لاتعداد صوفیائے کرام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا، جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے اسلام کا پرچار کیا۔ انہوں نے آسان زبان اور بعض اوقات اشعار کے ذریعے لوگوں کو توحید و نبوت کا سبق سکھایا۔ یہاں کے لوگ ظلم و استحصال کی چکی میں پس رہے تھے۔ صوفیاء نے عدل و انصاف اور مساوات کا درس دیا تو لوگ اُن کی طرف کھنچتے چلے آئے۔ لاکھوں ہندوؤں نے بہ رضا و رغبت اسلام قبول کیا اور پھر اُن میں سے

Marfat.com

بعض عبادت وریاضت سے ولایت کے مرتبے تک جا پہنچے۔ یہاں پر جو صوفیاء مشہور ہوئے، اُن میں حضرت سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ، سید میراں حُسین زنجانیؒ، حضرت مادھو لعل حُسینؒ، حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت بلھے شاہؒ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، حضرت امام بریؒ، حضرت علی احمد صابر کلیریؒ، حضرت شاہ ابوالمعالیؒ، حضرت لال شہباز قلندرؒ، حضرت امام علی الحقؒ، حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانیؒ، حضرت شاہ شمس تبریزؒ اور دیگر کئی نام شامل ہیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ برِ صغیر پاک و ہند میں بیشتر صوفیائے کرام خاندانِ سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ دراصل اس خاندان کے لوگ دوسری صدی ہجری میں ہی یہاں آنا شروع ہو گئے تھے۔ جب اُموی اور عباسی حکمرانوں کی طرف سے ان پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا اور وہ کھل کر دینِ حقہ کی تبلیغ سے محروم ہو گئے تو انہوں نے رفتہ رفتہ ہندوستان کا رُخ کیا اور یہاں پر حقیقی اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ مثلاً حضرت سید عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی ہجری میں صوبہ سندھ میں وارد ہوئے۔ سن 151 ہجری میں انہیں شہید کر دیا گیا۔ کراچی میں سمندر کے کنارے ان کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔ آپؒ حضرت امام حسنِ مجتبیٰؑ کی نسل پاک میں سے تھے۔ اسی طرح بہت سے علمائے دین اور اولیائے کرام کا تعلق آلِ رسولؐ سے تھا۔ جنہوں نے برِصغیر پاک و ہند میں نورِ حق سے لوگوں کے قلب و دماغ منور کیئے۔

آلِ رسولؐ سے کیا مراد ہے: لفظ آل عربی کا لفظ ہے۔ جس کے معنی قوم اور اولاد کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں آلِ رسولؐ سے مراد حضور نبیء کریمؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد یعنی حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور پھر اُن کی نسل پاک ہے۔ یہی لوگ سادات بنی فاطمہؑ بھی کہلاتے ہیں۔ سادات اور امت میں یہ واضح فرق ہے کہ سادات پر صدقہ لینا حرام ہے جبکہ امت پر نہیں۔ سادات کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ نماز میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود کے ساتھ ساتھ آلِ رسولؐ پر درُود بھیجنا بھی واجب ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ درُود کا جو طریقہ آپؐ نے

Marfat.com

امت کو بتایا وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے جس میں دُعا کی گئی ہے کہ یا اللہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اس طرح درود بھیج جیسے تُو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آلؑ پر بھیجا ہے ۔اللہ تعالیٰ کے درود کی مستحق حضرت ابراہیمؑ کی ذریّت یعنی اولاد تھی ۔اسی لئے یہاں بھی درود و سلام کی مستحق نبیء کریمؐ کی آلؑ (اولاد) ہے جس سے مراد آپؐ کی بیٹی اور پھر ان کی اولاد ہے۔

قرآن پاک میں حضورؐ کے جن اقرباء سے مودّت کی ہدایت کی گئی ہے وہ آلِ رسولؐ ہیں۔ آپؐ کے بعد دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے اس خاندان کی قربانیاں بے مثال ہیں ۔اس لئے اس کے افراد کو عام مسلمانوں پر فوقیت حاصل ہے اور انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔جناب سرورِ کائنات کی یہ حدیث بہت مشہور اور متفق علیہ ہے کہ میرے اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیء نوحؑ کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ پار ہو گیا۔آپؐ نے سب مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہلِ بیتؑ،جب تک تم ان سے تمسّک رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے ۔آپؐ نے حسنین کریمینؑ کو جوانانِ جنت کا سردار قرار دیا ہے۔حضرت علی المرتضیٰؑ اور حضرت فاطمتہ الزہراؑ کے بے حساب فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

سب سے زیادہ امام،ولی اور صالحین خاندانِ سادات میں پیدا ہوئے ۔کتاب ہٰذا میں جن چھ اولیاء اللہ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے،ان میں سے چار کا تعلق اسی خاندان سے ہے۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں آلِ رسولؐ اور اولیاء اللہ کی عزت و توقیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خاکپائے اولیاء

سید زاہد حسین بخاری

Marfat.com

حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے خلفاء میں سے حضرت علی احمد صابر کلیریؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے بڑا نام اور بلند مقام پایا ہے، حضرت علی احمد صابر کلیریؒ حضرت بابا جیؒ کے بھانجے بھی تھے، یعنی آپؒ کی والدہ حضرت مسعود گنج شکرؒ کی بہن تھیں جو عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھیں اور ''جمیلہ خاتون'' ان کا لقب تھا جبکہ اسم گرامی ہاجرہ خاتون تھا۔

آپؒ کے والد ماجد کا نام شاہ عبدالرحیم تھا جو کہ بغداد کے مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپؒ بعد ازاں ہجرت کر کے ہرات چلے گئے، وہ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے والد گرامی حضرت شیخ جمال الدینؒ کے داماد اور مرید تھے، حسنی سادات سے ان کا تعلق بیان کیا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت علی احمد صابر کلیریؒ ۱۹ ربیع الاول 592 ہجری کو ہرات میں پیدا ہوئے، شروع شروع میں آپ ایک دن دودھ پیتے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔ پھر دوسرے سال ایک دن دودھ پیتے اور دو دن ناغہ فرمانے لگے۔

آپؒ کی پیدائش سے نو روز قبل آپؒ کی مادر گرامی نے پیٹ میں سے آواز سنی کہ ''میں ظہور اللہ ہوں'' ولادت کے بعد جب دایہ نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ کئی بار ایسا ہوا تو آپؒ کی والدہ ماجدہ نے دایہ سے فرمایا کہ پہلے وضو کرو پھر جسم کو ہاتھ لگاؤ، ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؒ مادرزاد ولی تھے۔ آپؒ کا شجرۂ نسب کتابوں میں اس طرح درج ہے۔

۱۔ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابری کلیریؒ

۲۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ

۳۔ حضرت عبدالسلامؒ

۴۔ حضرت سیف الدینؒ

Marfat.com

۵۔ حضرت عبدالوہابؒ

۶۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ

۷۔ حضرت سید ابی صالحؒ

۸۔ حضرت سید عبداللہ الجیلیؒ

۹۔ حضرت سید محمد یحییٰ زاہدؒ

۱۰۔ حضرت سید محمد داؤدؒ

۱۱۔ حضرت سید محمد موسیٰ جونؒ

۱۲۔ حضرت سید عبداللہؒ

۱۳۔ حضرت سید حسن مثنیٰؒ

۱۴۔ حضرت سید امام حسن علیہ السلام

۱۵۔ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ

بعض کتب میں آپؒ کا شجرۂ نسب شہید کربلا حضرت امام حسینؓ سے ملا کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچایا گیا ہے۔

صابر، علاؤالدین اور مخدوم آپؒ کے مشہور القاب تھے۔ حاجی برہان نامی ایک شخص آپؒ کے والد کا سخت دشمن تھا، جس روز حضرت علی احمد صابرؒ کی پیدائش ہوئی اور آپؒ نے پہلا سانس لیا تو اس وقت آسمان سے ایک برق چمکی اور حاجی برہان پر گری جس سے اس کا تن سر سے جدا ہو گیا۔ ہرات شہر میں زلزلہ آ گیا اور جو بھی حاسدین تھے وہ خوف سے کانپ اٹھے۔

ابتدائی حالات وواقعات

۱) ایک مرتبہ آپؒ کے والد ماجد بعد از نماز فجر مراقبہ میں مشغول تھے کہ ایک عجیب وغریب سانپ ان کے اوپر آ کر گرا، آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ دو ٹکڑے ہو کر پڑا ہوا تھا، ایک ٹکڑا ان کے اوپر گرا تھا اور ایک وہاں پر موجود تھا

جہاں حضرت علی احمد صابرؒ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے فوراً وہ ٹکڑے انکی والدہ کو دکھائے،

Marfat.com

انہوں نے فرمایا کہ میں خواب میں دیکھ رہی تھی کہ آج سے کوئی سانپ میرے خاندان کے کسی فرد کو نہیں کاٹے گا کیونکہ میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار دیا ہے۔

۲) آپؒ کے والد بزرگوار بیان فرماتے ہیں کہ جب علی احمد صابرؒ کی عمر چار سال ہوئی تو آپ کی زبان نطق کھل گئی اور آپ نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔آپ نے سب سے پہلے الفاظ ''لا موجود اِلّا اللہ 7'' ادا کیئے۔آپ نے بیٹے کی زبان مبارک سے یہ سن کر سجدہ شکر ادا کیا۔

۳) حضرت علی احمد صابرؒ بچپن سے ہی روزانہ سات مرتبہ کعبے کی جانب سجدہ کیا کرتے تھے۔ پہلا سجدہ فجر کے وقت، دوسرا ظہر کے وقت، تیسرا سہ پہر کے وقت، چوتھا سجدہ بوقت عصر، پانچواں بوقت مغرب، چھٹا بوقت عشاء اور ساتواں سجدہ تہجد کے وقت کیا کرتے تھے،آپ رات کو بہت کم سوتے تھے اور پھر اچانک اٹھتے تو زبان مبارک سے لفظ ''اللہ'' بے اختیار نکل جاتا۔

۴) آپ کی عمر ابھی پانچ برس کی تھی کہ والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا،اس حادثہ کا آپ پر بہت گہرا اثر ہوا، کئی روز تک آپ نے کچھ بھی نہ کھایا پیا، آپ اکثر غم میں ڈوبے رہتے اور گھر سے باہر زیادہ وقت گزارتے ،آپؒ کی والدہ بھی اکثر فاقہ کش رہتیں ،ایک مرتبہ آپ نے والدہ سے کھانے کو کچھ مانگا، اس وقت والدہ نے اطمینان قلب کیلئے دیگچی میں صرف پانی ڈال کر چولہے پر رکھا ہوا تھا،انہوں نے فرمایا کہ چاول پک رہے ہیں،آپ نے جواب دیا کہ چاول تو کب کے پک چکے ہیں،انہوں نے ڈھکنا اٹھا کر جو دیکھا تو دیگچی میں چاول پکے ہوئے تھے، وہ سخت حیران ہوئیں اور چاول آپ کو پیش کیئے ،آپ نے تھوڑے سے چاول کھائے اور باقی غریبوں میں تقسیم کر دیئے۔

۵) چھ سال کی عمر میں تو ہمہ وقت جذب وسکر میں رہنے لگے، زمین پر سوتے، کھانے کو کچھ مل جاتا تو کھا لیتے وگرنہ فاقے سے رہا کرتے تھے۔حضرت ابوالقاسم گورگانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر تہجد کے وقت ان کے مکان سے ''اللہ ھُو'' کی آواز سنی۔جب سات سال کے ہوئے تو باقاعدگی سے نماز ادا کرنے لگے اور تہجد کی بھی پابندی شروع کر دی۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

ہرات میں آپ کے دن عسرت وتنگدستی میں بسر ہو رہے تھے اور اعلیٰ تعلیم وتربیت کا انتظام نہ

Marfat.com

تھا، اسلیئے آپ کی والدہ نے بیٹے کو لے کر اپنے بھائی کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ۲۵ شعبان ۶۰۰ ہجری بروز چہار شنبہ بیٹے کے ساتھ اجودھن (موجودہ پاک پتن) پہنچ گئیں، حضرت بابا فرید الدینؒ نے بہن کو تسلی دی اور حضرت علی احمد صابرؒ کی تعلیم و تربیت اپنے ذمے لے لی، بابا صاحبؒ نے پیارے بھانجے کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی، قرآن پاک تو وہ ہرات میں پڑھ چکے تھے، یہاں پر آپؒ نے جلد ہی عربی اور فارسی زبانوں پر عبور حاصل کرلیا، اسکے علاوہ فقہ، تفسیر اور منطق وغیرہ میں بھی دسترس حاصل کرلی، آپ کی والدہ ماجدہ نے تین سال اجودھن میں اپنے بھائی کے ہاں قیام کیا اور پھر ہرات جانے کی اجازت طلب کی، بابا جی راضی ہو گئے اور وہ حضرت ابوالقاسم گورگانیؒ کی معیت میں واپس ہرات روانہ ہو گئیں اور اپنے بیٹے کو یہیں چھوڑ دیا۔ علیم اللہ ابدالؒ جوان کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی حضرت علی احمد صابرؒ کی خدمت کیلئے اجودھن میں رہ گئے۔

لنگر تقسیم کرنے پر مامور

آپ کی والدہ بی بی ہاجرہؒ نے ہرات روانگی سے قبل اپنے بھائی حضرت بابا فریدؒ سے عرض کی کہ علی احمد صابرؒ کمزور اور ناتواں ہے اور کھانے پینے سے کچھ رغبت نہیں رکھتا، یہ بات سن کر بابا صاحبؒ نے اپنے بھانجے کو بلایا اور لنگر تقسیم کرنے پر مامور کر دیا تا کہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔

حضرت علی احمد صابرؒ روزانہ اشراق کی نماز کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لاتے، لنگر تقسیم کرتے اور واپس حجرہ میں چلے جاتے، پھر نماز مغرب کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لا کر لنگر تقسیم فرماتے، یہ فریضہ آپ بارہ برس تک انجام دیتے رہے لیکن انہوں نے خود کبھی لنگر نہ کھایا اگر بھوک زیادہ تنگ کرتی تو جنگل کی جانب نکل جاتے اور درختوں کے پتوں کو اکل حلال سمجھ کر روزہ افطار کر لیتے، اس دوران آپ نے قرآن پاک حفظ کرلیا اور شاعری کی بھی ابتدا کر دی۔ آپ نے فارسی زبان میں شاعری کی ہے۔

والدہ ماجدہ کی دوبارہ اجودھن آمد

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ہاجرہؒ ۱۲ سال کے بعد اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کیلئے اجودھن تشریف لائیں، جب ان کی نظر اپنے بیٹے پر پڑی تو بہت پریشان ہوئیں کہ یہ تو بہت کمزور ہو چکا ہے، انہوں نے اپنے بھائی سے شکایت کی تو بابا فریدؒ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے سامنے ہی علی احمدؒ کو

Marfat.com

لنگر تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی اور وہ یہ ذمہ داری بارہ برس سے نبھا رہا ہے۔ جب حضرت علی احمد صابرؒ کو بلا کر دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے مجھے لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا نہ کہ کھانے کا۔ حضرت بابا فریدؒ آپ کا صبر دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور بے ساختہ آپ کی پیشانی چوم لی اور فرمایا کہ تم آج سے علاؤالدین علی احمد صابرؒ ہو۔ دوران قیام آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنے بھائی بابا فریدالدینؒ سے اپنے بیٹے کیلئے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا، بابا صاحب نے فرمایا کہ علی احمد ہر وقت حالت جذب وسکر میں رہتا ہے اور وہ شادی کے لائق نہیں، بہن کہنے لگیں کہ میں بیوہ ہوں اور میرا بیٹا یتیم ہے، اسلیئے تم اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ نہیں کرنا چاہتے۔ بابا صاحب مجبور ہو گئے اور ہاں کہہ دی، چنانچہ ۲۱ شوال بروز چہارشنبہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھانجے سے کر دیا، اس بیٹی کا نام خدیجہ بیگم تھا جو کہ شریفہ بیگم کے نام سے معروف تھیں۔

حضرت علی احمد صابرؒ ہر وقت ذات الٰہی کی جانب متوجہ رہتے تھے، آپ کی والدہ ماجدہ نے خلاف معمول آپ کے حجرۂ مبارک میں چراغ روشن کر کے دلہن کو اندر پہنچا دیا لیکن آپ حالت مراقبہ میں رہے، بوقت تہجد مراقبہ سے باہر آئے تو دلہن کو دیکھ کر فرمایا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں آپ کی زوجہ ہوں آپ نے فرمایا اللہ تو فرد ہے اسے زوج سے کیا کام ہو سکتا ہے، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت دلہن کے لباس میں آگ پیدا ہوئی اور اس کا جسم جل گیا، آپ کی والدہ ماجدہ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ اب میں تیرے ماموں کو کیا جواب دوں گی، آپ نے فرمایا کیوں میں نے کیا کیا ہے جس کا جواب آپ کو دینا پڑے گا، جب والدہ نے تفصیل بتائی تو آپ نے اس واقعہ سے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اقتباس الانوار میں بحوالہ بابا فرید مسعود گنج شکر تحریر ہے کہ علی احمدؒ کی ایک نظر سے ہی میری بیٹی کا نفس امارہ جل کر راکھ ہو گیا اور وہ متقی و پرہیزگار بن گئی۔

حضرت علی احمد صابرؒ کی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہؒ مورخہ ۲ محرم الحرام ۶۱۴ ہجری بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب اس دار فانی سے کوچ فرما گئیں آپ کو کھوتوال میں دفن کیا گیا، ان کے بعد حضرت علی احمدؒ ۹ سال تک استغراقی کیفیت میں کھوئے رہے اور اپنے حجرے میں ہی مقید رہے آپ کی یہ حالت دیکھ کر بابا فریدؒ نے حضرت عمر بن اسحاقؒ کو لنگر تقسیم کرنے پر مامور کر دیا۔

Marfat.com

بیعت و خلافت

نو سال کی خاموشی کے بعد مورخہ ۱۷ محرام الحرام ۶۲۳ ہجری بروز پنجشنبہ بعد از نماز اشراق حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ حضرت علی احمد صابرؒ کے حجرے میں داخل ہوئے اور انہیں استغراقی کیفیت میں موجود پایا آپ نے ان کے دائیں کان میں سات مرتبہ باآواز بلند کلمۂ طیبہ پڑھا تو وہ فنا سے بقا کی طرف لوٹ آئے اور آنکھیں کھول دیں، بابا صاحب کو سامنے دیکھ کر انہیں سلام کیا، آپ نے حضرت علی احمد صابرؒ کو اٹھا کر اپنے ساتھ لگایا اور حجرہ مبارک سے باہر لے آئے، بعد از نماز عصر ایک محفل سجائی گئی جس میں بابا صاحب نے آپ کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمایا اور خرقہ چشت عنائیت فرمایا ساتھ ہی راہ سلوک کی تعلیم سے بہرہ ور فرمایا، حضرت علی احمد صابرؒ افکار و اشغال اور اسرار و افکار کی تعلیم حاصل کرنے لگے، کچھ عرصہ بعد بابا صاحبؒ نے آپ کو اپنے پاس طلب فرمایا اور آپ کے سر مبارک پر سبز عمامہ باندھا اور اسم اعظم جو کہ خواجگان چشت میں سینہ بسینہ چلا آرہا تھا سکھا کر سندِ خلافت عطا فرمائی، اس وقت آپ کی عمر مبارک 58 سال تھی۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا دستور تھا کہ جب کسی کو خلافت نامہ لکھ کر دیتے تو اس پر مہر تصدیق لگوانے کیلئے اپنے خلیفہ حضرت جمال الدین ہانسویؒ کے پاس بھیج دیتے جو کہ ہانسی میں رہائش پذیر تھے، حضرت علی احمد صابرؒ بھی فرمان خلافت لے کر ان کے پاس پہنچے تا کہ مہر لگوانے کے بعد دہلی روانہ ہو جائیں، اتفاق سے جب آپ وہاں پہنچے تو مغرب کا وقت تھا، دونوں نے نماز مغرب ادا کی اور پھر آپ نے حضرت جمال الدین ہانسویؒ کی خدمت میں خلافت نامہ پیش کیا، وہ اسے کھول کر پڑھنا چاہتے تھے کہ اسی اثناء میں تیز ہوا چلی اور چراغ بجھ گیا، انہوں نے فرمایا کہ صبح ہوتے ہی اس پر مہر تصدیق ثبت کر دوں گا، حضرت علی احمد صابرؒ نے اپنی انگشت شہادت پر پھونک ماری تو وہ روشن ہو گئی، آپ نے فرمایا کہ اس کی روشنی میں مہر ثبت کر دیں، یہ سن کر حضرت جمال الدین ہانسویؒ نے خلافت نامہ چاک کر ڈالا اور فرمایا کہ دہلی بے چاری تم جیسے جلالی کی تاب نہیں رکھتی، تم تو دہلی کو ایک دن میں جلا کر راکھ کر دو گے۔

یہ سن کر حضرت علی احمد صابرؒ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ تم نے میرا خلافت نامہ چاک کیا ہے میں تمہارا سلسلۂ قطبیت ختم کرتا ہوں، حضرت جمال الدین ہانسویؒ نے پوچھا، اول سے یا آخر سے، آپ

Marfat.com

نے فرمایا اول سے، پھر آپ واپس اجودھن چلے آئے اور بابا صاحبؒ کے حضور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ جمالؒ کے پھاڑے ہوئے کو فریدؒ نہیں سی سکتا۔ بابا صاحب نے مزید فرمایا کہ شکر ہے تم نے اول سے کہا اور اس کی آخر سلامت رہ گئی، اب تمہارے مریدوں میں سے ایک مرید دعا کرے گا اور اس کا سلسلہ دوبارہ جاری ہو جائے گا، آپ کا اشارہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی جانب تھا جو حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتیؒ کے خلیفہ ہوئے۔

بعد ازاں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے کلیر شریف کا خلافت نامہ تحریر کر کے دیا اور مہر تصدیق بھی خود ثبت کر دی اور حضرت علیم اللہ ابدالؒ کو بھی آپ کے ساتھ جانے کا حکم فرمایا۔

شجرۂ طریقت

حضرت علی احمد صابرؒ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی سرفراز ہوئے، آپ کا شجرہ طریقت مندرجہ ذیل ہے

۱) حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ

۲) حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

۳) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

۴) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

۵) حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ

۶) حضرت حاجی شریف زندنیؒ

۷) حضرت قطب الدین مودود چشتیؒ

۸) حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ

۹) حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ

۱۰) حضرت خواجہ ابدال چشتیؒ

۱۱) حضرت ابو اسحاق شامی چشتیؒ

۱۲) حضرت خواجہ ممشاد دینوریؒ

Marfat.com

۱۳) حضرت امین الدین ہبیرۃ البصری ؒ

۱۴) حضرت سلطان ابراہیم ادہم ؒ

۱۵) حضرت خواجہ ابوفضیل بن عیاض ؒ

۱۶) حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید ؒ

۱۷) حضرت خواجہ حسن بصری ؒ

۱۸) حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ

کلیر شریف میں آمد

بھارت کے صوبہ اُتر پردیش (یوپی) کے ضلع سہارن پور کے شمال مغرب میں دریائے گنگا اور جمنا کے درمیان میں ایک زرخیز شہر آباد ہے جسے کلیر شریف کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد 283ء میں راجہ کرم پال نے رکھی تھی، یہاں پر ایک بہت بڑا بت خانہ بھی تعمیر کیا گیا تھا جس میں سونے اور چاندی کے سینکڑوں بت نصب کیئے گئے تھے یہاں مسلمان بھی آباد ہو گئے تھے جنہوں نے شہر کے وسط میں بہت بڑی مسجد تعمیر کروائی جسے جامع مسجد کہتے تھے۔

حضرت علی احمد صابرؒ اپنے پیرو مرشد کے حکم سے ۱۵ ذوالحج ۶۵۰ ہجری بروز دوشنبہ بعد نماز فجر حضرت علیم اللہ ابدالؒ کے ہمراہ اجودھن سے روانہ ہوئے اور اسم اعظم کی بدولت ایک ہی روز میں یہ سفر طے کر کے کلیر شریف پہنچ گئے اور ایک بوڑھی عورت گلزاری بیگم کے مکان میں رہائش پذیر ہوئے۔ اُس عورت کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام بہاؤالدین تھا، جلد ہی اہل مکان اور ہمسائے دل و جان سے آپ کے گرویدہ ہو گئے لیکن شہر کا قاضی جس کا نام تبرک تھا، وہ آپ سے جلنے لگا۔ اس کا مکان بھی ہمسائے میں تھا مگر اس کے مقدر میں ہدایت قبول کرنا نہیں تھا۔ اسے یہ فکر لاحق ہو گئی کہ ان کی آمد سے میری بزرگی اور دانشوری کا بھانڈا ہی نہ پھوٹ جائے، اس نے لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا، آپ لوگوں کو مساوات کی تعلیم دیتے تھے، جبکہ کلیر کا ماحول ظاہری رکھ رکھاؤ اور ریا کاری کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ دکھاوے کیلئے پانچ وقت مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے آتے لیکن وہاں انہوں نے نماز کیلئے اپنی اپنی جگہ مقرر کر رکھی تھی، کسی غریب آدمی میں جرأت نہیں تھی کہ وہ ان کی مقرر کی ہوئی جگہ پر کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکے،

Marfat.com

بیشتر لوگ سواریوں پر مسجد میں آتے اور ریشمی لباس پہن کر نماز پڑھتے۔

کلیر شریف کا سارا انتظام وانصرام قیام الدین نامی ایک رئیس کے سپرد تھا اور وہ اس شہر کا حکمران بنا بیٹھا تھا، اس کے ساتھ قاضی تبرک کے گہرے مراسم تھے، حضرت علی احمد صابرؒ ایک روز مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے لگے لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اگلے روز آپ دوبارہ مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت پانچ ہزار کے قریب نمازی موجود تھے، آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک اس کی تمام مخلوق برابر ہے، اس کا مقبول بندہ وہی ہے جو سچے دل سے اس کی عبادت کرتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کی پیروی کرتا ہے، اس کے بعد آپ نے بتایا کہ میرے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے انہیں کلیر کی ولایت عطا کر کے یہاں بھیجا ہے۔ لوگوں نے آپ کی بیعت سے انکار کر دیا کیونکہ مساوات پر عمل کرنے سے ان کی اجارہ داری اور اقتدار پسندی کو خطرہ لاحق تھا۔ قاضی تبرک نے رئیس شہر کو آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا، اس نے کہا کہ بروز جمعہ جب نماز ادا کرنے کیلئے میں مسجد میں آؤں گا تو اس سے مل کر معاملے کا جائزہ لوں گا۔

بکری چرانے والے پکڑے گئے

بروز جمعہ رئیس شہر قیام الدین جامع مسجد میں نماز کیلئے آیا اور بعد از نماز اس نے آپ کو طلب فرمایا، آپ اس وقت لوگوں کو وعظ ونصیحت فرما رہے تھے اور ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع تھا، رئیس نے آپ سے کہا کہ اگر تم واقعی صاحب ولایت اور اقطاب ہند میں سے ہو تو تم میری اس بکری کا پتہ بتاؤ جس کا رنگ سبز ہے اور وہ نہایت قد آور اور خوبصورت ہے، یہ بکری تین ماہ سے غائب ہے۔ حضرت علی احمد صابرؒ اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور آسمان کی جانب دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا ''بکری کھانے والے حاضر ہوں'' آپ کا یہ فرمانا تھا کہ تقریباً 27 آدمی حیران و پریشان آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے، آپ نے پوچھا کہ رئیس قیام الدین کی بکری کدھر ہے اور تم نے اسے کس طرح ذبح کر کے کھایا تھا، ان لوگوں نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے بکری کو نہیں دیکھا اور نہ ہی اسے ذبح کر کے کھایا ہے۔

حضرت علی احمد صابرؒ نے رئیس قیام الدین سے فرمایا کہ تم اپنی بکری کا نام لے کر پکارو، اس

Marfat.com

نے بلند آواز سے کہا، اے حرمنہ! اے میری بکری تو کدھر ہے؟ اس کا یہ کہنا تھا کہ ان لوگوں کے پیٹوں میں سے آواز آنے لگی کہ میں اتنی اتنی تعدا میں ان تمام لوگوں کے پیٹ میں موجود ہوں اور ان لوگوں نے نصف شب کے وقت مجھے ذبح کر دیا اور میرا گوشت بھون کر کھا گئے۔ یہ کرامت دیکھ کر قیام الدین پکار اٹھا کہ آپ صاحب کشف وکرامت ہیں اور اقطاب ہند میں سے ہیں۔ وہ آپ کی بیعت کرنا چاہتا تھا لیکن قاضی تبرک نے اسے بہکا دیا اور کہنے لگا کہ یہ کرامت نہیں جادو ہے یہ امر جادو کے زور پر وقوع پذیر ہوا ہے، رئیس قاضی کی باتوں میں آ گیا اور بیعت کی سعادت سے محروم رہا۔

مسجد کا نمازیوں سمیت زمین بوس ہونا

حضرت علی احمد صابرؒ نے جب دیکھا کہ لوگوں پر ان کے پند ونصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو۔ انہوں نے اپنے پیرو مرشد حضرت بابا مسعود گنج شکرؒ کو تمام حالات لکھ بھیجے، بابا صاحبؒ نے بھی ایک خط رئیس کلیر کے نام لکھا اور فرمایا کہ علی احمد صابرؒ کی اطاعت کرو، رئیس اور قاضی نے آپ کی نصیحت کا کوئی اثر نہ لیا بلکہ وہ خط پھاڑ دیا اور زبان سے گستاخانہ باتیں کیں، حضرت علی احمد صابرؒ کو بہت رنج ہوا، چنانچہ آپ جمعہ کے دن جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور آخری بار قاضی تبرک کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تو آج بھی مجھے امام مان لے تو اس میں تیرا بھلا ہے ورنہ روز قیامت تیری مغفرت ہرگز نہ ہوگی۔ قاضی بگڑ گیا اور بولا کہ اگر تمہیں ہمارے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی عذر ہے تو تم مصلیٰ چھوڑ دو ورنہ تم سے جو کچھ ہوتا ہے کر لو، آپ مصلیٰ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤ الدین کے ہمراہ مسجد سے باہر تشریف لے آئے، اس دوران کسی بھی نمازی نے آپ کیلئے جگہ نہ چھوڑی، حتیٰ کہ آپ سیڑھیوں پر آ گئے، بد بخت لوگوں نے آپ کو سیڑھیوں سے بھی نیچے دھکیل دیا، جب آپ باہر نکل گئے تو لوگ نماز جمعہ کیلئے کھڑے ہو گئے، قیام کے بعد جب وہ رکوع میں چلے گئے تو آپ نے مسجد سے مخاطب ہو کر فرمایا تو کیوں کھڑی ہے تو بھی رکوع کر اور ان سب کو تحت الثریٰ میں لے جا، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد رکوع میں چلی گئی اور ہزاروں افراد نیچے دب کر ہلاک ہو گئے، سارے شہر میں شدید زلزلہ آ گیا جو لوگ مسجد سے باہر تھے وہ یہ جلالی کیفیت دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

141420

Marfat.com

ایک پہر گزرنے کے بعد آپ نے تمام واقعہ لکھ کر علیم اللہ ابدالؒ کے ہاتھ اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں روانہ کر دیا، عریضہ پڑھ کر باباجیؒ نے فرمایا میں کیا کر سکتا ہوں، وہ ملک اس کے قبضے میں ہے اور وہ مختار ہے جیسا چاہے کر سکتا ہے، نیز انہوں نے فرمایا کہ "میرا صابر اولیائی نہیں کرتا خدائی کرتا ہے"

حالت جذب وسُکر

مندرجہ بالا واقعہ رونما ہونے کے بعد آپ گلزاری بیگم کے مکان میں گولر کے درخت کے نیچے تشریف لے آئے اور آپ پر جذب وسُکر کی حالت طاری ہوگئی، کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر زمین کو آتشی نظروں سے دیکھا تو بارہ کوس تک آگ بھڑک اٹھی اور اس حصے میں ہر چیز جل کر راکھ ہوگئی، صرف چار چیزیں آگ سے محفوظ رہیں، گولر کا درخت، اس کے اوپر بیٹھی ہوئی فاختہ، زمین کا وہ ٹکڑا جس پر آپ تشریف فرماتھے اور مزار سید امام الدینؒ اس آگ سے بچے رہے۔ کہتے ہیں کہ آپ گولر کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور بارہ برس تک یونہی کھڑے رہے، اس دوران بارہ کوس کے اندر کسی شخص میں آنے کی ہمت نہیں تھی کیونکہ ہر طرف آگ بھڑکتی اور بجلی چمکتی تھی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ ایک دن اپنے مریدین سے فرمانے لگے کہ "میرا صابرؒ بارہ برس سے کھڑا ہے تم لوگوں میں سے کون ہے جو اسے جا کر بٹھا سکے" یہ بات سن کر تمام مریدین پر سکتہ طاری ہوگیا۔

اسی دوران حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ باباصاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی، آپ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ تیرا حصہ دوسرے مرشد کے پاس ہے، آپ نے انہیں کلیر شریف روانہ ہونے کا حکم دیا اور نصیحت کی کہ کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے علی احمد صابرؒ کی خدمت میں جانا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ کی حاضری اور بیعت

حضرت علی احمد صابرؒ کا جسم مبارک سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا لیکن آپ گولر کی شاخ مسلسل پکڑے ہوئے تجلیات الٰہی میں گم تھے، حضرت شمس الدین پانی پتیؒ ایک خوش الحان قاری اور حافظ قرآن تھے اور آپ کا تعلق آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا، وہ تلاوت کلام الٰہی کرتے ہوئے آپ کے نزدیک پہنچ گئے، بائیس روز کے بعد حضرت علی احمد صابرؒ نے آنکھیں کھولیں اور تلاوت سن کر فرمایا کہ شمس الدینؒ کیا تمہیں پیرو

Marfat.com

مرشد بابا مسعود گنج شکرؒ نے بھیجا ہے انہوں نے عرض کی کہ حضور سارے حالات سے آگاہ ہیں، آپ نے پھر تلاوت کا حکم دیا، حضرت شمس الدینؒ تلاوت کرتے رہے اور پھر اچانک رک گئے، آپ نے رک جانے کی وجہ پوچھی تو عرض کی کہ حضور میں کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں، آپ نے فرمایا کہ بیٹھ کر تلاوت جاری رکھو، عرض کہ کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں، پھر انہوں نے اجازت لے کر آپ کو گولر کے درخت کے ساتھ بٹھادیا، دوبارہ تلاوت کا سلسلہ جاری ہوا، کچھ دیر بعد وہ پھر رک گئے، آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ حضور میں کئی روز سے فاقے سے ہوں، اب جسم کمزور ہو گیا ہے، اس لیئے مزید تلاوت جاری رکھنا مشکل ہے، آپ نے فرمایا کہ گولر کے درخت کی گولریاں توڑو اور انہیں ابال کر کھالو ،عرض کی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ بارہ برس سے فاقے کی حالت میں ہوں اور میں کچھ کھالوں، فرمایا پھر جیسے تمہاری مرضی ، حضرت شمس الدینؒ نے فوراً گولریاں توڑیں اور انہیں ابال کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں جو آپ نے تناول فرمالیں۔

حضرت علی احمد صابرؒ کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد حضرت شمس الدینؒ نے بیعت کی درخواست کی، آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شمس آسمان پر ہے اور میرا شمس زمین پر ہے۔ آج سے تو میرا روحانی فرزند ہے۔ بیعت کے بعد آپ نے اپنے مرید کو توبہ وارشاد سے مشرف فرمایا اور چشتیہ عالیہ کے سلسلہ میں انہیں داخل فرمایا، پھر ایک روز انہیں بلا کر حکم دیا کہ تم میرے مرشد کی خدمت میں جا کر ظاہری تعلیم حاصل کرو، حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ یہ حکم سن کر اجودھن روانہ ہو گئے اور چار سال تک بابا صاحب کی خدمت میں گزارے، اس دوران علیم اللہ ابدالؒ روزانہ حضرت علی احمد صابرؒ کے پیغامات لے کر اجودھن آتے رہے جن کی روشنی میں حضرت شمس الدینؒ باطنی ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج کے وصال تک یہ سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد آپ کلیر شریف چلے آئے، یہ ۱۵ محرم الحرام ۶۶۴ ہجری کا دن تھا۔ اسی روز دہلی سے حضرت نظام الدین اولیاء بھی کلیر میں تشریف لے آئے جن کی موجودگی میں حضرت علی احمد صابرؒ نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ کو سند خلافت عطا فرمائی اور نصیحت کی کہ تم میرے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ لکھ کر ایک کتاب تحریر کرو جس کا نام ”بیان صابری“ رکھو۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کی تعمیل شروع کر دی۔ پیرو مرشد کی زیر نگرانی

Marfat.com

آپ نے مزید مجاہدات کیئے اور چھ سال تک ایک قبر میں مقید ہو کر ریاضت میں مشغول رہے۔

کرامات

کلیر شریف کی تباہی تو ایک ایسا واقعہ ہے جو قیامت تک یاد رہے گا اور لوگ اس سے عبرت حاصل کرتے رہیں گے لیکن اس کے علاوہ بھی حضرت علی احمد صابرؒ کی کچھ کرامات مشہور ہوئیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) بارات کا مقید ہو جانا:۔

شیخ نظیر الدین بن عیاض الدین جو کہ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں بیعت شدہ تھے، ان کی بارات کلیر کے نواح میں سے گزری، ان کے باجوں کی آواز سے آپ کی استغراقی کیفیت میں خلل واقع ہوا، آپ نے حضرت شمس الدینؒ کو حکم دیا کہ پیالہ اوپر سے ڈھک دو، حسب فرمان انہوں نے ایسا کیا تو بارات کے چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ نمودار ہو گئے اور اہل بارات ان کے درمیان مقید ہو گئے، لڑکی والے انتظار کر کر کے پریشان ہو گئے۔ جب تلاش کے باوجود بارات نہ ملی تو انہوں نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے پاس ایک شخص بھیجا جس نے دہلی پہنچ کر پریشانی بیان کی، آپ نے کشف باطن سے حالات معلوم کر لیئے اور پھر حضرت علی احمد صابرؒ کے نام خط لکھ کر رہائی کی سفارش کی، خط پڑھ کر آپ نے شمس الدین ترک پانی پتیؒ کو حکم دیا کہ پیالہ اوپر سے کھول دو جونہی انہوں نے تعمیلِ حکم کی، پہاڑ غائب ہو گئے اور اہل بارات کو رہائی مل گئی۔

(۲) حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دعا:۔

حضرت علی احمد صابرؒ کی خدمت کیلئے آپ ہر وقت تیار رہتے جب کسی حکم کی بجا آوری میں ذرا تاخیر ہو جاتی تو پیرو مرشد فرماتے کہ شمس الدین تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیا تم لنگڑے ہو گئے ہو، آپ فوراً لنگڑے ہو جاتے۔ کبھی حالت استغراق میں کہہ دیتے کہ شمس الدینؒ تو اندھا ہو جائے تو آپ فوراً اندھے ہو جاتے، پھر جب وہ کیفیت ختم ہو جاتی اور دیکھتے کہ مرید باصفا لنگڑا یا نابینا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرماتے ہوئے کہتے کہ باری تعالیٰ میرا ایک ہی شمس ہے تو اسے اچھا کر دے، جونہی یہ الفاظ ان کے منہ سے ادا ہوتے حضرت شمس الدینؒ فوراً اچھے بھلے ہو جاتے۔

Marfat.com

(۳) قوال کو روحانی فیض:

ایک قوال جس کا نام حسن تھا، اسے بابا فرید گنج شکرؒ کے دربار میں قوالی پیش کرنے کا موقع ملتا تھا ،ایک مرتبہ وہ انعام کی غرض سے کلیر شریف پہنچا، اس وقت حضرت علی احمد صابر کلیریؒ نے گولروں کی ہنڈیا چولہے پر چڑھا رکھی تھی، آپ نے اس میں سے چند گولر حسن قوال کو عنایت فرمائے، وہ انہیں لے کر اجودھن چلا گیا اور وہ گولر حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ نے انہیں حاضرین میں تقسیم کر دیا اور حسن قوال کو بھی دیئے، وہ گولر کھاتے ہی اس کی اور دیگر حاضرین کی کیفیت بدل گئی اور وہ ضیائے قلب کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

وصال مبارک

آپؒ کی تاریخ وصال میں اختلاف ہے، زیادہ تر مؤرخین نے ۱۳ ربیع الاول ۶۶۹ ہجری بیان کی ہے اور اسے ہی صحیح تسلیم کیا جاتا ہے، آپؒ کا عرس مبارک بھی ۱۳ سے ۱۵ ربیع الاول تک کلیر شریف میں منایا جاتا ہے، وصال کے بعد نماز جنازہ پڑھانے کیلئے حضرت شمس الدین پانی پتیؒ تیار ہوئے تو ایک جانب سے ایک گھوڑ سوار آتا ہوا دکھائی دیا جس نے چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا، اس نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، سلام کے بعد حضرت شمس الدینؒ نے اصرار کر کے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو نقاب پوش نے چہرے سے نقاب ہٹایا تو دیکھا کہ وہ حضرت علی احمد صابر کلیری بذات خود تھے، انہوں نے فرمایا کہ شمس الدین تم نے مجھ سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت پوچھی تھی تو یہ جسم جو تمہارے سامنے تھا وہ فنا ہے اور جواب تمہارے سامنے کھڑا ہے یہ بقا ہے، حضرت شمس الدینؒ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو پیر و مرشد وہاں سے رخصت ہو چکے تھے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

Marfat.com

تعمیر مزار اور سالانہ عرس

۹۲۸ ہجری میں سلطان ابراہیم لودھی نے سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے مجدد حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ سے بیعت اور تعمیر مزار کی اجازت طلب فرمائی، انہوں نے کمال مہربانی سے اسے بیعت فرمایا اور پھر اس نے حضرت علی احمد صابر کلیریؒ کا پختہ مزار تعمیر کروایا، یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی کلیر شریف میں دوبارہ آباد ہونا شروع کیا، اسکے بعد ۹۴۴ ہجری میں شہنشاہ ہمایوں نے مزار مبارک کی آرائش کا کام کروایا اور ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔

۱۳ ربیع الاول ۹۴۴ ہجری کو حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ کا پہلا عرس حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی زیر نگرانی ہوا اور لوگ جوق در جوق حاضر ہو کر فیض و برکات حاصل کرنے لگے، اب ہر سال ۱۳ سے ۱۵ ربیع الاول تک آپ کے مزار مبارک پر عرس منایا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ عرس کے موقع پر عوام کا ہجوم اس قدر بڑھ گیا کہ پانی کی قلت ہوگئی، حضرت علی احمد صابرؒ نے عالم امثال میں مزار پاک کے منتظم مولوی نوراللہ کو ارشاد فرمایا کہ مسجد کا حوض پانی سے بھر دیا جائے اور چشمۂ بہشت کو اس سے منسوب کر دیا جائے۔ مسجد کا پانی تمام مخلوق کیلئے کافی ہوگا، مولوی نوراللہ نے اس فرمان پر عمل کیا جس سے پانی کی قلت دور ہوگئی۔

کہتے ہیں کہ ایک بار والئی لاہور راجہ رنجیت سنگھ نے اپنے لشکر کے ہمراہ کلیر شریف کے نزدیک لوٹ مار کی جس وجہ سے اس کی اور سپاہیوں کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی، وہ سمجھ گئے کہ ہم سے بے ادبی اور گستاخی ہوئی ہے، چنانچہ وہ آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے اور آئندہ لوٹ مار سے توبہ کی تو ان کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی۔

مزار مبارک کے اوپر جو گولر کا درخت ہے ایک مرتبہ اس کی شاخ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی اور اس سے خون جاری ہوگیا، حضرت علی احمد صابر کلیریؒ نے دربار کے سجادہ نشین کو عالم امثال میں حکم دیا کہ اس شاخ کو دفنا دیا جائے، چنانچہ انہوں نے شاخ کو کفن پہنا کر دفنا دیا، حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کی اولاد دربار شریف کی سجادہ نشین چلی آرہی ہے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات

- جو فقیر امیروں کے دروازے پر جاتا ہے وہ مکار ہے۔
- ایک دل میں دو کو جگہ دینا ممکن نہیں۔
- جاہل اور لالچی صوفی شیطان کا مسخرہ ہے۔
- رہبر وہی ہے کہ جو اس قدر طاقت رکھتا ہو کہ وہ طالب ہدایت کی کمزوریوں کو اپنی باطنی قوت سے دور کر دے۔
- استغراق یہ ہے کہ اس میں بجز اللہ تعالیٰ کے غیر کا نشان بھی نہ ہو۔
- رات کو سوتے وقت سوچنا چاہیئے کہ آج کتنے نیک کام کیئے ہیں۔
- اضطراب کی حالت میں دعا ہی کام کی شے ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگا کرو۔
- ترکِ دنیا سے مراد ترکِ مکروہاتِ دنیا ہے۔
- اگر با عظمت بننا چاہتے ہو تو سادہ اور حق پرستی کی زندگی اختیار کرو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

سلسلۂ چشتیہ کے نامور صوفی بزرگ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلفاء میں سے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے نام نامی اور اسم گرامی سے ہر کوئی واقف ہے۔ آپؒ کا تعلق بدایوں شہر سے تھا اور انکی عمر کا بیشتر حصہ دہلی میں گزرا۔ تبلیغ اسلام اور تصوف و روحانیت میں کارہائے نمایاں انجام دینے میں شہرۂ آفاق ہیں۔ آپؒ کی زندگی کے چیدہ چیدہ حالات و واقعات درج ذیل ہیں۔

ولادتِ باسعادت

محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ ۲۷ صفر المظفر ۶۳۶ ہجری کو ہندوستان کے شہر بدایوں میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد ماجد کا نام سید احمد اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی زلیخا ہے۔ یہ دونوں اولیاء اللہ میں سے تھے، حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا اصل نام محمد اور لقب نظام الدین ہے۔ اس کے علاوہ محبوب الٰہی، سلطان المشائخ، امام المحبوبین اور امام الصدیقین بھی آپؒ کے القابات تھے۔ آپؒ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ شجرۂ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بن سید احمدؒ بن سید علی البخاریؒ بن سید عبداللہؒ بن سید حسنؒ بن سید علی مشہدیؒ بن سید احمد مشہدیؒ بن سید ابی عبداللہؒ بن سید علی اصغرؒ بن سید جعفر ثانیؒ بن سید امام علی نقیؑ بن سید امام محمد تقیؑ بن سید امام علی رضاؑ بن سید امام موسیٰ کاظمؑ بن سید امام جعفر صادقؑ بن سید امام محمد باقرؑ بن سید امام زین العابدینؑ بن سید امام حسینؑ شہید کربلا۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی زلیخاؒ بھی خاندان سادات میں سے تھیں اور ان کے والد ماجد کا نام سید عرب رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی عمر ابھی پانچ برس کی تھی کہ والد بزرگوار اللہ کو پیارے ہوگئے۔ بعد میں والدہ نے آپؒ کی پرورش کی۔

تعلیم و تربیت

آپؒ نے ابتدائی تعلیم بدایوں میں قاری شادی مقری سے حاصل کی، اس کے بعد وہاں کے

Marfat.com

مشہور عالم مولانا علاؤالدین اصولی کے آگے زانوائے تلمذ تہہ کیا۔ مولانا سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد جس وقت آپؒ کی دستار بندی کی گئی، خواجہ علی مولاؒ نام کے ایک بزرگ بھی وہاں تشریف فرما تھے جنہوں نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو دعا دی کہ خدا تمہیں علمائے دین میں سے کرے اور ہمت کے اعلیٰ درجے پر پہنچائے۔

مزید تعلیم کیلئے آپؒ سولہ سال کی عمر میں دہلی روانہ ہو گئے اور شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے پڑوس میں قیام فرمایا۔ وہاں آپؒ نے اس دور کے نامور عالمِ دین خواجہ شمس الدین خوارزمی سے تعلیم حاصل کیا اور چار سال میں بہت سے علوم کے ماہر ہو گئے۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو زمانہ طالب علمی میں ہی حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے الفت پیدا ہو چکی تھی چنانچہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد بیس برس کی عمر میں اجودھن (پاکپتن) جا پہنچے۔ حضرت بابا فریدؒ سے جب شرف ملاقات حاصل ہوا تو انہوں نے آپؒ کی طرف دیکھ کر فارسی کا یہ شعر پڑھا۔

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ
سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

ترجمہ:۔ تیری جدائی کی آگ نے کئی دلوں کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کے سیلاب نے کئی جانیں خراب کر دیں۔

بیعت کے بعد آپؒ کی بابا صاحبؒ کے خلیفہ حضرت بدرالدین اسحاقؒ سے دوستی ہو گئی اور آپؒ نے کچھ وقت اجودھن میں گزارا۔ قیام کے دوران آپؒ نے اپنے پیرومرشد سے قرآن کریم کے چھ پارے تجوید کے ساتھ پڑھے۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب عوارف المعارف اور دیگر کتب بھی آپؒ نے ان سے پڑھیں، حضرت نظام الدین اولیاءؒ اپنے مرشد کی زندگی میں تین مرتبہ اور ان کے وصال کے بعد سات مرتبہ اجودھن گئے۔

جن دنوں آپؒ نے بیعت کی، بابا صاحبؒ کے ہاں بہت ناداری تھی، کھانے میں کبھی نمک ہوتا اور کبھی نہ ہوتا، حضرت نظام الدین اولیاءؒ ایک روز کسی سے ایک درم کا نمک ادھار لے آئے۔ جب کھانا

Marfat.com

پک کر باباجی کے سامنے آیا اور انہوں نے لقمہ اٹھایا تو ہاتھ میں کچھ گرانی محسوس ہوئی۔انہوں نے وہ لقمہ پیالے میں رکھ دیا اور فرمایا کہ ان پیالوں میں جو نمک ڈالا گیا ہے کہاں سے آیا ہے۔حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے قرض لینے کی بات عرض کی، بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ درویش چاہے فاقہ سے مر جائیں قرض نہیں لیتے کیونکہ قرض اور توکل میں بعد المشرقین ہے۔ہوسکتا ہے کہ قرض ادا نہ ہوسکے اور گردن پر باقی رہے۔پھر فرمایا کہ درویشوں کے سامنے سے یہ پیالے اٹھالو اور دوسرے فقیروں کو دے دو۔

خلافت

۱۳ رمضان المبارک ۶۶۹ ہجری کو باباجیؒ نے آپؒ کو بلا کر خلافت نامہ عطا فرمایا اور ساتھ کچھ نصیحتیں فرمائیں آپؒ کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہا کہ یہ خلافت نامہ مولانا جمال الدینؒ کو ہانسی میں اور قاضی منتخب الدینؒ کو دہلی میں دکھلا لینا، بابا صاحبؒ نے شیخ نجیب الدین متوکلؒ کا کوئی ذکر نہ کیا۔جب آپؒ دہلی پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ ۹ رمضان المبارک کو وفات پا گئے تھے۔مولانا جمال الدین ہانسویؒ خلافت نامہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور یہ شعر پڑھا۔

خدائے جہاں راہزاراں سپاس
کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس

دہلی میں تشریف لانے کے بعد حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے علم حدیث کی تکمیل کیلئے اپنے زمانے کے مشہور عالم اور محدث مولانا کمال الدین زاہد کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور اس علم میں کمال حاصل کیا۔۲۲ ربیع الاول ۶۷۹ ہجری کو مولانا نے آپؒ کو علم حدیث پڑھانے کا اجازت نامہ دے دیا، اس وقت آپؒ کی عمر تقریباً 34 برس تھی، مولانا کمال الدین زاہد کے علاوہ آپؒ نے مولانا امین الدین احمد محدث تبریزی سے بھی سند حدیث حاصل کی۔

والدہ کی وفات

آپؒ کے والد کا سایہ تو بچپن میں ہی سر سے اٹھ چکا تھا اور والدہ نے ہی آپؒ کی پرورش کی تھی۔وہ اللہ والی خاتون تھیں اور آپؒ سے فرمایا کرتیں کہ نظام میں تجھ میں سعادت اور نیک بختی کی علامت دیکھتی ہوں، تو آگے چل کر بڑا صاحب اقبال اور بخت والا ہوگا۔ان کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری

Marfat.com

ہوئی لیکن آپؒ کے مسند ارشاد پر بیٹھنے سے پہلے ہی وہ داغ مفارقت دے گئیں۔اس وقت حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی عمر 25 برس تھی۔آخری وقت میں آپؒ کو بلا کر دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے خدا میں اس کو تیرے سپرد کرتی ہوں۔اس سپردگی پر آپؒ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔اپنی والدہ کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ فرمایا کرتے کہ جس دن ہمارے گھر میں غلہ وغیرہ نہ ہوتا تو والدہ فرمایا کرتیں نظام! ''آج ہم اللہ کے مہمان ہیں'' ان کی اس بات سے مجھے بہت لطف آتا۔

سلسلۂ رشد و ہدایت

بیعت ہونے کے بعد آپؒ تیس برس تک مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول اور مخلوق سے بے تعلق رہے، پھر اشارۂ غیبی سے مسند ارشاد پر بیٹھے اور تیس برس تک رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے جس کے انقلابی اثرات سارے ہندوستان کے معاشرے پر پڑے۔ ہر قسم کے چھوٹے بڑے اور عالم و جاہل لوگ آپؒ کے پاس حاضر ہوتے۔آپؒ ہر ایک سے نرمی اور شفقت کا اظہار فرماتے۔دور و نزدیک سے لوگ حاضر ہو کر زیارت اور بیعت کا شرف حاصل کرتے۔

رفتہ رفتہ پورے ہندوستان میں حضرتؒ کی بزرگی اور علم و عمل کی شہرت ہوگئی۔اپنی خانقاہ میں علم ،عقل اور عشق کا درس دیتے رہتے۔جو بھی عالم یا طالب علم حاضر ہوتا آپؒ کی علمی استعداد اور قدردانی دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا۔کئی عالم اور دانشور آئے اور درویش ہو گئے، آپؒ اکثر علمی نکات بیان فرما کر عوام و خواص کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔قرآن مجید کے بارے میں کئی نازک نکتے بیان فرمائے۔ایک بار ارشاد فرمایا کہ کتاب اللہ چار چیزوں پر مشتمل ہے، عبارت، اشارت، لطائف، اور حقائق۔عبارت عوام کیلئے ،اشارت خواص کیلئے لطائف اولیاء اللہ کیلئے اور حقائق انبیاء علیہم السلام کیلئے۔

ایک مرتبہ آپؒ نے مشائخ کے حوالے سے رزق کی تقسیم اس طرح بیان فرمائی کہ رزق کی چار قسمیں ہیں رزقِ مضمون، رزقِ مقسوم، رزقِ مملوک اور رزقِ موعود، پھر آپؒ نے قرآنی حوالوں سے ان کی وضاحت فرمائی۔ایک بار عدل و ظلم کا موضوع زیر بحث آیا تو فرمایا کہ سارا عالم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، اگر کوئی اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے تو اسے ظلم نہیں کہتے۔ پھر صراحت فرمائی کہ ہمارے مذہب میں ایسا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور وہ تمام کام حکمت کے مطابق کرتا ہے، جیسے کسی کے پاس مال ہے وہ

Marfat.com

جس طرح چاہتا ہے اسے خرچ کرتا ہے لیکن اگر وہ اپنے مال کو کنوئیں میں پھینک دے تو یہ حکمت نہ ہوگی۔

قرآن کے علاوہ آپؒ کو احادیث پر بھی مکمل عبور حاصل تھا اور جو کوئی حدیث بیان کی جاتی اس کی وضاحت فرماتے اور یہ بھی بیان فرماتے کہ یہ حدیث کس موقعہ پر کہی گئی۔اس کے علاوہ آپ شعرو ادب کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اور کئی بار اپنے کلام میں اشعار بیان فرما کر ماحول کو خوشگوار بنا دیتے تھے۔

۶۷۰ ہجری تک آپؒ دہلی میں مختلف مکانوں میں کرائے پر رہائش پذیر رہے پھر ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ باری تعالیٰ میں اپنی مرضی سے کہیں نہیں رہنا چاہتا جس جگہ میرے دین اور دنیا کی خیریت ہو مجھے اس جگہ پہنچا دے۔غیب سے آواز آئی کہ تم غیاث پور چلے جاؤ یہ دہلی کے نزدیک چھوٹا سا شہر تھا۔آپؒ ایک دوست کے ہمراہ وہاں چلے گئے، مریدین نے گزارش کی کہ یہاں پر ایک خانقاہ کی تعمیر ہونی چاہیئے لیکن آپؒ نے انکار کر دیا۔پھر ایک روز آپؒ کے ایک مرید خاص مولانا ضیاء الدین وکیل عماد الملک نے عرض کی کہ حضور میری دلی تمنا ہے کہ میں آپؒ کیلئے خانقاہ کی تعمیر کرواؤں تا کہ آپؒ اور دیگر مریدین ومخلصین آرام سے عبادت کر سکیں۔ان کے پرزور اصرار پر آپؒ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ یہ کام ایک ماہ میں مکمل کروالینا۔انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہاں ایک محفل سماع کا اہتمام کیا۔سماع کے دوران مولانا پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ والہانہ اپنا سر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے زانوؤں پر رکھا اور اسی حالت میں واصل بحق ہو گئے۔

آپؒ کی خانقاہ مبارک تین منزلہ عمارت تھی جس میں بہت سے حجرے تھے جن میں آپؒ کے خلفاء اور مریدین رہائش پذیر رہے۔آپؒ کے بیٹھنے کی جگہ دوسری منزل میں مخصوص تھی جو کہ سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی تھی جبکہ آپؒ کی عبادت گاہ تیسری منزل پر تھی۔

عادات وخصائل

شروع شروع میں آپؒ کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ خانقاہ میں فتوحات وغیرہ نہیں آتی تھیں، اکثر فقر وفاقہ میں رہنا پڑتا اور درویش بھی بھوکے رہتے تھے لیکن یہ دور ختم ہو گیا اور آپؒ کی خدمت میں بے شمار فتوحات اور نذرانے آنا شروع وہ گئے۔آپؒ مغرب تک سب کچھ فقراء ومساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ایک مرتبہ خانقاہ کے نزدیک ایک عورت کنوئیں سے پانی بھر رہی تھی، آپؒ نے دیکھ

Marfat.com

کر فرمایا کہ تم دریا کے کنارے کنوئیں سے پانی کیوں بھر رہی ہو، اس عورت نے کہا کہ میرا خاوند نہایت غریب آدمی ہے اور ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، دریا کا پانی بھوک بڑھاتا ہے اسلیئے ہم کنوئیں کا پانی پیتے ہیں۔ اسکی یہ بات سن کر آپ زاروقطار رونے لگے اور اپنے خادم خاص خواجہ اقبالؒ کو حکم دیا کہ اس عورت کے گھر کا خرچ اب خانقاہ کے ذمے ہے تاکہ یہ کنوئیں کا پانی نہ پئیں۔

اس طرح کے کئی دیگر واقعات بھی کتابوں میں ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؒ میں سخاوت، ہمدردی اور غمگساری کی عادات بہت نمایاں تھیں۔ صلۂ رحمی، عبادت و ریاضت اور تبلیغ دین میں آپؒ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ذوقِ شعر و سماع

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نہایت عمدہ ذوقِ شعر و سماع رکھتے تھے، آپؒ کی خدمت میں کئی شعراء حاضر ہو کر اپنا کلام سناتے۔ طوطئ ہند حضرت امیر خسروؒ تو آپؒ کے باقاعدہ مرید اور خلیفہ تھے۔ ان سے آپؒ کو بہت محبت تھی، جب کبھی آپؒ کی طبیعت ناگوار ہوتی اور حضرت امیر خسروؒ حاضر ہو جاتے تو آپؒ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ اپنی گفتگو کے دوران کئی مرتبہ فارسی اشعار کا استعمال کر کے ادبی ماحول پیدا کر دیتے اور کبھی کبھار خود بھی شعر گوئی فرماتے۔

کئی قوال حضرات کا آپؒ کی خانقاہ سے وظیفہ مقرر تھا، بالخصوص حسن بھیدی قوال جو خود بھی عارفانہ صورت و سیرت رکھتے تھے مختلف شعراء کا کلام سنا کر محفل کو گرما دیتے تھے، ان کی آواز میں بہت درد اور سوز تھا۔ آپؒ کے ہاں اکثر محفل سماع کا بندوبست کیا جاتا جس میں آپؒ کے مریدین و خلفاء اور عقیدت مند حاضر ہو کر لطف اندوز ہوتے۔ جب آپؒ سماع سننے کا ارادہ کرتے تو کم خوراک استعمال فرماتے۔ جب محفل کا آغاز ہوتا تو حاضرین بے خود ہو جاتے۔ اکثر و بیشتر آپؒ پر بھی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ گریہ وزاری اس قدر بڑھ جاتی کہ آنسو خشک ہو جاتے جو کپڑا آپؒ کے آنسوؤں سے تر ہو جاتا وہ قوالوں کو عنائیت فرما دیتے اگر دوران سماع نماز کا وقت ہو جاتا تو اٹھ کر باہر چلے جاتے اور نماز کی ادائیگی کے بعد دوبارہ تشریف لے آتے۔

آپؒ سماع مزامیر یعنی ساز کے بغیر سنا کرتے اور اپنے مریدین کو بھی یہی ہدایت فرماتے کہ وہ

Marfat.com

مزامیر کے بغیر سنا کریں، آپؒ نے فرمایا کہ سماع کی چار اقسام ہیں حلال، حرام، مکروہ اور مباح، اگر سماع سننے والے کا دل اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہے تو اس کیلئے سماع حلال ہے اگر اس کا دل مجاز کی جانب مستغرق ہے تو اس کیلئے سماع حرام ہے اگر دل عشق مجازی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے تو اس کیلئے سماع مکروہ ہے اور اگر دل زیادہ تر حق کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو اس کیلئے سماع کا سننا مباح یعنی جائز ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ رکن الدین عالمؒ ملتان سے دہلی آئے اور پھر حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے ملاقات کیلئے خانقاہ میں تشریف لائے۔ اس وقت وہاں پر محفل سماع کا اہتمام تھا۔ آپؒ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی تو اپنی نشست سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے، حضرت شیخ رکن الدین عالمؒ نے آپؒ کو دامن سے پکڑ کر بٹھا دیا۔ کچھ دیر بعد آپؒ پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس مرتبہ حضرت شیخ رکن الدین عالمؒ نے آپؒ کو بٹھانے کی کوشش نہ کی اور ایک جانب جا کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ بعد ازاں جب وہ خانقاہ سے رخصت ہو گئے تو ان کے ساتھی حضرت عماد الدین اسماعیلؒ نے وجہ دریافت کی۔ حضرت شیخ رکن الدین عالمؒ نے جواب دیا کہ پہلی مرتبہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی رسائی عالم ملکوت تک ہوئی جہاں تک میری رسائی بھی تھی، اسلیئے میں نے انہیں دامن سے پکڑ کر بٹھا دیا۔ دوسری مرتبہ جب وہ کھڑے ہوئے تو ان کی رسائی عالم جبروت تک تھی جو کہ میری پہنچ سے باہر تھی۔ اسلیئے میں انہیں بٹھانے کی بجائے نماز کیلئے کھڑا ہو گیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص جو کہ سماع کا انکاری تھا اور آپؒ کی ولایت کا بھی منکر تھا، کسی بزرگ سے ملا اور اس سے کہا کہ مجھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کا بہت اشتیاق ہے اس بزرگ نے کہا کہ تم حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خانقاہ میں جاؤ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تمہیں وہاں ملیں گے، چنانچہ وہ شخص مجبوراً آپؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور جب آپؒ کو دیکھا تو فوراً ہی قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا، پھر جب محفل سماع میں شریک ہوا تو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کی سعادت بھی نصیب ہو گئی۔

Marfat.com

کشف وکرامات

فتح کی بشارت

ایک مرتبہ سلطان علاؤالدین خلجی نے آپؒ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں نے اپنے بھائی کے ہمراہ ایک لشکر ارنگل کی طرف روانہ کیا تھا، ایک مدت سے اسکی کچھ خبر نہین، میرے حق میں دعا فرمائیے۔آپؒ نے یہ درخواست سن کر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ جو مسلمانوں کی غمخواری کرے گا میں اس کے لیئے دعا کروں گا کل چاشت کے وقت انشاء اللہ تمہیں فتح کی خوشخبری ملے گی۔سلطان آپؒ کا فرمان سن کر مطمئن ہو گیا، اگلے روز اسے بوقت چاشت فتح کی خوشخبری اور بھائی کی خیر وعافیت کی اطلاع ملی، سلطان بہت خوش ہوا اور آپؒ کی خدمت میں پانچ سو دینار زرسرخ روانہ کیئے۔اس وقت آپؒ کے پاس دور دراز سے آیا ہوا ایک درویش بیٹھا ہوا تھا۔آپ نے وہ رقم

پانی کا میٹھا ہونا

آپؒ کی خانقاہ کی تعمیر کے وقت جب ایک کنواں کھودا گیا تو اس میں سے کھارا پانی نکلا، خادم خاص خواجہ اقبالؒ نے عرض کی کہ کنوئیں کا پانی کھارا نکلا ہے، آپؒ نے فرمایا کہ تم یہ بات مجھ سے دوران سماع کرنا۔پھر جب دوران سماع انہوں نے وہی بات عرض کی تو آپؒ نے فرمایا کہ ایک قلم اور دوات لاؤ، آپؒ نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا اور بند کر کے خواجہ اقبالؒ کو دے کر فرمایا کہ اسے کنوئیں میں ڈال دو۔جب وہ کاغذ کنوئیں میں ڈالا گیا تو اسی وقت اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

شبِ جمعہ کعبہ شریف میں

ایک مرتبہ ایک بزرگ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے ملاقات کیلئے دہلی روانہ ہوئے، راستے میں ان کی ملاقات شیخ موہنؒ سے ہوئی، انہوں نے بزرگ سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو، انہوں نے کہا کہ میں اس وقت سلطان المشائخ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں جا رہا ہوں۔شیخ موہنؒ نے کہا کہ انہیں میری طرف سے بھی سلام کہنا کہ میں ہر شب جمعہ آپؒ سے کعبہ شریف میں ملاقات کرتا ہوں۔وہ بزرگ جب حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ موہنؒ

Marfat.com

کا سلام پیش کیا اور ان کی ملاقات کا ذکر بھی کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ وہ درویش تو اچھا ہے مگر اس کو زبان پر قابو نہیں۔

گمشدہ فرمان کا مل جانا

ایک بار ایک شخص کے گھر میں آگ لگ گئی جس سے اس کا تمام مال واسباب جل گیا اس نے بھاگ دوڑ کر کے ایک شاہی فرمان حاصل کیا کہ اس شخص کو شاہی خزانہ سے مال دیا جائے گا۔ وہ شخص یہ فرمان لے کر شاہی خزانچی کے پاس جا رہا تھا کہ وہ فرمان گم ہو گیا۔ وہ روتا ہوا حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ آج میرے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی نیاز ہے، تم اس نیاز میں شرکت کیلئے حلوہ لے آؤ وہ شخص اسی وقت حلوائی کی دوکان پر چلا گیا۔ جب حلوائی نے حلوہ ڈالنے کیلئے کاغذ پکڑا تو اس شخص نے دیکھا کہ وہ اس کا گمشدہ فرمان تھا۔ وہ بہت خوش ہوا، وہ فرمان اور حلوہ لے کر حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام احوال سنا دیا، حاضرین مجلس آپؒ کی کرامت دیکھ کر حیران رہ گئے۔

مرید کی دعوت

ایک مرتبہ آپؒ کے ایک مرید نے آپؒ کی دعوت کی اور محفل سماع کا انتظام بھی کیا۔ جب محفل سماع شروع ہوئی تو بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اس مرید نے صرف پچاس آدمیوں کے کھانے کا بندوبست کیا ہوا تھا، وہ ہزاروں لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو باطنی طور پر الہام ہو گیا اور اسے بلا کر فرمایا کہ تم پریشان مت ہو، لوگوں کے ہاتھ دھلوا کر انہیں دس دس کی تعداد میں بٹھا کر کھانا تقسیم کردو۔ ہر ایک کے آگے ایک رکابی سالن اور روٹی کے چار ٹکڑے کر کے رکھ دو۔ اس شخص نے آپؒ کی ہدایت کے مطابق ایسا ہی کیا اور ہزاروں لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ بعد ازاں دیکھنے پر معلوم ہوا کہ بہت سا سالن اور روٹیاں بچ گئی تھیں، یہ آپؒ کی ادنیٰ کرامت کا کمال تھا۔

نمازِ فجر کی ادائیگی

آپؒ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت مولانا بدر الدین غزنویؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک اونٹ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی دہلیز پر کھڑا ہے اور آپؒ

Marfat.com

خانقاہ سے باہر آ کر اس اونٹ پر سوار ہو گئے اور وہ اونٹ فضا میں بلند ہونا شروع ہو گیا، میں یہ معاملہ دیکھ کر بے خود ہو گیا، جب حواس درست ہوئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اونٹ واپس زمین پر اتر رہا ہے۔ جب وہ اونٹ زمین پر اتر گیا تو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء اس اونٹ سے اتر کر خانقاہ میں تشریف لے گئے۔

مولانا بدرالدین غزنویؒ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد میری ملاقات حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی سے ہوئی، وہ عرصہ ساٹھ سال سے خانہ کعبہ میں مقیم تھے اور ان کا مکان خانہ کعبہ کے بالمقابل واقع تھا، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرتے ہیں اور ایک اونٹ انہیں لے کر نماز کے وقت آتا ہے اور نماز کے بعد ان کو لے کر واپس چلا جاتا ہے۔
سبحان اللہ آپؒ کی کیا شان عظمت و بزرگی تھی۔

حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ

حضرت شمس الدینؒ دہلی میں مقیم تھے اور پہلے انہیں عبادت و ریاضت سے کچھ سروکار نہیں تھا، ایک دفعہ آپؒ نے شراب خریدی اور دریائے جمنا کے کنارے بیٹھ کر پینے کا ارادہ کیا، آپؒ نے اچانک دیکھا کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ سامنے کھڑے ہیں اور انگلی کے اشارے سے شراب پینے سے منع فرما رہے ہیں۔ آپؒ نے شراب کی بوتل زمین پر پھینک دی اور شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ بعد ازاں باوضو ہو کر غیاث پور پہنچے اور آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ اگلے روز انہوں نے اپنا تمام مال و اسباب خانقاہ کے درویشوں کی نذر کر دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ بعد ازاں جب ایک مرتبہ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اودھ پور جا رہے تھے تو راستے میں آپؒ کی ان سے ملاقات ہوئی، انہوں نے گودڑی پہن رکھی تھی اور ایک بدھنی رسی سے باندھ کر گلے میں باندھی ہوئی تھی۔ آپؒ نے حال دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ اب میرا دل کشادہ ہو چکا ہے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی نظر کرم سے میری آنکھیں کھل چکی ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کے ہاتھ چومے اور فاتحہ کی درخواست کی۔ پھر ایک جانب روانہ ہو گئے، اسکے بعد انہیں کسی نے نہیں دیکھا۔

Marfat.com

دل کا حال جان لینا

کتاب فوائد الفوائد میں تحریر ہے کہ ایک دفعہ ملک محمد یار اپنے تین دوستوں کے ہمراہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ اگر سلطان المشائخ مجھے خربوزہ عنائیت فرمائیں تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔ آپؒ نے فوراً خواجہ اقبالؒ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ جو خربوزہ فلاں جگہ رکھا ہے وہ لے آؤ اور ملک محمد یار کو دے دو، نیز فلاں طاق میں مصری اور کھجوریں رکھی ہوئی ہیں وہ ان تینوں دوستوں میں تقسیم کر دو۔ ملک محمد یار نے اٹھ کر قدم بوسی کی اور فرمایا کہ حضور! آپ احوال دل سے واقف ہیں ہم نے جو کچھ دل میں چاہا تھا وہ پالیا۔

کلاہ کی واپسی

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے ایک کلاہ حضرت بدرالدین زنجانیؒ کو عنایت فرمائی تھی، ایک روز اچانک وہ کلاہ مبارک دریا میں گر کر غائب ہوگئی، وہ پریشان و سرگرداں دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ غنودگی طاری ہوگئی، خواب میں سلطان المشائخؒ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے وہ کلاہ مبارک دوبارہ بدرالدین زنجانیؒ کے سر پر رکھ دی۔ جب وہ بیدار ہوئے تو واقعی کلاہ مبارک ان کے سر پر موجود تھی۔ سبحان اللہ! حقیقت ہے کہ اللہ کے ولی ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ

تیر جستہ باز گرداند زِراہ

سلطان علاؤالدین خلجی کی عقیدت

سلطان علاؤالدین خلجی آپؒ سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور آپؒ بھی اس کے حق میں دعائے خیر فرمایا کرتے تھے، جب محفل سماع شروع ہوتی اور حضرت امیر خسروؒ اپنی غزل پیش کرتے تو جس شعر پر سلطان المشائخؒ کو وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تو وہ اس شعر کی تکرار کرتے۔ ایک مرتبہ سلطان علاؤالدین نے اپنے ایک معتمد خاص قنبر بیگ کو جو کہ آپؒ کا مرید بھی تھا، کہنے لگا کہ اب تم جب محفل سماع سنو اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو جس شعر پر وجد طاری ہو جائے، وہ شعر لکھ کر میرے پاس لے آؤ، چنانچہ وہ جب دو فارسی اشعار لکھ کر لے گیا تو سلطان علاؤالدین خلجی نے انہیں پڑھ کر اپنی

Marfat.com

آنکھوں سے لگایا۔ قنبر بیگ نے عرض کی کہ سلطان آپؒ کو سلطان المشائخ سے اس قدر عقیدت ہے تو آپؒ ان کی خدمت میں حاضر کیوں نہیں ہوتے۔ اس نے کہا کہ قنبر بیگ میں دنیا کی آلودگیوں سے بھرا ہوا ہوں۔ مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوئے شرم آتی ہے۔ تم میرے دونوں بیٹوں کو ان کی خدمت میں لے جاؤ اور ان کا مرید کروادو۔ قنبر بیگ نے ایسا ہی کیا اور اس کے دونوں بیٹوں خضر خاں اور شادی خاں کو آپؒ کی خدمت میں لے گیا جو آپؒ کے مرید ہو گئے۔

سلطان قطب الدین خلجی کی عداوت اور ہلاکت

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے حسد کرنے والے علمائے ظاہر نے سلطان قطب الدین خلجی کو آپؒ کے خلاف بھڑکایا چنانچہ اس کے دل میں عداوت پیدا ہوگئی اور اس نے اپنے درباریوں اور لشکریوں کو منع کر دیا کہ وہ آپؒ کے پاس نہ جایا کریں اور کوئی نذرونیاز بھی پیش نہ کیا کریں۔ جب آپؒ کو سلطان کی اس بات کا پتہ چلا تو آپؒ نے خواجہ اقبالؒ کو بلا کر حکم دیا کہ دسترخوان اور وسیع کردو، نیز جب تمہیں کسی چیز کی ضرورت پڑے تو بسم اللہ پڑھ کر طاق میں سے نکال لیا کرو۔ سلطان کو یہ معلوم ہوا تو اس نے شہر بھر میں منادی کروادی کہ کوئی بھی دوکاندار یا شخص حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے کسی خادم یا مرید کو کسی بھی قسم کی کوئی شے فروخت نہ کرے۔ یہ صورت حال دیکھ کر آپؒ نے اپنے خدام اور مریدین کو حکم دیا کہ تم شہر نظام آباد چلے جاؤ، انہوں نے عرض کیا کہ حضور! ہم نے اس نام کا شہر گردونواح میں کہیں نہیں دیکھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم دریائے جمنا کے پاس چلے جاؤ وہاں تمہیں یہ شہر ملے گا، خدام جب دریائے جمنا کے پار گئے تو انہوں نے وہاں ایک شہر آباد دیکھا جس میں طرح طرح کی دوکانیں آراستہ تھیں خدام نے حسب ضرورت دوکانداروں سے اشیائے صرف لیں اور جب پیسے دینے لگے تو دوکانداروں نے پیسے لینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ بازار اللہ کا ہے اور یہاں جو کچھ بھی ہے وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ہے۔ پس تمہیں جو کچھ درکار ہے تم لے لو، اسطرح خدام کو جب اشیائے صرف کی ضرورت پڑتی اس شہر میں چلے آتے۔

یہ حالات دیکھ کر سلطان قطب الدین خلجی کی عداوت میں مزید اضافہ ہوگیا حالانکہ اس کو سدھر جانا چاہیئے تھا۔ ایک مرتبہ جب سلطان المشائخ کے ہاں عرس کا اہتمام تھا تو آپؒ نے حسب دستور تمام

Marfat.com

لوگوں کو مدعو کیا ہوا تھا اور دعوت عام تھی، خدام پریشان ہو گئے کہ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے ہیں اور کھانے کا کچھ انتظام نہیں۔ جب مجلس ختم ہوئی اور دستر خوان بچھانے کا وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ دریائے جمنا میں کچھ کشتیاں تیر کر اس طرف آ رہی ہیں، جب یہ قریب آ کر رک گئیں تو ان میں پکا پکایا کھانا موجود پایا۔ سلطان المشائخ نے حکم دیا کہ کشتیوں سے سامان اتار لو۔ چنانچہ سامان اتار کر دستر خوان پر سجا دیا گیا اور سب لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا تناول کیا۔

سلطان قطب الدین خلجی نے غیاث پور میں ایک نئی مسجد تعمیر کروائی اور تمام علماء وفضلاء کو اس میں نماز جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ سلطان المشائخ اور آپؒ کے معتقدین اس میں نماز پڑھنے کیلئے نہ گئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جامعہ مسجد کیلو کھڑی قدیم مسجد ہے اور ہماری خانقاہ سے نزدیک ہے اسلیئے یہ مسجد نماز جمعہ کیلئے زیادہ حقدار ہے۔ حاسدین نے سلطان قطب الدین خلجی کو اور بہکایا جس پر اس نے فرمان جاری کیا کہ آئندہ اگر حضرت نظام الدین الیاءؒ حاضر نہ ہوں تو انہیں زبردستی لایا جائے۔ یہ سن کر آپؒ اپنی والدہ ماجدہ کے مزار پر تشریف لے گئے اور عرض کی کہ اگر بادشاہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آیا تو میں آئندہ آپؒ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں گا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد خسرو خاں نے سلطان قطب الدین خلجی کا سر کاٹ کر محل سے نیچے پھینک دیا اور خود اقتدار پر قابض ہو گیا۔ خسرو خاں نے آپؒ کی خدمت میں پانچ لاکھ روپے ارسال کیئے جو آپؒ نے اسی وقت غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیئے۔

ھنوز دھلی دور است

خسرو خاں کے بعد جب سلطان غیاث الدین تغلق حکمران بن گیا تو اس کے اقرباء نے اس سے کہا کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی دہلی میں موجودگی تمہاری حکومت کے لیئے خطرہ ہے۔ وہ ان دنوں بنگال کی مہم پر تھا۔ اس نے بنگال سے ایک خط لکھا جس میں آپؒ کو حکم دیا گیا کہ وہ دہلی سے نکل جائیں۔ جب آپؒ کے مرید خواجہ احمد ایازؒ خط لے کر آپؒ کی خدمت میں آئے تو آپؒ نے فرمایا کہ اس مکتوب کی پیشانی پر لکھ دو "ہنوز دہلی دور است"۔ یعنی دہلی ابھی دور ہے اور یہ خط قاصد کو واپس کر دو کہ بادشاہ کو بنگال پہنچا دے۔ سلطان غیاث الدین تغلق نے ایک اور خط لکھا جس میں حکم دیا گیا کہ کوئی بھی دوکاندار آپؒ کے مریدوں اور خادموں کو تیل فروخت نہ کرے۔ آپؒ کو اس مکتوب کے بارے میں بتایا گیا تو

Marfat.com

آپؒ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا کہ "ہنوز دہلی دور است" ان دنوں خانقاہ میں باؤلی تعمیر ہو رہی تھی اور رات کو بھی تعمیر کا کام ہوتا تھا جو تیل کے نہ ہونے سے رکنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ آپؒ نے مریدوں کو حکم دیا کہ باؤلی بنانے کے دوران جو پانی نکلا ہے وہ کونڈوں میں بھر کر چراغ کی طرح روشن کریں۔ چنانچہ جب آپؒ کے حکم سے مریدوں نے ایسا کیا تو چراغ تیل کی طرح روشن ہو گئے۔

جب سلطان غیاث الدین تغلق بنگال کی مہم سے واپس روانہ ہوا تو اس نے دہلی کے نزدیک ایک نیا شہر تعمیر کرنے کا حکم دیا جس کا نام تغلق آباد تجویز کیا گیا۔ چنانچہ اس کے ولی عہد نے اس منصوبے پر کام شروع کر دیا اور سلطان کیلئے تین دن میں ایک چوبی محل تعمیر کیا گیا، جب بادشاہ یہاں پہنچا تو ولی عہد نے اس کی خدمت میں چند ہاتھی بطور نذرانہ پیش کئے۔ ہاتھی جیسے ہی محل میں داخل ہوئے سارا محل زمین بوس ہو گیا اور سلطان غیاث الدین تغلق اپنے دیگر امراء کے ساتھ ملبے تلے دب کر ہلاک ہو گیا۔ اس طرح سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا یہ قول سچ ثابت ہوا کہ "ہنوز دہلی دور است" یعنی دہلی ابھی دور ہے۔

اخلاق و عادات

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے دل میں مخلوق خدا کی خدمت، حسن سلوک اور اخلاص و مروت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اگر کوئی آپؒ کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرتا تو پھر بھی اس سے ناراض نہ ہوتے۔ سیر الاولیاء میں منقول ہے کہ موضع اندرپٹ میں ایک شخص مقیم تھا جسے آپؒ سے خواہ مخواہ عداوت تھی اور وہ جہاں جاتا آپؒ کا ذکر برے الفاظ میں کرتا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو آپؒ اس کی نماز جنازہ کیلئے تشریف لے گئے اور تدفین کے بعد اس کے حق میں دعائے خیر کی اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ اے اللہ اس شخص نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے اور کہا ہے میں نے اس کو معاف کر دیا، تو بھی اس کو معاف فرمادے اور مجھے ایذا پہنچانے کے بدلے میں تو اس کو عذاب مت دینا۔

ایک مرتبہ کچھ درویش آپؒ کی خانقاہ میں آئے اور صحن میں ناچنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ آپؒ کو برا بھلا کہنے لگے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو آپؒ نے خدام سے فرمایا کہ انہیں کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور آپؒ کو پھر سے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ سلطان المشائخؒ نے فرمایا کہ یہ

Marfat.com

کھانا اس کھانے سے برا نہیں ہے جو تم نے قرن کے نواح میں کھایا تھا۔ یہ بات سن کر وہ درویش قدموں میں گر پڑے اور معافی مانگتے ہوئے عرض پرداز ہوئے کہ ہم آپؒ کی کرامت دیکھنا چاہتے تھے جو ہم نے دیکھ لی۔ اس کے بعد انہوں نے کھانا کھایا اور آپؒ نے انہیں عزت و احترام سے رخصت کیا۔ لوگوں نے ان درویشوں سے واقعہ دریافت کیا تو کہنے لگے کہ ایک مرتبہ ہم قرن کے نواح میں موجود تھے۔ اس دوران ہم ایک جنگل میں پہنچے جہاں ہمیں تین روز تک کھانے پینے کو کچھ نہ ملا۔ ہمارا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے دندان مبارک کا مزار ہے۔ ہم نے وہاں حاضری دی۔ اس دوران ہمارا بھوک سے برا حال تھا۔ ہمیں وہاں ایک مردہ اونٹ نظر آیا جو کہ سڑ رہا تھا۔ ہم نے اس کا گوشت کاٹ کر پکایا اور کھا لیا۔ اسی لیئے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ یہ کھانا اس کھانے سے بہتر ہے جو تم نے قرن کے نواح میں کھایا تھا۔ یہ آپؒ کی زندہ کرامت تھی۔

ایک مرتبہ ایک فقیر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت اسے دینے کیلئے کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ آپؒ نے اس سے فرمایا کہ تم خانقاہ میں رہو، جیسے ہی کچھ فتوحات آتی ہیں میں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ اتفاق سے کچھ دن تک کچھ فتوحات نہ آئیں۔ چنانچہ آپؒ نے اس فقیر کو اپنی جوتیاں دے کر رخصت کر دیا۔ حضرت امیر خسروؒ ان دنوں دہلی سے باہر تھے۔ جب وہ واپس دہلی آرہے تھے تو راستے میں ان کی اسی فقیر سے ملاقات ہوگئی۔ جب انہوں نے اس فقیر کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ مجھے خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے اپنی جوتیاں دے کر رخصت کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت امیر خسروؒ نے خود ہی اپنے پیرومرشد کی جوتیاں پہچان لی تھیں۔ آپؒ کے پاس اس وقت پانچ لاکھ تنکے موجود تھے۔ آپؒ نے وہ تنکے فقیر کو دے کر اس سے جوتیاں خرید لیں۔ بعد ازاں وہ جوتیاں سر پر رکھ کر سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیرومرشد نے دیکھ کر فرمایا کہ خسرو! تم نے یہ بہت سستی خرید لیں۔

مندرجہ بالا واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کس قدر شفیق و خلیق اور رحم و کرم کے مالک تھے۔ بے شک سچا ولی وہی ہوتا ہے جو اسوۂ نبویؐ پر عمل پیرا ہو کر ہر لحظہ خلق خدا کی بھلائی اور دشمنوں کا بھی بھلا چاہتا ہے۔ سلطان المشائخؒ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فیض عام ہے، اسطرح انسان کی تفریق بھی جائز نہیں۔ جب سورج نکلتا ہے تو اس کی روشنی محلوں اور جھونپڑیوں میں برابر

Marfat.com

پھیلتی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو اس کی بوندیں محلوں اور جھونپڑیوں میں یکساں گرتی ہیں۔ فائدہ پہنچانے اور نیکی کرنے میں تمام انسانوں کو برابر سمجھنا چاہیئے۔ جب ہم انسانوں میں تفریق ختم کردیں گے تو نفرت کا بیج دلوں سے نکل جائے گا۔

وصال مبارک

اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپؒ نے اپنی خوراک نہایت ہی کم کردی۔ وصال سے چالیس روز پہلے کھانا پینا بالکل ترک کردیا۔ زیادہ تر وقت حجرہ مبارک میں گزرتا تھا اور ہر وقت گریہ وزاری میں مصروف رہتے تھے ایک روز قطب الاقطاب حضرت شیخ رُکن الدین والعالمؒ عیادت کیلئے تشریف لائے ۔آپؒ ان کے استقبال کیلئے کھڑے نہ ہوسکے اور معذرت کرلی۔ انہوں نے فرمایا کہ انبیاءؑ کو اس چیز کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہیں تو موت اختیار کریں اور چاہیں تو زندگی۔ اولیاء اللہؒ چونکہ انبیاءؑ کے جانشین ہوتے ہیں اسلیئے انہیں بھی اختیار دیا گیا ہے کہ چاہیں تو موت اختیار کریں اور چاہیں تو زندگی۔ آپؒ بھی زندگی اختیار کریں کیونکہ آپؒ کی ذات سے ناقصوں کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ بھائی رُکن الدینؒ! میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ نظام الدین! ہم تم سے ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ کیا تمہیں بھی ہم سے ملاقات کا اشتیاق ہے؟

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی یہ بات سن کر حضرت رُکن الدینؒ اور حاضرین محفل نے زاروقطار رونا شروع کردیا۔ جب وہ اجازت لے کر خانقاہ سے رخصت ہوگئے تو آپؒ نے خدمتگاروں سے فرمایا کہ خانقاہ میں جھاڑو لگوادو اور جو کچھ بھی موجود ہے سب فقراء و مساکین میں تقسیم کردو۔ خدمت گاروں نے عرض کی کہ حضور! آپؒ کے بعد ہم مسکینوں کا کیا حال ہوگا؟ آپؒ نے فرمایا کہ تمہیں میرے مزار پاک سے اتنا ملے گا جو تمہاری ضروریات کیلئے کافی ہوگا۔

مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ ہجری کو بوقت چاشت آپؒ نے نماز کیلئے کھڑا ہونا چاہا لیکن نقاہت کی وجہ سے کھڑا نہ ہوسکے۔ خدام آگے بڑھے تو دم بخود رہ گئے کہ آفتاب رشد وہدایت غروب ہو چکا ہے۔ آپؒ کی نماز جنازہ شیخ رُکن الدین والعالمؒ نے پڑھائی۔ جب آپؒ کی میت کو تدفین کیلئے لے جایا جارہا

Marfat.com

تھا تو حسبِ فرمان سلطان المشائخ محفل سماع جاری تھی۔ جب قوال اس شعر پر پہنچا

اے تماشا گاہ عالم روئے تو　　　تو کجا بہر تماشا ے روی

تو آپؒ کے جسم مبارک میں جُنبش ہوئی۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ نے جواباً ایک شعر پڑھا تو آپؒ کے جسم مبارک میں جُنبش رُک گئی۔ آپؒ کو اپنی خانقاہ کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ دہلی کے نزدیک غیاث پور میں آپؒ کا مزار مرجع گاہ خاص و عام ہے۔

فرمودات

☆ محبت اور عشق کا جوہر صرف انسان میں پایا جاتا ہے۔ فرشتوں کو عشق اور محبت کے مفہوم سے آگاہی حاصل نہیں۔

☆ عشق الٰہی پانے کیلئے اتباع رسولؐ ہی واحد زینہ ہے۔

☆ مُرشد کی فرمانبرداری مرید پر واجب ہے۔ جو شخص مرشد کے قول و فعل سے انکار کرتا ہے مرید نہیں ہوتا۔

☆ عقلمندی اسی میں ہے کہ دنیا سے بچا جائے اور اس کی محبت کو دل سے نکال باہر پھینکا جائے۔

☆ لوگ تو ظاہر عمل کو دیکھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی نظر نیت اور دل کے خلوص پر ہوتی ہے۔ پس جس عمل میں خلوص نہ ہو اس کا نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

☆ جب خوف الٰہی سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس کے گناہ بھی ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے پتے درخت سے جھڑتے ہیں۔

☆ جو شخص کسب حلال سے اپنا پیٹ بھرتا ہے اس کیلئے اللہ کا ہر نام اسم اعظم کی تاثیر رکھتا ہے۔

☆ جب تک انسان اپنے باطن کی صفائی نہیں کر لیتا تب تک اس کی روحانی ترقی ممکن نہیں جس دل میں بغض، کینہ، حسد اور انتقام کا جذبہ موجود ہو اس دل کی ترقی کیونکر ممکن ہے۔

☆ نماز میں سب سے ضروری چیز حضوریٔ قلب ہے۔ نمازی جو کچھ نماز میں پڑھتا ہو اس کے معنی دل میں رکھتا ہو اور پڑھتے وقت ان معنی پر غور کرتا ہو۔

Marfat.com

☆ دعا کے وقت کسی گناہ کا خیال دل میں لانے کی بجائے اللہ کی رحمت پر نظر رکھنی چاہیئے۔

☆ انسانی زندگی کا بہترین مصرف یہ ہے کہ ہر وقت اپنے دل میں اللہ عزوجل کا ذکر جاری رکھے۔

☆ درویشوں کا راستہ عوام کے راستوں سے مختلف ہے۔ فقر و فاقہ کی رات درویش کیلئے معراج کی رات ہے۔

☆ اس دنیا میں کامیابی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک انسان خدمت خلق کو اپنا مقصد اولین نہ بنا لے۔

☆ ماں باپ کی شفقت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور والدین کا قہر اللہ تعالیٰ کا قہر ہے۔ جس کے ماں باپ راضی نہ ہوں اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی نہیں ہوتا۔

خلفائے عظام

یوں تو سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے بہت سے خلفاء تھے جن سے سلسلۂ چشتیہ کو فروغ حاصل ہوا مگر ان میں سے مندرجہ ذیل مشہور ہوئے۔

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفۂ اکبر ہیں۔ آپؒ کو پیر و مرشد کی طرف سے خرقۂ خاص اور دیگر تبرکات عطا ہوئے۔ آپؒ کو دہلی میں رہ کر ہی رشد و ہدایت کا حکم تھا جو آپؒ نے تا حیات پورا کیا۔ آپؒ کا مزار بھی دہلی میں ہے۔ آپؒ سے سلسلہ عالیہ نصیریہ نظامیہ چشتیہ جاری ہوا۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ کا شمار نامور خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپؒ سلطان المشائخ کی غلامی پر فخر کرتے تھے۔ آپؒ نے مرشد کے فرمان کے مطابق اپنے کلام میں عشق و محبت کا رنگ بھرا۔ آپؒ فارسی اور ہندی میں شاعری کیا کرتے تھے۔ آپؒ کو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا محرم راز بھی کہا جاتا ہے۔ آپؒ مختلف ادوار میں بادشاہوں کے درباروں سے بھی وابستہ رہے۔ آپؒ کا وصال غیاث پور میں ہوا اور خانقاہ نظامیہ میں پیر و مرشد کے مزار پاک کے قریب دفن ہوئے۔

Marfat.com

حضرت شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ حضرت جمال الدین ہانسویؒ کے پوتے تھے اور بچپن سے ہی سلطان المشائخ کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کرتے رہے۔ آپؒ کو بھی خلافت عطا ہوئی اور سلسلۂ عالیہ جمالیہ نظامیہ چشتیہ آپؒ سے جاری ہوا۔ آپؒ کا مزار ہانسی میں موجود ہے۔

مولانا برھان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ اپنے پیرو مرشد کے عاشق تھے۔ منازل سلوک طے کرنے کے بعد خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے آپؒ سفر و حضر میں حضرت سلطان المشائخ کے ہمراہ رہے۔ آپؒ کا وصال دولت آباد دکن میں ہوا۔

خواجہ سید حسین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ کو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا منہ بولا بیٹا کہا جاتا ہے۔ سلطان المشائخؒ خلافت نامے اور دیگر مکتوب آپؒ ہی سے تحریر فرماتے تھے۔ آپؒ نے ۷۵۲ ہجری میں دولت آباد میں وصال فرمایا اور وہیں پر دفن ہوئے۔

خواجہ سید رفیع الدین ھارون رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ سلطان المشائخ کی بہن کے پوتے تھے۔ پیرو مرشد آپؒ سے بہت پیار کرتے تھے اور جب تک وہ دستر خوان پر موجود نہ ہوتے، سلطان المشائخ کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔ آپؒ فنون سپہ گری کے بھی ماہر تھے آپؒ کو خانقاہ نظامیہ کا متولی مقرر کیا گیا تھا۔ آپؒ کا مزار غیاث پور میں خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کے ساتھ واقع ہے۔

قاضی سید محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ کا شمار ہندوستان کے جید علماء میں ہوتا تھا۔ سلطان المشائخ کی دہلی آمد کے بعد آپؒ نے ترک دنیا کر کے ان کی بیعت کر لی اور ساری زندگی مرشد کی خدمت میں گزار دی۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے آپؒ کا خلافت نامہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا۔ آپؒ کا مزار مبارک قصبہ چراغ دہلی میں مرجع گاہ خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت امیر حسن علاء سنجری رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپؒ نے اپنے مرشد کے ملفوظات جمع کیے جو کہ کتابی شکل میں فوائد الفوائد کے نام سے دستیاب ہیں۔ آپؒ نے ساری زندگی تجرد میں بسر کی۔ عمر کے آخری حصہ میں دولت آباد دکن چلے گئے اور بعد وصال وہیں پر دفن ہوئے۔ آپؒ کا مزار مبارک دولت آباد میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

خلفاء کے علاوہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مندرجہ ذیل خدام بھی تھے جو خانقاہ عالیہ میں خدمات انجام دے کر بلند مراتب پر پہنچے۔

حضرت خواجہ مبشرؒ، حضرت سید نور الدین کرمانیؒ، حضرت سید حسین کرمانیؒ، حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ اور حضرت خواجہ محمد اقبالؒ۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے تاحیات شادی نہیں کی اور ہمیشہ مجرد رہے۔ آپؒ کے پیش نظر ہمیشہ بلند و ارفع مقاصد رہے جس کے باعث انہیں دنیاوی جھمیلوں کی فرصت نہیں ملی۔

کلام اقبال رحمۃ اللہ علیہ بحضور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ کو اولیاء اللہ سے بڑی عقیدت تھی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی بارگاہ اقدس میں انہوں نے اشعار کی زبان میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ یہ نظم ان کی مشہور کتاب "بانگِ درا" میں "التجائے مسافر" کے نام سے موجود ہے جس کے ابتدائی اشعار اس طرح ہیں۔

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا — بڑی جناب تری، فیض عام ہے تیرا
ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم — نظام مہر کی صورت نظام ہے تیرا
تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی — مسیح و خضرؒ سے اونچا مقام ہے تیرا
نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی — بڑی ہے شان، بڑا احترام ہے تیرا
"اگر سیاہ دلم، داغ لالہ زارِ توام — وگر کشادہ جبینم، گلِ بہارِ توام"

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

خاندانی پس منظر

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کا تعلق اعوان برادری سے تھا، معرکۂ کربلا کے بعد جب سادات بنی فاطمہ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تو وہ دور دراز علاقوں میں جا کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے باقی علوی قدرے آزاد تھے اور خلافت کے دعویدار بھی تھے، اسلیئے وہ ایران سے ہوتے ہوئے خراسان چلے آئے، ان میں سے ایک بہادر علوی ''شاہ حسین'' نے ہرات پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد اس کا بیٹا ''امان شاہ'' تخت نشین ہوا، امان شاہ سادات بنی فاطمہ کی بہت اعانت کرتا رہا، اسلیئے اس کی اولاد اعوان کے لقب سے مشہور ہو گئی۔

اعوان حضرت علیؑ کی اولاد میں سے امیر زبیر سے تعلق رکھتے ہیں جن کی والدہ کا نام میمونہ تھا اور وہ رستم پہلوان کی اولاد میں سے تھیں۔ امیر زبیر نے سادات بنی فاطمہ کی تنگدستی اور غریب الوطنی میں بہت مدد و اعانت کی اور ان کے رفیق و معاون بنے رہے، اسلیئے لوگ انہیں اعوان یعنی مددگار کہنے لگے، بعد میں ان کی اولاد بھی اعوان کہلانے لگی۔ یہ قبیلہ فنون جنگ میں ماہر تھا، ہندوستان میں آنے کے بعد یہاں کے ہندو راجاؤں کے ساتھ ان کی کئی جنگیں ہوئیں جن کے نتیجے میں وہ یہاں کے بعض علاقوں میں چھا گئے اور انہوں نے اپنے کچھ شہر اور دیہات آباد کر لیئے جیسے پنڈ دادنخان اور احمد آباد وغیرہ۔ ان کی کوششوں سے کئی ہندوؤں نے اسلام قبول کرلیا۔

Marfat.com

والدین

حضرت سلطان باھوؒ کا تعلق اس اعوان برادری سے تھا جو کالا باغ اور اسھال کے مالکان میں شامل تھی، اس خاندان کے کئی لوگ سلطنت دہلی کے دربار سے منسلک تھے اور علاقے میں ان کا بہت اثر و رسوخ تھا۔

آپ کے والد بزرگوار کا نام بازید یا بازید محمد تھا، وہ پابند صوم وصلوٰۃ، صالح و پرہیز گار، حافظ قرآن اور بہادر انسان تھے، لوگ ان کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے۔

آپ کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو کہ نہایت عابدہ وزاہدہ، تہجد گزار خاتون تھیں، وہ کثیر العلوم اور زندہ دل ولی اللہ تھیں، وہ صاحب کشف تھیں اور اکثر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتیں، حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی کتاب "عین الفقر" میں اپنی والدہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

رحمتِ حق برروانِ راستی   راستی از راستی آراستی

"راستی کی جان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اے راستی تو نے مجھے راستی (سچائی) سے آراستہ کیا"

پھر لکھتے ہیں کہ میری والدہ پر اللہ رب العزت کی رحمت ہو جس نے میرا نام باھو رکھا جو ایک نقطے کے فرق سے یاھو ہو جاتا ہے۔

آپ کے والد حضرت بازید محمد کو ایک بار حاکم ملتان نے ملازمت کی پیش کش کی تو آپ نے چند شرائط پر حامی بھرلی کہ میری رہائش گاہ کسی پاک جگہ پر ہو، میں کسی کو اپنا حاکم نہیں مانوں گا کیونکہ میرا حاکم اللہ تعالیٰ ہے، میں کسی بڑے افسر کو دیگر ملازمین کی طرح سلام نہیں کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد حاکم ملتان اور مروت کے راجہ کے درمیان بیکانیر کے ریگستان سے متعلق شدید اختلافات ہو گئے اور جنگ تک نوبت آ پہنچی۔ ایک روز حضرت بازید محمدؒ حاکم سے اجازت لے کر اکیلے ہی گھوڑی پر سوار ہو کر مروٹ کا سر قلم کرنے کیلئے چل پڑے، جس وقت آپ اس کے دربار میں پہنچے تو وہ اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ میں مصروف تھا، آپ کو ایلچی سمجھ کر کسی نے نہ روکا، آپؒ نے یکا یک تلوار بلند کی اور ایسا بھرپور وار کیا کہ راجہ کا سرتن سے جدا ہو کر زمین پر آن گرا، آپ نے فوراً ایک ہاتھ میں راجہ کا سر تھاما اور دوسرے ہاتھ سے تلوار کے جوہر دکھاتے ہوئے نہایت پھرتی سے دربار سے باہر آئے جہاں آپ کی گھوڑی آپ کا انتظار کر رہی تھی

Marfat.com

اس پر سوار ہو کر آپ برق رفتاری سے اس گھوڑی کو دوڑاتے ہوئے حاکم ملتان کے پاس پہنچے اور کٹا ہوا سر اس کے قدموں میں ڈال دیا۔

اس بہادری کی شہرت جب دہلی میں شاہ جہان تک پہنچی تو اس نے خوش ہو کر آپ کو علاقہ شورکوٹ میں جاگیر بطور تحفہ دے دی۔

ولادت باسعادت

آپ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں مختلف روایتیں ملتی ہیں، مشہور یہی ہے کہ آپ مغل فرمانروا شاہ جہان کے عہد حکومت میں ۱۰۳۹ ہجری میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی کو بذریعہ الہام بشارت ہوئی کہ تمہاری گود میں ایک ولی کامل کا ظہور ہوگا جس سے روئے زمین کے لوگ فیض یاب ہوں گے اور اس کا نام چہار سو ڈنکے کی چوٹ پر لیا جائے گا۔

آپ مادرزاد ولی تھے، یہی وجہ تھی کہ جب رمضان المبارک آیا آپ نے دن کے وقت دودھ پینا چھوڑ دیا اور شام کو بعد از غروب آفتاب دودھ پیتے تھے آہستہ آہستہ یہ بات لوگوں میں مشہور ہوگئی اور وہ آپ کی زیارت کیلئے آنے لگے۔

حضرت سلطان باہوؒ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کے والد بزرگوار وفات پاگئے اور شورکوٹ میں حضرت شیخ طلحہؒ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

تعلیم وتربیت

آپؒ کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے کسی بھی استاد سے تعلیم حاصل نہیں کی، آپ نے ایک مقام پر تحریر فرمایا ہے کہ مجھے ظاہری علم حاصل نہیں تھا لیکن واردات غیبی کے باعث مجھے علم باطن کی فتوحات بے شمار حاصل تھیں کہ انہیں بیان کرنے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں۔

آپ بچپن سے ہی تنہائی پسند تھے، گوشہ نشینی کو پسند کرتے اور کھیل کود سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔

آپ کی والدہ ایک کامل ولیہ تھیں جس کے باعث انہوں نے اپنے ہونہار بیٹے کی اس انداز سے تربیت کی کہ وہ بھی ایک ولی کامل بن گیا، آپ فرماتے ہیں کہ "میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا

Marfat.com

کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا اور یہ حال مجھ پر بھی وارد ہوا، اس کو حضورِ حق کہتے ہیں"۔

آپ کی کتابوں میں جو حوالہ جات دیئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر آپ نے حافظ شیرازیؒ اور مولانا رومیؒ کے اشعار بھی تحریر کیئے ہیں، بہرحال آپ نے جو کچھ قلمبند کیا ہے اس میں آپ کے روحانی کردار اور صفائے باطن کا بہت عمل دخل ہے، آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے کسی کتاب سے کوئی حرف یا نکتہ نقل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کی حضوری سے یہ باتیں لایا ہوں اور اپنے آپ کو اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا ہے۔

عین الفقر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ شورکوٹ کے گردونواح میں ایک ٹیلے پر کھڑے تھے کہ نورانی صورت گھوڑے سوار تشریف لائے جو کہ حضرت علیؓ تھے اور وہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضور نبی کریم ﷺ کی محفل میں لے گئے جہاں محبوب ﷺ خدا نے آپ کو بیعت فرمایا اور خلق خدا سے محبت کی تلقین فرمائی، آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور پاک ﷺ کا دست مبارک پکڑا تو میرے لیئے درجات و مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا اور ہر شے مجھے یکساں نظر آئی، میرے سامنے سے تمام حجابات اٹھ گئے اور میں نے لوح محفوظ پر نظر ڈالی۔

مرشدِ کامل کی تلاش

اگرچہ حضرت سلطان باہوؒ نے باطنی طور پر حضور ختم المرسلین ﷺ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اکتساب فیض کر لیا تھا اور کئی بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ان سے روحانی استفادہ حاصل کر چکے تھے تاہم وہ ظاہری مرشد سے فیضیاب ہونا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ پھر ایک روز اپنی والدہ ماجدہ کے مشورے اور اجازت سے مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، جب دریائے راوی کے کنارے پر پہنچے تو مقامی لوگوں سے حضرت شاہ حبیب قادریؒ کے بارے میں سنا جو دریائے راوی کے کنارے واقع ایک گاؤں بغداد میں رہائش پذیر تھے، ان کی محفل میں ہر وقت سینکڑوں متلاشیان حق موجود ہوتے اور اپنی روحانی تشنگی کا سامان فراہم کرتے، حضرت سلطان باہو" بھی سفر کرتے ہوئے اس گاؤں جا پہنچے۔ شاہ صاحب کے پاس ایک دیگ تھی جس کے نیچے ہر وقت آگ جلتی رہتی، جو بھی طالب حق

Marfat.com

آتا وہ اسے دیگ میں ہاتھ ڈالنے کا کہتے، جیسے ہی وہ شخص پانی میں ہاتھ ڈالتا، صاحب کشف ہو جاتا۔

جب آپ شاہ حبیب اللہ قادریؒ کے پاس پہنچے تو وہی منظر تھا، شاہ صاحب نے آپ کو بھی دیگ میں ہاتھ ڈالنے کا مشورہ دیا، آپ نے فرمایا کہ اس سے میری مراد پوری نہ ہوگی، شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش، چند روز خانقاہ میں ہی ٹھہرو اور مجاہدہ کرو، اس دوران مسجد کا پانی تم بھرو گے۔ آپ نے رات خانقاہ میں بسر کی اور پھر دوسرے دن منتظمین سے مشک طلب کی، مشک لے کر آپ دریا پر پہنچے اور پانی لا کر مسجد کا حمام بھر دیا اور اسی مشک سے صحن بھی دھو دیا، خانقاہ کے درویش یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور سارا واقعہ اپنے پیر و مرشد کو بتا دیا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر خدام سے فرمایا کہ اس نوجوان کو میرے پاس بھیج دو۔ جب سلطان باہوؒ حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس دنیاوی مال و متاع ہے، آپ نے عرض کی کہ مجھے اپنے والد ماجد کی طرف سے ورثے میں جاگیر ملی ہے، شاہ حبیب اللہ قادریؒ نے فرمایا کہ دنیاوی مال و متاع کے ہوتے ہوئے کبھی یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی پہلے تم دنیاوی مال و متاع سے فارغ ہو کر آؤ، پھر یکسوئی اختیار کرو، یہ فرمان سنتے ہی حضرت سلطان باہوؒ اپنے آبائی وطن شورکوٹ روانہ ہو گئے۔

ادھر آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی بذریعہ کشف آپ کے آنے کا مقصد معلوم ہو گیا، انہوں نے اپنی چاروں بہوؤں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اپنا زیور اور نقدی محفوظ کر لو، میرا بیٹا اور تمہارا شوہر سلطان باہوؒ آرہا ہے۔ پھر ان کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھ کر فرمایا کہ یہ تمہارے لیئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہے، وہی تو زیور اور نقدی کو لٹانے کیلیئے آرہا ہے، وہ پریشان ہوئیں تو بی بی راستیؒ نے فرمایا کہ اگر تم میری نصیحت پر عمل کرو گی تو یہی مال و متاع تمہارے کام آئے گا، پھر آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ تم اپنی نقدی اور زیور کسی ایسی جگہ دبا دو جہاں باہوؒ کی نظر نہ پڑے، انہوں نے ایسا ہی کیا۔

جب حضرت سلطان باہوؒ گھر پہنچے تو سیدھے والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مائی صاحبہؒ نے مرشد کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا کہ مرشد تو مل گیا مگر اس نے بیعت کرنے سے پہلے ایک کڑی شرط رکھی ہے، بی بی راستیؒ کے سوال کرنے پر آپ نے وضاحت کی کہ مرشد نے حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے دنیاوی مال و متاع سے چھٹکارا حاصل کرو پھر آؤ۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ بیٹے حکم شیخ

Marfat.com

پر عمل کرو۔

سلطان العارفینؒ کی نظر سب سے پہلے اپنے نومولود بیٹے "نور محمد" پر پڑی جو گہوارے میں سو رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی، آپ نے فوراً اسے اتارا اور مکان کی پچھلی طرف گلی میں پھینک دی، پھر آپ نے بیویوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ گھر میں جو کچھ مال و متاع ہے وہ بھی لے آؤ تا کہ میں اس سے نجات حاصل کر سکوں، وہ پریشانی کے عالم میں خاموش کھڑی تھیں کہ بی بی راستیؒ نے فرمایا کہ اس گھر میں مال و متاع کہاں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس گھر سے مال و متاع کی بو آتی ہے، بی بی نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس گھر سے متاع کی بو آتی ہے تو پھر خود ہی اسے تلاش کر لو، حضرت سلطان باہوؒ گھر کے ایک سنسان کونے میں گئے اور وہاں سے زمین میں دبایا ہوا سارا زیور نکال کر مکان سے باہر پھینک دیا پھر آپ دوبارہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادریؒ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے چل پڑے۔

جب آپ حضرت شاہ حبیب اللہ قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بیویوں کے بارے میں استفسار فرمایا، آپ نے عرض کی کہ آپ جو حکم فرمائیں گے، میں انشاء اللہ العزیز اس کو بجا لاؤں گا، انہوں نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاؤں کی زنجیریں ہیں، یہ ارشاد سن کر آپ پھر شور کوٹ روانہ ہوئے تا کہ اپنی بیویوں کو آزاد کر سکیں۔

ادھر آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ سلطان باہوؒ کس مقصد کیلئے آ رہے ہیں، انہوں نے اپنی چاروں بہوؤں کو سمجھا دیا کہ جب باہوؒ آئے تو تم میرے عقب میں آ جانا، چنانچہ جونہی آپؒ گھر میں داخل ہوئے آپ کی چاروں بیویاں اپنی ساس کے پیچھے ہو گئیں، حضرت بی بی راستیؒ نے فرمایا، باہو میں جانتی ہوں تم کس مقصد کیلئے آئے ہو، حضرت سلطان باہوؒ نے عرض کیا کہ میرے مرشد کا یہی حکم ہے کہ میں اپنے پاؤں کی ان زنجیروں کو کاٹ دوں، بی بی راستیؒ نے فرمایا کہ بات تو حقوق ادا کرنے کی ہے، تمہاری کوئی بیوی بھی تمہارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنے گی اور یہ اپنے تمام حقوق جو تمہارے ذمے ہیں، اللہ تعالیٰ کیلئے بخشتی ہیں۔ والدہ کی باتوں کا آپ پر بہت اثر ہوا، آپ نے ان کی بات مان لی لیکن اپنی بیویوں سے فرمایا کہ اگر تم سب اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کر لو کہ تم نے اپنے حقوق مجھے معاف کر دیئے ہیں تو میں تمہیں طلاق دیئے بغیر واپس چلا جاؤں گا، یہ ارشاد سن کر چاروں بیویوں نے

Marfat.com

بیک زبان اپنے تمام حقوق آپ کو معاف کر دیئے اور حضرت سلطان باہوؒ دوبارہ حضرت حبیب اللہ قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور تمام روئیداد ان کے گوش گزار کی، آپ کی ثابت قدمی دیکھ کر انہوں نے کامل توجہ فرمائی اور پھر پوچھا کہ کیا اب تمہیں دلی مراد حاصل ہو گئی ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ جو مقامات آج مجھ پر منکشف ہو رہے ہیں ان سے تو میں اپنے گھوارے میں گزر چکا ہوں۔

اب حضرت حبیب اللہ قادریؒ نے آپ کو آزمانے کا فیصلہ کیا اور اچانک حضرت سلطان باہوؒ کی نظروں سے غائب ہو گئے، آپ نے بھی ان کے پیچھے پرواز شروع کی اور اڑتے ہوئے کسی ملک کے ایک جنگل میں پہنچ گئے، جہاں آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی بیلوں کی جوڑی لیئے ہل چلا رہا ہے، آپ ایک اجنبی درویش کی صورت میں آگے بڑھے اور عرض کیا یا شیخ! آپ کیوں یہ تکلیف اٹھاتے ہیں، آپ آرام کریں، میں آپ کی جگہ ہل چلاتا ہوں، یہ سن کر شاہ حبیب اللہ قادریؒ اپنی اصل شکل میں واپس آ گئے اور ساتھ ہی حضرت سلطان باہوؒ اپنی اصل حالت میں ظاہر ہو گئے۔

اب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگے، حضرت حبیب اللہ قادریؒ پھر اچانک نظروں سے اوجھل ہو گئے، حضرت سلطان باہوؒ بھی ان کے پیچھے غائب ہو گئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہندو برہمن بازار میں زعفران اور رنگ سے بھرا ہوا برتن پکڑے ہندوؤں کو تلک لگا رہا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ اپنا حلیہ تبدیل کر کے ایک دوکان پر بیٹھ گئے اور جب ہندو برہمن ادھر سے گزرا تو سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ بابا! میرے ماتھے پر بھی تلک لگا دیجئے۔ حضرت حبیب اللہ قادریؒ بھی آپ کو پہچان گئے اور اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئے اور حضرت سلطان باہوؒ بھی اصلی شکل میں آ گئے۔

حضرت حبیب اللہ قادریؒ نے حضرت سلطان باہوؒ کا ہاتھ پکڑا اور ایک سمت کو چل دیئے، چلتے چلتے وہ ایک بار پھر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت سلطان باہوؒ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیئے، اس مرتبہ وہ ایک اسلامی شہر میں موجود تھے اور ایک غیر معروف مسجد میں کمسن بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے تھے، حضرت سلطان باہوؒ نے بھی ایک کمسن بچے کی صورت اختیار کی اور قاعدہ پکڑ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شیخ! مجھے بھی سبق پڑھایئے، انہوں نے فوراً آپ کو پہچان لیا اور ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر تشریف لے آئے، پھر دونوں بزرگ بغداد کے گاؤں میں آ گئے۔

Marfat.com

حضرت حبیب اللہ قادریؒ نے حضرت سلطان باہوؒ سے فرمایا کہ تم جس نعمت کے مستحق ہو وہ ہمارے امکان سے باہر ہے۔ میرے پیرو مرشد حضرت سید عبدالرحمٰن قادریؒ دہلی میں شاہی منصب دار ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ پھر انہوں نے اپنے ایک مرید خاص حضرت سلطان حمیدؒ بھکر والے کو ہمراہ کر دیا۔

جب یہ دونوں بزرگ دہلی کے قریب پہنچے تو سید عبدالرحمٰن قادریؒ کی مجلس آراستہ تھی اور وہ اپنے عقیدت مندوں سے روحانی اسرار و معانی بیان فرما رہے تھے، پھر یکا یک حضرت خاموش ہو گئے اور اپنے ایک خادم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں راستے پر اس حلیہ کا ایک درویش آ رہا ہے، اسے نہایت احترام کے ساتھ ہمارے پاس لے آؤ، خادم فوراً گیا اور تھوڑی دیر کے بعد حضرت سلطان باہوؒ اور حضرت سلطان حمیدؒ کو ساتھ لے کر خانقاہ میں داخل ہوا۔ حضرت سلطان باہوؒ نے سلام کیا تو حضرت سید عبدالرحمٰن قادریؒ نے جواب دیتے ہوئے ان کا ہاتھ پکڑا اور خلوت میں لے گئے جہاں حضرت سلطان باہوؒ کو ان کا روحانی حصہ عطا فرمایا اور اسی وقت خانقاہ سے رخصت کر دیا۔

دھلی میں فیض عام

مرشد کامل سے فیض پانے کے بعد حضرت سلطان باہوؒ دہلی شہر کی گلیوں بازاروں میں گھومنے لگے، وہ جمعہ کا دن تھا اور آپ جس پر اپنی نگاہ کیمیا اثر ڈالتے وہ تھوڑی دیر میں خدا رسیدہ ہو جاتا۔ شہر میں ہر طرف شور مچ گیا اور آپ کے گرد ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا، حضرت سید عبدالرحمٰنؒ کے مریدین بھی کسی کام سے شہر میں آئے ہوئے تھے انہوں نے واپس جا کر ان سے عرض کیا کہ آج شہر میں ایک ولی اللہ داخل ہوا ہے جو اپنی توجہ سے عام مخلوق کو جذبات الٰہی میں لاتا ہے اور اس کے روحانی فیض کی شہرت شہر میں خوب ہو رہی ہے، سید صاحب نے فرمایا کہ جا کر پتہ کرو وہ درویش کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ چنانچہ وہ بازار میں آئے اور بمشکل جب نزدیک پہنچے تو پہچان گئے کہ یہ تو وہی درویش ہے جسے شیخ نے تلقین فرمائی اور بیعت سے نوازا تھا، مریدین واپس آئے اور آ کر تمام ماجرا شیخ سے بیان فرمایا، آپ نے ان سے فرمایا کہ اس درویش کو فوراً میرے پاس لے آؤ۔

Marfat.com

مریدین آپ کو سید عبدالرحمٰن قادریؒ کی خدمت میں لے گئے تو انہوں نے آپ سے فرمایا کہ ہم نے تمہیں نعمت خاص سے نوازا اور تم نے اس نعمت خاص کو عام کر دیا، حضرت سلطان باہوؒ نے عرض کیا کہ جب کوئی بوڑھی عورت بازار سے روٹی پکانے کیلئے توا خریدتی ہے تو اسے بجا کر دیکھ لیتی ہے کہ وہ کیسا کام کرے گا، اسی طرح ایک لڑکا جب کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھ لیتا ہے کہ اس میں مطلوبہ لچک موجود ہے یا نہیں، سو مجھے جو نعمت عظمیٰ آپ سے ملی میں اسی کی آزمائش کر رہا تھا کہ اس فقیر کو کس قدر نعمت عطا ہوئی ہے اور اسکی ماہیت کیا ہے ۔

حضرت سید عبدالرحمٰنؒ نے آپ کو حکم دیا کہ اب آپ اپنے علاقے شورکوٹ میں جا کر لوگوں کو فیض یاب کریں۔ مرشد کا فرمان سن کر آپؒ دہلی سے چل پڑے اور پھر اس جگہ قیام فرمایا جہاں آپ کے والد ماجد حضرت بازید محمدؒ کو جاگیر ملی تھی۔

ظہورِ کرامات

حضرت سلطان باہوؒ چونکہ مادرزاد ولی تھے اسلیئے شروع سے ہی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا، چند کرامات کا ذکر بہت ضروری ہے۔

ایک بچی پر نظر کرم

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازیخان کی طرف سفر کر رہے تھے۔ دریائے سندھ کے پاس ایک گاؤں ''جھبری'' راستے میں پڑتا تھا، اس گاؤں میں ایک مشہور ولی اللہ حضرت غیاث الدین تیغ براں کا مزار بھی تھا، آپ جب وہاں پہنچے تو چاشت کا وقت تھا، درویشوں نے عرض کیا کہ حضور اگر حکم کریں تو کچھ دیر گاؤں میں ٹھہر کر روٹی پکا لیں؟ آپ نے اجازت دے دی اور پھر ایک عورت کے گھر تشریف لے گئے۔ مریدین اس عورت کے ساتھ مل کر روٹی پکانے میں مصروف ہو گئے، اس عورت کی ایک چھوٹی سی بچی گہوارے میں سو رہی تھی، تھوڑی دیر بعد وہ جاگ گئی اور اس نے رونا شروع کر دیا، وہ عورت حضرت سلطان باہوؒ سے عرض کرنے لگی کہ بابا! میری بچی کے پنگوڑے کو ہلا دو تا کہ یہ خاموش ہو جائے اور میں اطمینان سے کام کر سکوں، یہ سن کر آپ گہوارے کو آہستہ آہستہ ہلانے لگے اور ساتھ اللہ ہو اللہ ہو کی صدا لگانے لگے، جسے سن کر بچی خاموش ہو کر سو گئی، کام سے فارغ ہو کر اس عورت نے حضرت

Marfat.com

سلطان باہو کا شکریہ ادا کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے صرف پنگوڑے کو ہی حرکت نہیں دی بلکہ تیری بچی کو بھی ہلا دیا ہے اور اسے ایسی جنبش دی ہے کہ قیامت تک اس میں کمی نہیں آئے گی بلکہ زیادتی ہی ہوتی رہے گی، یہ سن کر عورت کے دل پر گہرا اثر ہوا، وہ زار و قطار رونے لگی اور ساتھ اللہ ہو کا ورد بھی کرنے لگی، حضرت سلطان باہوؒ دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے لیکن آپ کی نظر کرم سے اس بچی کی کایا پلٹ گئی جو بڑی ہو کر اللہ کی ولی ثابت ہوئی، وہ حضرت فاطمہ کے نام سے مشہور ہوئیں ان کا مزار مبارک آج بھی قصبہ خان کے قریب مرجع خلائق ہے۔

مٹی کو سونا بنانا

پنجاب کے کسی دور دراز کے علاقہ میں ایک مفلوک الحال شخص رہتا تھا، وہ بہت غریب تھا لیکن خاندان سادات سے اس کا تعلق تھا، اس کی بیٹیاں جوان تھیں اور وہ ان کی شادی کرنے کی سکت نہیں رکھتا تھا، وہ کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا خواستگار ہوا۔ لیکن انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میری دعا میں اتنی تاثیر نہیں مگر اللہ کی زمین مستجاب الدعوات بندوں سے خالی نہیں، تم دریائے چناب کے کنارے واقع ایک علاقے شورکوٹ میں چلے جاؤ وہاں اللہ کا ایک ولی تمہاری مشکل کو آسان بنا دے گا

وہ شخص جب طویل سفر طے کر کے یہاں پہنچا تو آپ کو معمولی سے کپڑوں میں ملبوس کھیتوں میں ہل چلاتے ہوئے دیکھا، اس نے دل میں سوچا کہ یہ شخص تو خود مفلوک الحال ہے، میری کیا مدد کرے گا، یہ سوچ کر وہ واپس پلٹا، ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ حضرت سلطان باہوؒ نے آواز دی "اے سید! اتنا طویل سفر بھی اختیار کیا اور موسم کی سختیاں بھی برداشت کیں، پھر بھی ہم سے ملاقات کیئے بغیر واپس جا رہا ہے" یہ سن کر وہ شخص حیران ہو گیا، گھوڑے سے نیچے اتر کر مؤدبانہ سلام کیا اور اپنے آنے کی وجہ بیان کی، آپ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ تم میرا ایک کام کرو میں تمہارا کام کر دیتا ہوں، اس شخص نے کہا کہ ایک سوالی آپ کے کیا کام آسکتا ہے، آپ نے فرمایا کہ میں ایک ضروری کام سے فارغ ہو کر ابھی آتا ہوں، تب تک تم میرا ہل چلاؤ، وہ شخص خوشی خوشی ہل چلانے لگا، تھوڑی دیر بعد آپ واپس آئے اور مٹی کا ایک ڈھیلا زمین پر دے مارا، وہ سیدزادہ حیران ہوا، چند لمحوں کے بعد اس وقت اس کی آنکھیں چندھیا گئیں جب ساری مٹی کو سونا بنے ہوا دیکھا، آپ نے فرمایا اے سید! اپنی ضرورت کے مطابق سونا اٹھالو، اس نے جھولی سونے سے

Marfat.com

بھرلی اورآپ کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ جن لوگوں کی نگاہ کیمیا اثر ہے وہ ایک ہی نظر میں مٹی کو سونا بنادیتے ہیں اور یہ ذات ربانی کا فیض ہے جو کسی قوم پر منحصر نہیں ہے، خواہ وہ سید ہو یا جٹ۔

قصہ حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت سلطان باہوؒ پنجاب کے علاقہ دامن کوہ مغربی جبل اسود کی جانب روانہ ہوئے آپ نے اس علاقہ میں ایک نوعمر لڑکے کو مویشی چراتے ہوئے دیکھا، آپ نے اس پر ایک نظر ڈالی تو وہ مویشی چرانا بھول گیا اور آپ کے گرد دیوانہ وار رقص کرنے لگا، آپ نے اس پر دوسری نظر ڈالی تو وہ ہوش میں آ گیا، جب حضرت سلطان باہو اپنے سفر پر روانہ ہوئے تو یہ لڑکا بھی آپ کے پیچھے چل پڑا، آپ نے اسے منع فرمایا لیکن وہ بضد رہا، آپ نے جب اس کا عالم وارفتگی دیکھا تو آپ اسے ساتھ لے کر کوہ شمال کی جانب روانہ ہو گئے آپ نے اسے اپنے روحانی فیض سے مستفید فرمایا، یہی لڑکا بعد میں آپ کے نامور خلیفہ نورنگؒ کے نام سے مشہور ہوا، حالانکہ اس کا اصل نام کھتران تھا۔

ایک مرتبہ حضرت سلطان باہوؒ اپنے اس مرید کے ساتھ کلر کہار پہنچے تو اس علاقے کی سرسبزی و شادابی دیکھ کر آپ پر حالت جذب طاری ہو گئی اور تین دن اور رات اسی حال میں بیٹھے رہے، مرید کو بھوک اور پیاس نے بہت تنگ کیا، ان کا اضطراب دیکھ کر آپ نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا کیا بات ہے؟ حضرت سلطان نورنگ کھترانؒ نے مضطربانہ انداز میں جواب دیا کہ بھوک اور پیاس برداشت سے باہر ہو گئی ہے، حضرت سلطان باہوؒ نے مسکراتے ہوئے کہا ''براتِ عاشقاں برشاخ آہو'' یعنی عاشقوں کا حصہ ہرن کے سینگوں پر، ادھر آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے ادھر پہاڑ کے ایک گوشے سے ایک ہرن برآمد ہوا جس کے سینگوں پر کھانے کا خوان رکھا ہوا تھا اور اس کی گردن میں پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول لٹک رہا تھا، حضرت سلطان باہوؒ نے مرید سے کہا کہ اللہ کی بخشی ہوئی نعمتوں سے افطار کرو اور پھر آپ نے خود بھی اسی سے اپنا روزہ افطار کیا۔

حضرت سلطان نورنگ کھترانؒ تقریباً تیس برس اپنے مرشد کے ساتھ رہ کر ان کی خدمت کرتے رہے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے متعلق سلطان باہوؒ نے فرمایا ''جتھ اعوان تتھ کھتران'' یعنی جہاں اعوان پہنچا کھتران بھی وہیں پہنچا۔ حضرت نورنگ کھتران نے اپنے مرشد کے کہے ہوئے

Marfat.com

فارسی مصرعہ کے ساتھ اپنا ایک مصرعہ لگا کر شعر مکمل کر دیا اور فرمایا

عجب دیدم تماشہ شیخ باہوؒ

برات عاشقاں بر شاخ آہو

''اے شیخ باہو! میں نے عجیب تماشہ دیکھا کہ عاشقوں کا حصہ ہرن کے سینگ پر تھا''

حضرت سلطان نورنگ کھتران ؒ کا مزار مبارک جبل اسود کے دامن میں ڈیرہ اسماعیل خان کے نزدیک ایک قصبہ وصوا میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

اولادِ نرینہ عطا فرمانا

بھکر میں حضرت شیر شاہؒ کے ایک مرید اور خلیفہ شیخ سلطان طیبؒ اولاد نرینہ سے محروم تھے، انہوں نے کئی مرتبہ اپنے پیرومرشد سے دعا کروائی لیکن خوشی حاصل نہ ہوئی، ایک بار حضرت سلطان باہوؒ بھکر تشریف لے گئے، شیخ سلطان طیب کو معلوم ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے، اس وقت آپ کے پاس دو سیب پڑے ہوئے تھے، آپ نے یہ دونوں سیب انہیں دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ دو سیب لے جاؤ اور اپنی بیوی کو کھانے کیلئے دے دو، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں دو فرزند عطا فرمائے گا اور ان دونوں فرزندوں میں سے ایک تمہارا ہو گا اور ایک ہمارا ہو گا۔ شیخ سلطان طیبؒ نے عرض کیا کہ حضور میں ان دونوں فرزندوں میں تفریق کیسے کروں گا، آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا کام نہیں ہے جو فرزند ہمارے کام کا ہو گا، وہ اپنی نشانی لے کر پیدا ہو گا۔

سلطان طیب نے جا کر دونوں سیب اپنی بیوی کو دیئے جس نے دونوں کھا لیئے، ان میں سے ایک سیب قدرے داغدار تھا جسے کسی پرندے نے کھا لیا تھا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور حضرت سلطان باہوؒ کی دعا سے کچھ عرصے بعد شیخ سلطان طیبؒ کے گھر دو فرزند پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام سلطان عبد اور دوسرے کا نام سلطان سوہار رکھا، سلطان عبد پیدائشی مجذوب تھے اور اسی نشانی کے بارے میں حضرت سلطان باہوؒ نے پیش گوئی کر رکھی تھی۔

نظر کیمیا اثر

دوران سفر ایک مرتبہ حضرت سلطان باہوؒ نے جھنگ کی ایک مسجد میں قیام فرمایا، اتفاقاً ایک

Marfat.com

سات سال کا بچہ لعل شاہ مسجد میں آیا اور آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے ایک نظر کیمیا اثر اس پر ڈالی تو وہ سب کچھ چھوڑ کر آپ کے سامنے بیٹھا رہا، آپ نے اسے گھر جانے کیلئے کہا لیکن اس نے عرض کیا کہ اب میرا گھر وہی ہے جہاں آپ رہتے ہیں۔ ادھر اس بچے کے والدین پریشان تھے، صبح ہوتے ہی اس کے عزیز و اقارب تلاش کرتے ہوئے مسجد میں آگئے اور بچے کو ساتھ چلنے کیلئے کہا لیکن وہ نہ مانا، واپس جا کر انہوں نے اس کے والد حضرت بڈھن شاہؒ سے واقعہ بیان کیا تو وہ اپنے مریدوں اور عزیزوں کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت سلطان باہوؒ سے درخواست کی کہ اس بچے کو گھر جانے کی اجازت دیں، اس کی ماں بہت پریشان ہے، آپ نے فرمایا ''اے شیخ بڈھنؒ! یہ بچہ تیری ملکیت نہیں بلکہ حق تعالیٰ نے اس کا فیض اور نصیب میرے سپرد فرمایا ہے، اب تم واپس چلے جاؤ اور لعل شاہ کی تربیت اب میں کروں گا، شیخ بڈھن شاہؒ پر آپ کا رعب طاری ہو گیا اور انہوں نے دست بستہ عرض کی کہ اب لعل شاہ آپ ہی کے سپرد ہے، اتنا کہہ کر وہ واپس چلے گئے۔

شیخ بڈھن شاہؒ بزرگوں کے خاندان میں سے تھے، انہوں نے دو شادیاں کر رکھی تھیں، ان کی پہلی بیوی لعل شاہ کی والدہ تھیں، دوسری بیوی زیادہ چہیتی تھیں، لعل شاہ اور اس کی والدہ گھر کے ایک گوشے میں الگ رہتے تھے، جب اسے اپنے بیٹے کا حال معلوم ہوا تو پریشان ہو گئیں اور حضرت سلطان باہوؒ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ لعل شاہ میرا ایک ہی بیٹا ہے جس کے سہارے میں زندگی کے دن گزار رہی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی حاضر ہو کر اپنے بیٹے کے ساتھ رہوں۔ آپ نے واپسی پیغام بھیجا کہ وہ ایک پردہ دار خاتون ہیں، وہ بے فکر ہو کر اطمینان سے اپنے گھر میں بیٹھی رہیں۔ لعل شاہ کی والدہ نے دوبارہ اپنا ملازم بھیجا اور کہلوایا کہ جب آپ کا فیض روحانی عام ہے تو مجھے کیوں اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں، آپ نے جواباً فرمایا کہ تمہیں ایک دن کیلئے سورۂ مزمل کا ورد ہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ آپ کا یہ فرمان عالیشان سن کر لعل شاہ کی والدہ بے حال ہو گئیں اس روز کے بعد ان کی زبان سے سورۂ مزمل کا ورد جاری ہو گیا، وہ دنیاوی کاموں سے بے نیاز ہو گئیں اور ہر وقت عالم جذب و استغراق میں رہنے لگیں۔

کچھ روز یہاں قیام کے بعد حضرت سلطان باہوؒ لعل شاہ کو اپنے ہمراہ لے کر آگے روانہ ہو

Marfat.com

گئے اور اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ میرا کوزہ، مصلیٰ اور مسواک لعل شاہ کے حوالے کر دو کہتے ہیں کہ حضرت لعل شاہؒ نے تیس سال تک اپنے مرشد کی خدمت میں گزارے، آپ کا لباس صرف ایک سیاہ کمبل تھا، جس کا آدھا حصہ زمین پر بچھا کر اپنا بستر بنا لیتے اور آدھے کو چادر کے طور پر اپنے اوپر اوڑھ لیتے تھے، وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں ہی رہا کرتے تھے، تیس سال کی محنت شاقہ کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی استعمال شدہ مسواک انہیں عنائیت کر دی تھی جو آج بھی ان کے خاندان میں موجود ہے، یہ مسواک پیلو کے درخت کی تھی اور آج بھی تر و تازہ ہے۔

تصنیفات

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے عربی اور فارسی میں تقریباً ایک سو چالیس کتابیں تصنیف کیں جن میں سے بیشتر نایاب ہو چکی ہیں، آج کے دور میں ان میں سے تقریباً 25 کتابوں کے تراجم ملتے ہیں، اسکے علاوہ آپ کی پنجابی ابیات بھی ہیں جو عوام و خواص میں بہت مقبول ہیں، دستیاب تصنیفات پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

۱۔ ابیات سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان باہوؒ نے پنجابی میں سی حرفی کی شکل میں جو ابیات لکھی ہیں، اسے مختلف اداروں نے طبع کیا ہے۔ ان میں نہایت سادہ اور سلیس زبان استعمال کی گئی ہے جو اس دور کے عوام کی مروجہ زبان تھی، یہی وجہ ہے کہ اسے عوام الناس کی جانب سے بہت پذیرائی حاصل ہوئی اور کئی صدیوں سے انہیں محافل میں پڑھا جا رہا ہے انہیں پڑھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے، راہ سلوک میں جن منازل سے گزرنا پڑتا ہے انہیں بہت آسان پیرایہ اظہار میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۲۔ اسرارِ قادری

اس کتاب میں آپ نے اسم اللہ کے تصور کی تاثیر، فقیر کامل کے اوصاف، طالب و مرشد کے خصائص، مقامات و تجلیات اور اقسام توجہ جیسے موضوعات بیان کئے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ امیر الکونین

اس کتاب میں مقامات فقر تحریر کئے گئے ہیں مثلاً فقیر اہل خدا، اہل ہوا، اہل علم، ذکر، تصور، تصور برزخ، مراقبہ، دعوت عظیم وغیرہ ایک خاص کیفیتِ وجد میں آپ نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔

۴۔ اورنگ شاہی

یہ بھی روحانی ہدایت کی کتاب ہے اور اس میں آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد طالب روحانیت اپنی استعداد بڑھا سکتا ہے، اسے پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے اپنا مقصد پائے گا۔

۵۔ توفیق ہدایت

آپ نے اس کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ نظرِ مرشد سے مشرق و مغرب درویش کے قبضے میں آجاتے ہیں، توجہ کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ یہ سات قسم کی ہوتی ہے اور کشف چار قسم کا ہوتا ہے۔ تصور و ذکر کی مشق کیلئے کچھ نقش اور دائرے مع فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

۶۔ جامع الاسرار

اس کتاب میں مرشد کی رہنمائی میں کمال حاصل کرنے کا بیان ہے اور یہ بھی تحریر کیا گیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی شخص کو بھی انتہائی درجہ کا فقر حاصل نہیں۔ ولایت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ غوث مکمل پیر اور قطب نیم پیر ہوتا ہے، ان کے علاوہ جو کوئی پیر ہونے کا دعویٰ کرے گا، وہ قیامت کے دن رسوا ہوگا۔

۷۔ تیغِ برھنہ

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا نام تیغ برہنہ اس لیئے رکھا گیا ہے کہ یہ نفس موذی کیلئے قتل کرنے والی تلوار اور کفار کیلئے دار حرب ہے اس میں قادری طریقے کی فضیلت بیان کی گئی

Marfat.com

ہے۔فقیر کیلئے علم العلوم کی شرح جاننا ضروری بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حق اور باطل کی تمیز کی جائے، اس کتاب میں خفیہ ذکر و تصور کی تعریف بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اسم اللہ کا تصور نفس کیلئے موت اور اس کے قتل کیلئے تلوار کی مثل ہے۔

۸۔ رسالہ روحی

حضرت فقیر نور محمد کلاچویؒ نے اس رسالے کو ''مخزن اسرار'' کے نام سے شائع کیا ہے، ذات اور مقام روحانیت کے حوالے سے کچھ اسرار بیان کئے گئے ہیں، سروری، قادری اور مرید اس رسالے کو وظیفے کے طور پر بھی پڑھتے ہیں۔

۹۔ دیوانِ باھوؒ

یہ دیوان حضرت سلطان باھوؒ کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے

۱۰۔ شمس العارفین

یہ آپ کی مختلف کتابوں کے اقتباسات کا مجموعہ ہے۔

۱۱۔ عقلِ بیدار

اس کتاب میں آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایات اور فیوض و برکات کا ذکر کیا ہے۔آپ نے تصوف کے ذریعے مطلوب تک پہنچنے کے طریقہ کار کی وضاحت کی ہے، شرح اسمائے حسنیٰ اور ان کی جلالی و جمالی صفات بھی بیان کی گئی ہیں۔

۱۲۔ عین الفقر

اس کتاب میں مضامین سلوک کی شرح آسان الفاظ میں بیان کی گئی ہے، یہ بتایا گیا ہے کہ انسان توحید میں غرق ہو کر حق الیقین کیسے حاصل کرتا ہے اور اس کے لیئے مرشد کامل کی رہنمائی کی کس حد

Marfat.com

تک ضرورت ہوتی ہے، مرشد کامل کی کیا کیا خصوصیات ہیں، مرشد ناقص سے بچنے کی ہدایت اور علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، نفس کی مخالفت اور ترک دنیا پر مضامین اور مراقبہ و مشاہدہ پر تفصیلی بحث اس کتاب میں شامل ہے۔

۱۳۔ فضل اللقاء

اس رسالے کو ''عیان الفقرا'' کا نام دیا گیا ہے سلسلہ عالیہ قادریہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے محاسن بیان کئے گئے ہیں، تصور اسم ذات، مرشد کامل کا کام اور فنا فی اللہ تک پہنچنے کی تلقین و ترغیب دی گئی ہے، یہ کتاب اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں تحریر کی گئی۔

۱۴۔ قربِ دیدار

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے اس کتاب میں طالب اور مرشد کی خصوصیات بیان کی ہیں اور بتایا ہے کہ مرشد کس انداز سے طالبِ فقر کی انتہا کو چھو لیتا ہے۔

۱۵۔ کلیدِ جنت

یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اس میں سب سے پہلے ذکر و تصور اسم ذات کے ثمرات بیان کئے گئے ہیں اور ان کی مشق کیلئے دائرے تشکیل دیئے ہیں جن کے مسلسل تصور سے انسان کا باطن روشن ہو جاتا ہے، آخر میں دعوت کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۶۔ کلید التوحید (خورد)

یہ مختصر رسالہ ہے جس میں طالبان حق کی رہنمائی کیلئے مختلف نکات بیان کئے گئے ہیں، درویش اور فقیر کے مراتب کا فرق بھی واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ فقیر کا مرتبہ درویش سے بلند ہے، مجلس محمدیؐ کے فیوض و برکات کا بھی مختصر بیان موجود ہے۔

Marfat.com

۱۷۔ کلید التوحید (کلاں)

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اسم اللہ کے وِرد اور تصور سے سالک کن کیفیات اور مقامات سے گزرتا ہے، فنافی الشیخ کا بیان ہے اور خواب و مراقبہ کا موازنہ کرتے ہوئے مراقبہ کو خواب سے زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ آخر میں فقراء کے اعلیٰ مراتب اور لوگوں پر ان کے حقوق کو واضح کیا گیا ہے۔ شیخ ابوسعید بن حسن طوسیؒ کی چالیس احادیث بھی کتاب میں شامل کی گئی ہیں۔

۱۸۔ محبت الاسرار

اس کتاب میں اسم اللہ کے تصور اور ذکر سے ابتدا کی گئی ہے اور فقر و درویشی کے بارے میں ایسے اسرار بیان کیئے گئے ہیں جو دوسری کتابوں میں بہت کم نظر آتے ہیں، اس کتاب میں فقراء کے مدارج بھی تحریر کیئے گئے ہیں۔

۱۹۔ گنج الاسرار

اس رسالہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کے طریقے کی تعریف کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دوسرے طریقوں والا بہت ریاضت کے باوجود قادری طریقے والے کے برابر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ قادری اللہ، رسول کریمؐ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کتاب میں فقیر کو جلال و جمال دونوں سے گزرنے کی ہدایت کی گئی ہے، قادری طریقے میں تربیت پانے والوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ طریقۂ قادری میں معرفت الٰہی کے خزینے ہیں۔

۲۰۔ مجالسۃ النبیؐ

اس کتاب میں آپ نے تصور برزخ، اسم اللہ ذات و مشاہدۂ نور الٰہی اور حضور مجلس محمدیؐ سے متعلق موافق قرآن و حدیث، بحکم الٰہی اور باجازت حضرت محمد مصطفیٰؐ بیان کئے ہیں۔

Marfat.com

۲۱۔ محک الفقراء (خورد)

یہ کتاب آپ کی تعلیمات پر مبنی ہے، اس میں اہل معرفت کی تعریف، ذکر الٰہی، اقسام نفس اور علم وفقر کے بارے میں ابواب ترتیب دیئے گئے ہیں، دعوت قرآن اور دعوت اہل قبور کا بھی ذکر موجود ہے آخر میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ اور نقشہ خاصیت دیا گیا ہے۔

۲۲۔ محک الفقراء (کلاں)

سلوک کے بہت سے مسائل اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں، آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کتاب زیر مطالعہ رکھے گا اور اس پر عمل کرے گا اس کو حضور نبی کریمؐ کی حضوری حاصل ہوگی جو لاکھوں سالوں کی عبادت سے بہتر ہے اور فقر کا کمال درجہ ہے۔ آخر میں کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت کے ورد کی فضیلت سے متعلق احادیث اور ان کے ورد کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

۲۳۔ مفتاح العارفین

مرشد کے مراتب، صاحب قلب اولیاء اللہ کی خصوصیات اور ان کی ہدایت کے ابواب اس کتاب میں درج ہیں، نیز دعوت کو ایک گہرا سمندر بتایا گیا ہے۔

۲۴۔ محکم الفقراء

اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ فقیر کیلئے علم بہت ضروری ہے، قرآن وحدیث کا علم سرفہرست ہے، چونکہ اسم اللہ قدیم ہے اسلیئے قدیم کو قدیم زبان میں ہی یاد کرنا چاہیئے، قدیم زبان دل ہے۔ مرشد کی تعریف اور اس کی عنایات کا ذکر اس کتاب میں موجود ہے۔

۲۵۔ نور الھدیٰ (خورد)

اس کتاب میں اسرار ربانی اور علم سبحان سے واقفیت کا بتایا گیا ہے، نیز عادل، زاہد اور عابد کے

Marfat.com

ابواب تحریر کیئے گئے ہیں۔ مرشد اور طالب کے خصائص بیان کرنے کے بعد ذکر الٰہی کے معارف بیان کئے گئے ہیں۔ اہل دل کے دینی اور دنیوی امور کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲۶۔ نور الھدیٰ (کلاں)

اس کتاب کے دس ابواب ہیں جن میں فضیلت کلمۂ طیبہ، تصور اسم ذات، شرح دعوت، مرشد و طالب کی خصوصیات، معرفت، ذکر حاضرات، طریقۂ قادریہ، توجہ مرشد، فقر اور اوصاف فقیر کامل کے عنوانات کے تحت معارف بیان کئے گئے ہیں۔ راہ معرفت میں جو مشکلات پیش آتی ہیں، وہ بیان کی گئی ہیں اور ارواح کی توجہ اور استقبال کے بارے میں اپنے مشاہدات کا ذکر کیا گیا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں ایک قصیدہ بھی موجود ہے۔

چند ابیاتِ باھو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان باھوؒ نے اپنے ان ابیات کو سی حرفی کی شکل میں قلم بند کیا ہے۔ ان میں تصوف و فقر، شریعتِ محمدیؐ، عشقِ الٰہی، طریقت و حقیقت، ذکرِ الٰہی اور محبت و اطاعتِ مرشد پر روشنی ڈالی گئی ہے، وارداتِ قلبی کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کر دیا ہے، یہ ابیاتِ باھوؒ بمعہ ترجمہ دیئے جاتے ہیں۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پر آئی ھُو
جیوے مرشد کامل باھوؒ جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

''اسم ذات اللہ چنبیلی کا پودا ہے جسے مرشد کامل نے میرے قلب میں لگا دیا ہے، نفی اثبات (کلمہ) کا پانی ملا تو یہ پھل پھول گئی یہاں تک کہ اس کی خوشبو سے میرے دل و دماغ معطر ہو گئے۔ اے باھوؒ میرا مرشد کامل قائم و دائم رہے جس نے اسم اللہ ذات کا میرے دل میں بیج بویا ہے''۔

Marfat.com

الف ایہہ تن رب سچے دا حجرہ پا فقیرا جھاتی ہُو
نہ کر منت خواج خضرؑ دی تیرے اندر آب حیاتی ہُو
شوق دا دیوا بال ہنیرے لبھ لے وست کھڑاتی ہُو
مرن تھیں اگے مر رہے باہو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہُو

''یہ جسم خدائے برحق کا حجرہ ہے، اے فقیر اس میں جھانک کر دیکھ، آب حیات کو پانے کیلئے حضرت خضرؑ کی منت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ آب حیات تیرے اندر موجود ہے، تو اندھیرے میں اپنے شوق کا دیا جلا کر اسکی روشنی سے گم شدہ چیز ڈھونڈ لے، جن لوگوں نے حق کی رمز کو پہچان لیا وہ مرنے سے پہلے مر گئے''۔

پاٹا دامن ہویا پرانا کچرک سیوے درزی ہُو
حال دا محرم کوئی نہ ملیا، جو ملیا سو غرضی ہُو
باجھ مربی کسے نہ لدھی گجھی رمز اندر دی ہُو
اوسے راہ ول جایئے باہو جس تھیں خلقت ڈردی ہُو

''میرا پھٹا ہوا دامن پرانا ہو چکا ہے اسے درزی کہاں تک سیتا رہے، مجھے اپنے حال کا محرم (دوست) کوئی نہیں ملا، جو بھی ملا خود غرض ہی ملا مرشد کے بغیر کسی کو باطن کا راز معلوم نہیں ہوا۔ اے باہُو! اسی راستے (راہ طریقت) کی طرف جاؤ جس سے دنیا ڈرتی ہے''۔

تسبیح پھری تے دل نہ پھریا کیہ لینا تسبیح پھڑ کے ہُو
علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کیہ لینا علم نوں پڑھ کے ہُو
چلے کٹے تے کجھ نہ کھٹیا کیہ لینا چلیاں وڑ کے ہُو
جاگ بناں دودھ جمدا نئیں باہُو بھاویں لال ہووے کڑھ کڑھ کے ہُو

''اگر تسبیح پھیرنے سے دل نہ پھرا تو تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر کیا لینا ہے، علم پڑھ کر ادب نہ سیکھا تو پھر علم پڑھنا بے کار ہے، اگر چلے کاٹنے سے کچھ نہ کمایا تو چلے میں جانے کا کچھ فائدہ نہیں، اے باہُو دودھ

Marfat.com

کا بغیر جاگ کے دہی نہیں بنتا چاہے گرم ہو ہو کر وہ کتنا سرخ کیوں نہ ہو جائے"۔

ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں رب لبھیوے ہُو
لُوں لُوں دے وچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہُو
ظاہر باطن عین عیانی ہُوہُو پیا سنیوے ہُو
نام فقیر تہاندا باہُو قبر جنہاندی جیوے ہُو

"یقین کامل کے ساتھ قدم آگے بڑھایا جائے تو پھر خدا ملتا ہے، ایسی صورت میں رگ رگ میں ذکر اللہ جاری ہو جاتا ہے، ظاہر و باطن میں بالکل سامنے ہُوہُو کا ذکر سنائی دیتا ہے، اے باہُو فقیر انہیں کا نام ہے جن کی قبر زندہ رہتی ہے (ذکر الٰہی سے جسم زندہ رہتا ہے)"۔

جے کر دین علم وچہ ہوندا سر نوک نیزے کیوں چڑھدے ہُو
اٹھاراں ہزار جو عالم آہا اوہ اگے حسینؓ دے مردے ہُو
جے کجھ ملاحظہ سرورؐ دا کردے تاں خیمے تنبو کیوں سڑدے ہُو
جے کر مندے بیعت رسولؐ تاں پانی بند کیوں کردے ہُو
ثابت دین تہاندے باہُو جہڑے سر قربانی کردے ہُو

"اگر دین علم میں ہی ہوتا تو (شہدائے کربلا کے) سر نوک نیزہ پر کیوں بلند ہوتے، اس وقت جو اٹھارہ ہزار علمائے دین تھے وہ امام حسینؓ سے پہلے جان دیتے، اگر یزیدی فوج کو حضور نبی کریمؐ کا کچھ پاس ولحاظ ہوتا تو پھر آل رسولؐ کے خیموں کو آگ نہ لگاتے، اگر انہوں نے رسولؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ہوتی تو پھر اہلبیتؓ پر پانی بند نہ کرتے، اے باہُو انہی کا دین کامل ہوتا ہے جو اپنا سر راہ حق میں قربان کر دیتے ہیں"۔

Marfat.com

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہُو

وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ مہانے ہُو

چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگن تانے ہُو

جو دل دا محرم ہووے باہُو سوئیو رب پچھانے ہُو

"دل ایسے دریا ہوتے ہیں جو سمندر سے بھی گہرے ہوتے ہیں اسلیئے دلوں کی باتیں کون جانتا ہے ، اندر ہی بیڑے، جھگڑے اور ملاح ہوتے ہیں، دل کے اندر چودہ طبق خیمے کی طرح تنے ہوتے ہیں، اے باہُو! جو اپنے دل کو پہچان لیتا ہے وہی رب کو پہچانتا ہے"۔

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہُو

جتھے کلمہ دل دا پڑھیئے اوتھے جیبھ ملے نہ ڈھوئی ہُو

دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کیہ جانن یار گلوئی ہُو

کلمہ یار پڑھایا باہُو میں سدا سہاگن ہوئی ہُو

"زبان سے کلمہ تو ہر کوئی پڑھ لیتا ہے لیکن دل سے کلمہ کوئی کوئی پڑھتا ہے، جہاں دل سے کلمہ پڑھا جاتا ہے وہاں زبان کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ دل کا کلمہ عاشق پڑھتے ہیں۔ یہ بات اہل قال کیا جانتے ہیں۔ اے باہُو! مجھے میرے دوست (مرشد) نے ایسا کلمہ پڑھا دیا ہے جس نے مجھے سدا بہار کر دیا ہے"۔

زاہد زُہد کریندے تھکے روزے نفل نمازاں ہُو

عاشق غرق ہوئے وچہ وحدت اللہ نال محبت رازاں ہُو

جہڑی مکھی قید شہد وچہ ہوئی کیہ اُڈسی نال شہبازاں ہُو

جنہاں مجلس نال نبیؐ دے باہُو اوہ صاحب راز نیازاں ہُو

"زاہد لوگ عبادات کر کے تھک گئے، روزے رکھتے رہے، نوافل ادا کرتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے لیکن عاشق لوگ وحدت میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف رہے، جو مکھی شہد کی

Marfat.com

قید میں رہے وہ شہباز کے ساتھ کیسے اڑ سکتی ہے، جو نبی کریم کی مجلس میں شریک ہو جاتے ہیں وہ صاحب راز و نیاز ہو جاتے ہیں"۔

طالب بن کے طالب ہوویں اوسے نوں پیا گانویں ہُو
سچا لڑہادی دا پھڑ کے اوہو توں ہو جاویں ہُو
کلمے دا توں ذکر کماویں کلمے نال نہاویں ہُو
اللہ تینوں پاک کریسی باہُو اوسے دا ہو جاویں ہُو

"اللہ کی طلب میں مرشد کا طالب ہو کر اسی کے گن گانا شروع کر دے، مرشد کا سچا دامن پکڑ کر اسی کا ہو جا، کلمے کا ذکر کرتا رہ اور اسی سے غسل کر، اے باہُو اللہ تعالیٰ تجھے پاک کر دے گا، تو اسی کا ہو جا"۔

عشق اساں نوں لسیاں جاتا کر کر آوے دھائی ہُو
جتول ویکھاں مینوں عشق دسیوے خالی جگہ نہ کائی ہُو
مرشد کامل ایسا ملیا جس دل دی تاکی لاہی ہُو
میں قربان مرشد توں باہُو جس دسیا بھیت الٰہی ہُو

"عشق نے ہمیں کمزور سمجھ لیا اور بار بار ہم پر چڑھائی کرتا ہوا آنے لگا، میں جس طرف دیکھتا ہوں مجھے عشق ہی نظر آتا ہے، مجھے ایسا مرشد کامل ملا جس نے میرے دل کی کھڑکی کھول دی، میں اپنے مرشد پر قربان جاؤں جس نے مجھے راز الٰہی سے آشنا کیا"۔

غوث قطب سب اُرے اریرے عاشق جان اگیرے ہُو
جہڑی منزل عاشق پہنچے اوتھے غوث نہ پاندے پھیرے ہُو
عاشق وچ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہُو
میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہُو

Marfat.com

''سب غوث اور قطب نزدیکی مقامات پر ہی ہیں جبکہ عاشق آگے نکل جاتے ہیں، جس منزل پر عاشق جا پہنچے غوث نہیں پہنچ سکتے، عاشق ہر وقت قرب الٰہی میں ہوتے ہیں، جن کے مقام لامکان میں ہوتے ہیں، اے باہو میں ان کے قربان جاؤں جنہوں نے اپنی ذات کو ذات الٰہی میں فنا کر دیا ہے''۔

نہ میں عالم نہ میں فاضل نہ مفتی نہ قاضی ھُو
نہ دل میرا دوزخ منگے نہ شوق بہشتی راضی ھُو
نہ میں تریہے روزے رکھے نہ میں پاک نمازی ھُو
باجھ وصال اللہ دے باھو سب دنیا کوڑی بازی ھُو

''میں عالم یا فاضل اور نہ ہی مفتی یا قاضی ہوں یہی وجہ ہے کہ میرے دل کو نہ دوزخ کی طلب ہے اور نہ جنت میں جانے کا شوق ہے، میں نے کبھی تیس روزے (ریاکاروں کی طرح) نہیں رکھے اور نہ ہی میں نے (دکھاوے کی خاطر) نماز پڑھی ہے، اے باہو اللہ تعالیٰ کے وصال کے بغیر یہ سب دنیا جھوٹ اور فریب ہے''۔

نہیں فقیری جلیاں مارن سُتیاں لوگ جگاون ھُو
نہیں فقیری وہندیاں ندیاں سُکیاں پار لگاون ھُو
نہیں فقیری وچ ہوا دے مصلے پا ٹھہراون ھُو
نام فقیر تنہاندا باھُو جہڑے دل وچ دوست لکاون ھُو

''ناچ کود کر سوئے ہوئے لوگوں کو جگانا فقیری نہیں اور نہ بہتی ہوئی ندیوں سے خشک پاؤں گزار دینا فقیری ہے، ہوا میں مصلے ڈال کر انہیں کھڑا کر دینا بھی فقیری نہیں، فقیر تو وہ کہلانے کا حقدار ہے جس نے دل کو دوست (اللہ تعالیٰ) کی آماجگاہ بنالیا ہے''

Marfat.com

ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ہُو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمیں میل اتاری ہُو
کلمہ ہیرے ، لعل ، جواہر ، کلمہ ہٹ پساری ہُو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں باہو کلمہ دولت ساری ہُو

''دل پر کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی ، بس کلمہ کارگر ہوتا ہے ، کلمہ دل کا زنگار دور کر کے میل کچیل اتار دیتا ہے ، کلمہ ، ہیرے ، لعل ، جواہر پنساری کی دوکان ہے اے باہو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کلمہ ہی ساری دولت ہے''۔

یار یگانہ ملسی تینوں جے سردی بازی لائیں ہُو
عشق اللہ وچ ہو مستانہ ہُو ہُو سدا الائیں ہُو
نال تصور اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ہُو
ذاتے نال جاں ذاتی رلیا تد باہو نام سدائیں ہُو

''تجھے محبوب یکتا سر قربان کر کے ہی ملے گا ، اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست ہو کر ہر وقت ہُو ہُو پکارتا رہ ، اسم الٰہی کے تصور سے اپنے سانس کو پابند کر لے ، جب اپنی ذات کو اس کی ذات میں فنا کر دو تب باہو کہلاتا''۔

فرمودات

○ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات میں گھڑیاں بھی چوبیس ہوتی ہیں ، دن رات میں انسان کم وبیش چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے ، جب فقیر صدق دل سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہے تو کلمہ کے ہر حرف کے بدلے میں اس کے ہر گھڑی کے گناہ اسطرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن سے آگ ، کلمہ طیبہ کے صدق دل سے پڑھنے کی وجہ سے اس پر ہر حرف کے بدلے ایک ہزار علم منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار عمل جو کہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتے ہیں۔

Marfat.com

○ ہمیں کفر اور اسلام کے درمیان امتیاز اور فرق اس وقت سمجھ میں آیا جب کلمہ ہمارے جسم و جان میں بس گیا اور اپنا رنگ اور اثر ہم پر ظاہر کیا کلمہ تو تمام مسلمان پڑھتے ہیں لیکن مرد مومن کے کلمہ پڑھنے کا ڈھنگ نرالا ہوتا ہے اور اس کے کلمے کے اثرات عوام الناس پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

○ عارفِ حق کی علامت یہ ہے کہ وہ تمام دنیاوی امور کو ترک کر دیتا ہے عارف کی دو نشانیاں ہوتی ہیں اول تو اس کی زبان فضول کلام سے بند رہتی ہے دوم یہ کہ ہمیشہ اسرار مع اللہ میں مگن رہتا ہے۔

○ اعلیٰ درجے کے فقر کی سات اقسام ہیں۔(۱) اس کا لباس تقلیدی نہیں ہوتا بلکہ توحیدی ہوتا ہے۔(۲) اگر مٹھی بھر غلہ بھی اس کے پاس ہو تو وہ صدقہ کر دیتا ہے۔ (۳) صاحبِ نظر ہوتا ہے۔ (۴) شریعت کا پابند ہوتا ہے۔ (۵) اگر خود محتاج بھی ہو تو طالبوں کو عطا کرتا ہے۔ (۶) ثابت قدم اور راست گو ہوتا ہے۔ (۷) اگر کوئی مجلس میں آئے تو اللہ کی معرفت اور مجلس نبویؐ کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر کوئی نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح بے نیاز ہوتا ہے۔

علماء میں کثرتِ مطالعہ سے جلالیت پیدا ہو جاتی ہے اور فقیر کو ذکر اسم ذات اللہ سے معرفتِ الٰہی کا نور حاصل ہوتا ہے اس کی باطن کی بینائی تیز ہو جاتی ہے جو شخص غیظ و غضب کی حالت کو چھوڑ دیتا ہے وہ نور الٰہی کو پالیتا ہے۔علماء لوگ صرف کتابیں پڑھ کر ان کا بیان کرتے ہیں جبکہ فقیر ذات الٰہی میں غرق ہو کر عشق حقیقی کی منازل طے کرتا ہے اور اس پر اسم ذات اللہ کے تمام راز منکشف ہو جاتے ہیں اور ایک دائمی نعمت اس کے ہاتھ آ جاتی ہے۔

○ بعض بزرگان دین اور مصنفین کی تصانیف الہامی ہیں لیکن اس فقیر کو مقام الہام سے بالا محض اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کے نور سے القائے کلام ہوا۔

○ علم حقیقی وہی ہے جس سے معرفت الٰہی حاصل ہو اور انسان حیوانیات کے دائرے سے نکل کر انسانیت کے درجے میں پہنچے اور اس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جائے۔

○ جوان مرد وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے کی جستجو نہیں کرتے ، نہ انہیں دنیا اور اس کی زیب و زینت کی خواہش، نہ حور نہ جنت و بہشت کی تمنا ہوتی ہے، وہ تو صرف طالب الٰہی ہوتے ہیں۔
یاد رکھیں کہ عالم کی نظر حروف و سطور پر ہوتی ہے جبکہ فقیر کی نظر معرفت و حضور پر۔علماء اہلِ شعور

Marfat.com

وفہم جبکہ فقراء اہلِ حضورووہم ہوتے ہیں۔

o درویش کے لیئے لازم ہے کہ وہ رات کو اپنے دوستوں، گھر والوں سے جدا ہو کر تنہائی میں ہر رات کولیلۃ القدر بنا کر اللہ تعالیٰ سے خلوت بنائے تاکہ راز و نیاز کی باتیں ہو سکیں۔

وصال مبارک

آپؒ نے یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ ہجری بمطابق 1491ء بروز جمعرات اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں 63 برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ کو شورکوٹ کے نزدیک دریائے چناب کے کنارے قلعہ مہرگان میں دفن کیا گیا، یہ آپ کا پہلا مزار مبارک تھا جہاں پر آپ تقریباً ستر برس تک مدفون رہے۔

جب ایک سال دریائے چناب میں طغیانی آئی تو خادمین نے دیگر خلفاء وفقراء کے صندوق وہاں سے نکال لیئے لیکن آپ کا صندوق نہ مل سکا جس سے وہ بہت پریشان ہوئے۔ پھر سلطان باہوؒ نے اپنے ایک مرید کو خواب میں حکم دیا کہ تم سب مطمئن رہو، کل صبح ایک شخص آئے گا وہی آ کر ہمارا صندوق نکالے گا اور اس دوران دریا غلبہ نہ پا سکے گا، چنانچہ صبح ہوتے ہی ایک نقاب پوش شخص نمودار ہوا اور بلا تامل آپ کا صندوق نکال دیا۔ ہزاروں لوگ وہاں اکٹھے ہو گئے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جب صندوق کھولا گیا تو ایک عجیب سی خوشبو میلوں دور تک پھیل گئی جس سے حاضرین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی، دریا کی طغیانی سے صرف غربی سمت محفوظ تھی جہاں پر جنگل تھا اور اس میں ایک حویلی تھی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھے گا وہ بے ہوش ہو جائے گا، آپ نے اپنے ایک مرید کو اشارۃً حکم دیا کہ صندوق کو اس حویلی میں دفن کر دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ۱۱۸۰ ہجری میں آپ کا مزار مبارک تعمیر کیا گیا۔

1336 ہجری میں جب سلطان نور احمدؒ سجادہ نشین تھے ایک مرتبہ پھر دریا طغیانی کی زد میں آ گیا، اردگرد کے دوسرے صندوق تو مل گئے لیکن آپ کا صندوق نہ مل سکا، حاضرین بہت پریشان ہوئے آپ سلطان نور احمدؒ کے خواب میں تشریف لائے اور انہیں تسلی دی، اگلی صبح دوبارہ اس جگہ کو کھودا گیا تو خوشبو کے تیز جھلکے آنا شروع ہو گئے، سلطان صاحبؒ نے بمشکل صندوق باہر نکالا اور ایک میل کے فاصلے پر مزار

Marfat.com

شریف بنا کر وہاں آپ کو دفن کر دیا گیا، مزار مبارک آج بھی مرجعِ خلائق ہے۔ وصال کے بعد بھی آپ کے روحانی فیض کا سلسلہ جاری ہے اور عقیدت مند آپ کے مزار پر حاضر ہو کر گوہرِ مراد حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

ولادت باسعادت:۔

حضرت شاہ عبداللطیفؒ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے تاہم معتبر حوالوں سے تاریخ ولادت یکم رجب ۱۱۰۲ ہجری 1690ء ہے۔

والد ماجد:۔

سید حبیبؒ علاقہ کے نامور باکردار اور پاکیزہ انسان تھے۔ تین شادیاں کیں مگر اولاد سے محروم رہے۔ عبداللطیف نامی ایک درویش سے دعا کی درخواست کی انہوں نے فرمایا ''خدا نے چاہا تو ایسا بیٹا ہو گا جو یکتائے روزگار ہوگا اور میری خواہش ہے کہ آپ اس کا نام میرے نام پر رکھیئے گا''۔

اس دعا کے نتیجے میں پہلی بیوی کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللطیف رکھا گیا۔ پھر دوسری بیوی کے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام بھی عبداللطیف ہی رکھا گیا اور یہی بچہ درویش کی دعا ثابت ہوا۔

خاندانی پس منظر:۔

حضرت شاہ عبداللطیفؒ خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ 1398ء میں جب امیر تیمور ہرات (افغانستان) آیا تو آپؒ کے خاندان کے ایک بزرگ ''سید میر علی'' نے اس کی بہت خاطر مدارت کی۔ امیر تیمور ان کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا اور سید میر علی اور ان کے دو بیٹوں کو اپنا مصاحب بنا کر ہندوستان لے آیا۔ ایک بیٹے کو سندھ میں سیوہن کا حاکم مقرر کر دیا۔

Marfat.com

دوسرے بیٹے حیدر شاہ سندھ میں "ہالا" کے علاقہ کے شاہ محمد زمیندار کے مہمان ہوئے، اوراس کے ساتھ ان کا رشتہ خلوص ومحبت قائم ہوگیا۔ زمیندار نے ان کی شخصیت سے متاثر ہوکر اپنی بیٹی "فاطمہ" کا عقد ان سے کردیا۔ سید حیدر شاہ تین سال تک ہالا میں رہے۔ پھرانہیں اپنے والد کی وفات کی خبر ملی تو وہ ہرات واپس چلے گئے، جہاں وہ تین سال تک قیام کرنے کے بعد خالق حقیقی سے جاملے۔

جس وقت سید حیدر شاہ ہالا سے ہرات جارہے تھے تو اپنی زوجہ کو وصیت فرما گئے کہ میرے جانے کے بعد اگر بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام میر علی رکھنا اور اگر بیٹی پیدا ہوئی تو اس کا نام فاطمہ رکھ دینا۔ ان کے ہاں قدرت نے لڑکا عطا فرمایا، اسلیئے اس کا نام انہوں نے میر علی رکھ دیا انہی میر علی کے خاندان میں باکمال بزرگ پیدا ہوئے، مثلاً شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، شاہ کریم، سید ہاشم اور سید جلال وغیرہ۔ شاہ عبداللطیف کی پیدائش کے کچھ دن بعد ان کے والد اپنے گاؤں "ہالا" کو چھوڑ کر "کوٹری" آکر رہنے لگے۔ یہ کوٹری وہ نہیں جو آج حیدر آباد سندھ کے قریب ہے بلکہ یہ کوٹری بھٹ شاہ سے پانچ کوس دور تھا۔

تحصیلِ علم:۔

آپؒ کے والد نے کوٹری میں اخوند نور محمد کی درس گاہ میں آپ کو بٹھا دیا اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی۔ کہتے ہیں کہ جب استاد نے روبرو بٹھا کر پہلا سبق دیا کہ پڑھو الف تو آپ نے بھی کہا الف، استاد نے کہا آگے پڑھو ب، آپ خاموش ہوگئے، استاد نے دوبارہ کہا کہ پڑھو ب تو آپ نے فرمایا کہ مجھے پہلے الف کو سمجھنے دیں اور الف سے آگے تو کچھ ہے ہی نہیں تو میں کیا پڑھوں؟ یہ کہہ کر مدرسے سے واپس آگئے۔ لیکن قدرت نے ان کے سینے کو جوہر علم سے پُر کردیا اور آپ علم لُدنی سے مالا مال ہوگئے، کچھ ماہرین کے نزدیک یہ روایت معتبر نہیں کیونکہ شاہ صاحب نہ صرف سندھی بلکہ عربی، فارسی، ہندی اور دیگر زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ ڈاکٹر ٹرمپ لکھتے ہیں کہ "شاہ صاحب کے پڑھے لکھے ہونے کا سب سے بڑا ثبوت تو خود ان کا مجموعۂ کلام ہے جس میں عربی، فارسی تک کو بڑی آسانی اور بڑے سلیقے سے استعمال کیا گیا ہے"۔ البتہ مقالات الشعراء کے مصنف میر علی شیر خان ٹھٹھوی جو آپ کے ہم عصر تھے، یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شاہ عبداللطیف اگرچہ اُمی تھے مگر ان کے دل پر جو لوح محفوظ تھی، تمام علوم عالم کو لکھ دیا گیا تھا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ شاہ صاحب نے مدرسوں میں تعلیم حاصل نہ کی ہو بلکہ اپنی ذاتی محنت اور لگن

Marfat.com

کے بل بوتے پر ظاہری و باطنی علوم پر دسترس حاصل کر لی ہو، بہر حال جو بھی صورت حال ہے ان کا جوہرِ سخن لازمی طور پر خداداد تھا اور وہ علومِ دینی و دنیوی سے بخوبی آگاہ تھے۔

عالمِ جوانی:۔

جب شاہ عبداللطیف ؒ کے والد بزرگوار سید شاہ حبیب ؒ کوٹری میں آکر رہے تو وہاں ان کے علم و عمل اور پاکبازی کا بڑا چرچا ہوا، وہاں مرزا مغل بیگ ارغوان ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر ان کے مرید بن گئے۔ایک بار مرزا مغل بیگ کی جوان بیٹی بیمار پڑگئی، اس نے سید شاہ حبیب ؒ کو ایک ملازم کے ہاتھ بلوا بھیجا، اتفاق سے وہ خود بیمار تھے۔اسلیئے انہوں نے اپنے جوان بیٹے شاہ عبداللطیف کو ملازم کے ساتھ روانہ کر دیا، جب شاہ صاحب کی نظر اس ماہ پیکر لڑکی پر پڑی تو آپ کے دل میں عشق مجازی کی آگ بھڑک اٹھی، جس کا مرزا مغل بیگ کو بھی علم ہو گیا اور اس نے بُرا محسوس کیا، آپ کے والد سید شاہ حبیب ؒ نے آپ کیلیئے اس لڑکی کا رشتہ مانگا لیکن مرزا نے انکار کر دیا، اس بات کا شاہ عبداللطیف کو بہت دکھ ہوا اور انہوں نے گھر بار چھوڑ کر دور دراز جنگلوں اور صحراؤں کا رخ کیا تین سال تک ویرانوں میں گھومتے رہے، آخر پھرتے پھراتے ٹھٹھہ جا پہنچے جہاں اس دور کے صوفی بزرگ حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹھوی سے ملاقات ہوئی جن کی صحبت میں رہ کر آپ کا دل عشق مجازی سے عشق حقیقی کی جانب مائل ہو گیا، اب آپ میں عرفان کی تڑپ، عبادت و ریاضت کا جذبہ، والدین اور انسانیت کی خدمت کی لگن پیدا ہو گئی، اس جذبے کے تحت وہ واپس گھر چلے آئے جس سے شاہ حبیب ؒ کو اس قدر خوشی ہوئی گویا دوبارہ زندگی مل گئی۔دوران سفر آپ کے پاس قرآن پاک، مثنوی مولانا روم اور آپ کے دادا حضرت شاہ کریم کے عارفانہ کلام کا مجموعہ "بیان العارفین" موجود ہوتے تھے جن کے مطالعہ نے ذہن و قلب کے دریچے کھول دیئے۔مختلف علاقوں کی سیاحت سے آپ کے مشاہدات میں بہت اضافہ ہوا۔

شاہ صاحب کی واپسی کو ابھی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ "دل" قوم کے سرکش افراد نے مرزا مغل بیگ کی حویلی پر ہلہ بول دیا اور تمام مردوں کو قتل کر دیا، صرف چھوٹے بچے اور عورتیں زندہ رہیں، انہوں نے اس تباہی کو سادات کی ناراضگی کا سبب جانا۔وہ سب حضرت شاہ حبیب ؒ کے پاس آکر معافی کے خواستگار ہوئے اور مرزا مغل بیگ کی بیٹی کو شاہ عبداللطیف کے نکاح میں دینے کی پیش کش کی، شاہ

Marfat.com

حبیبؒ نے مغل خواتین کو تسلی دی اور ان کی درخواست قبول کرلی، چنانچہ مرزا مغل بیگ کی بیٹی "سیدہ" کا نکاح حضرت شاہ لطیف سے کردیا گیا۔ سیدہ نہایت باسلیقہ اور عبادت گزار تھیں، مریدان باصفا انہیں تاج المخدرات (یعنی شریف عورتوں کی سردار) کے لقب سے پکارتے تھے۔

بھٹ شاہ میں قیام:

شادی کے بعد آپ نے کوٹری سے پانچ کوس کے فاصلے پر ایک پُر فضا غیر آباد جگہ کو اپنا مسکن بنا لیا، سندھی زبان میں بھٹ ٹیلے کو کہتے ہیں، چند ہی دنوں میں یہ چھوٹی سی بستی مرجع خاص و عام بن گئی۔ سینکڑوں مرید، سادھو، سنیاسی وغیرہ شاہ صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہونے لگے۔ 1731ء میں آپ کے والد گرامی حضرت شاہ حبیبؒ کا کوٹری میں انتقال ہوگیا، اسکے بعد شاہ صاحب کے خاندان کے تمام افراد بھٹ شاہ میں آکر آباد ہوگئے۔

چند سال بعد شاہ صاحب کو سیر و سیاحت اور حج و زیارات کا شوق پیدا ہوا اور گھر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ شوق پورا کیئے بغیر واپس لوٹ آئے اور بھٹ شاہ میں عبادت الٰہی اور صوفیانہ ریاضتوں میں مشغول ہوگئے۔ شعر و سخن اور گوشہ نشینی کو انہوں نے اپنا شعار بنالیا۔ آپ نے ظاہری طور پر کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، اسلیئے بیشتر صوفیاء ان کو اویسی طریقہ سے منسلک سمجھتے ہیں جس میں بیعت کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ آپ کسی فرقہ یا مسلک سے تعلق نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ نے ایک ہمہ گیر مسلک محبت کی بنیاد ڈالی جو ہر قسم کی فرقہ واریت، نفرت، تنگ نظری اور نفرت سے پاک ہے۔

آپ کی شاعری

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی نے سندھی شاعری اور موسیقی میں جو کمال حاصل کیا ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آیا انہوں نے عوامی زبان اور عوامی موسیقی کو اپنایا، آپ کا مجموعۂ کلام سُروں پر مشتمل ہے جس میں تقریباً 1822 ابیات اور 48 وائی (کافیاں) ہیں۔ آپ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ علم موسیقی پر بھی دسترس رکھتے تھے، آپ نے اس دور کے موسیقاروں سے اپنا کلام اس انداز سے گوایا کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود وہ انہی سُروں میں گایا جارہا ہے۔

آپ نے سسی پنوں، لیلیٰ چنیسر، مومل رانو، نوری جام تماچی، سوہنی میہار (مہینوال) اور عمر

Marfat.com

ماروی کی مشہور لوک داستانوں کو منظوم کرنے کے علاوہ غیر معروف داستانوں مثلاً مواڑ مانگھر مچھ، موکھی ماتارا، لاکھو پھلانی، دودو چیسر اور یونیا چراڑ جیسی داستانوں کو بھی قلمبند کیا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے واقعہ کربلا، ہیر رانجھا اور ڈھول ماروی کی داستانیں بھی خوب تحریر کی ہیں۔

آپ چونکہ وحدت الوجود کے قائل تھے، اسلیئے اپنی شاعری میں آپ نے جابجا اسے موضوع سخن بنایا ہے۔ حقیقت محمدیؐ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''انہیں عاشق کہو اور نہ معشوق، انہیں خالق کہو نہ مخلوق، یہ روحانی راز ایسے شخص کو بتاؤ جو عیب اور کوتاہیوں سے پاک ہو''۔ نظریہ وحدت الوجود سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''وہ خود ہی محبوب ہے اور خود ہی اپنا حسن دیکھ رہا ہے، وہ خود خوبصورت حسن پیش کرتا ہے اور خود اس کا عاشق ہو جاتا ہے''۔ آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ ''محل ایک ہے لیکن اس کے کئی دروازے اور کھڑکیاں ہیں، میں جس طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں، اس طرف وہی مالک سامنے نظر آتا ہے''۔

رئیس امروہوی اور چند دیگر شعراء نے آپ کے کچھ کلام کا اردو ترجمہ کیا ہے جس میں سے مختلف موضوعات کے تحت کچھ اشعار دیئے جا رہے ہیں۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے سندھی کلام کا اردو ترجمہ

حمدِ باری تعالیٰ

تیری ہی ذات اول و آخر — تو ہی قائم ہے اور تو ہی قدیم
ہر تمنا ہے تجھ سے وابستہ — تیرا ہی آسرا ہے رب کریم
کم ہے جتنی کریں تری توصیف — تو ہی اعلیٰ ہے اور تو ہی علیم
والیٔ شش جہات، واحد ذات — رازقِ کائنات، ربِّ رحیم
ابتدا ہے نہ انتہا کوئی — کیا لگائے ترا پتہ کوئی
بے شریک و عدیل، بے ہمتا — تجھ سا پایا نہ دوسرا کوئی

Marfat.com

حمد کروں میں رب کی　　جس کی نرالی شان
شکر بجا لاؤں میں کیسے　　اس کے کئی احسان
ظاہر باطن جانے وہ جو　　تجھ سے پائے گیان
یاد کرو تو یاد کرے وہ　　فرمائے قرآن
حمد لطیفؔ کرو جو رب کی　　دل میں امن امان

☆☆☆☆☆

نعت سرورِ کونین ﷺ

اگر ہو تیری رحمت کا اشارہ　　تو قعرِ آب بن جائے کنارا
تیرے قربان اے شاہِ مدینہ　　مجھے درکار ہے تیرا سہارا
اثر رکھتی ہے کچھ تو اسکی آواز　　محبت سے تجھے جس نے پکارا
مجھے عصیاں پہ ہے بے حد ندامت　　بھلا دینا نہ تُو مجھکو خدارا
اگر ہے عاشق شہرِ مدینہ　　تو اے سائل وہاں اس طرح جانا
بفرطِ شوق اپنے چشم و دل کو　　غبارِ منزلِ جاناں بنانا
نظر آئے تجلّے جب نُورِ احمدؐ　　تو اس کو اپنی رگ رگ میں سمانا
بری فکرِ جواں اب جلوہ گر ہے　　نیا اک عالمِ نا آفریدہ
انوکھی ایک شامِ نا شگفتہ　　نرالی ایک صبحِ نور میدہ
وہ دنیا جس کی پیشانی پہ تحریر　　محمدؐ کا پیامِ برگزیدہ
وہ دنیا جس کی روحِ آفرینش　　مساوات و اخوت کا عقیدہ
وہ دنیا جس کے مردانِ حق آگاہ　　مئے توحید کے لذت چشیدہ
وہ انسان علم و عرفاں میں جو یکتا　　وہ آدم آدمیت میں جو چیدہ
محمدؐ ہیں اسی دنیا کے بانی　　یہ ہے دنیائے اقدارِ جدیدہ

Marfat.com

اسی دنیا میں تو آ کر رہے ہیں — خدا کے بندگانِ برگزیدہ
زباں پر کس کا یا رب نام آیا — یکا یک ہو گیا دل آبدیدہ
محمدؐ حاملِ وحیِ الٰہی — محمدؐ حاملِ فکر و عقیدہ
جو ممدوحِ خدائے دو جہاں ہو — لکھوں تعریف میں اس کی قصیدہ
خموش اے میرے نُطقِ نا مرتب — خجل اے میری فکرِ نا رسیدہ
جمالِ مصطفیٰؐ میرا عقیدہ — شنیدہ ہے یہاں مانندِ دیدہ
تصور اسکی عظمت کا ہو کیونکر — تصور خود ہو جس کا آفریدہ
نظامِ فکر ہو یا نظمِ اخلاق — اسی صانع کے سب نقشِ کشیدہ
مثالی جس کا کردارِ گرامی — نمونہ جس کے اوصافِ حمیدہ
وہ جس کی شانِ وحدت شانِ توحید — وہ جس کا ہر نفس رُوحِ عقیدہ
وہ جس کے دامنِ الطاف میں ہے — ابھی تک رُوحِ انساں آرمیدہ
محمدؐ کا مقامِ ذات جانے — محمدؐ کا خدائے برگزیدہ
شریک اس کے مراتب میں نہیں ہے — کوئی مخلوق کوئی آفریدہ
میں اس مولاؐ کا عبدِ آستاں گیر — میں اس آقا کا صیدِ نارمیدہ
فقط اظہارِ عجزِ معرفت ہے — "لطیف" اس کی ثنا میں ہر قصیدہ

☆☆☆☆☆

ذکرِ حسین علیہ السلام

محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

یہی تقدیرِ یزداں تھی یہی سِرِّ مشیت تھا — مدینے اور کے میں بپا شورِ قیامت تھا
یہی فدیہ برائے بخششِ افرادِ ملت تھا — شہادت کربلا والوں کی کیا تھی؟ رمزِ قدرت تھا

Marfat.com

محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

مدینے سے گئے وہ کربلا کی قتل گاہوں میں وہ خونیں قتل گاہیں آج تک فریاد کرتی ہیں
حسینؑ قافلہ صحرا کی جن راہوں سے گزرا تھا وہ راہیں آج بھی اس قافلے کو یاد کرتی ہیں
وہ منظر پھر کہاں اہلِ مدینہ کو نظر آیا مدینے کا مسافر کب مدینے لوٹ کر آیا

محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

مجھے اے رنگ ریز اٹھ اور لباسِ ماتمی پہنا کہ ملبوسِ سیہ، اک آئینہ ہے جذبۂ غم کا
سیہ ملبوس پہنادے کہ ماتم دارِ مولاؑ ہوں نشاں ہے یہ شہیدانِ وفا کے رنج و ماتم کا

محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

شہادت کیا ہے، اک ورثہ محمدؐ کے گھرانے کا کوئی شکوہ نہ مولاؑ کو تھا اعداء کے ستانے کا
شہادت ان کو وجہِ ناز، وہ نازِ شہادت تھے نیا عنوان تھے وہ حق و باطل کے فسانے کا
شہیدِ عشق ہی واقف ہے اسرارِ شہادت سے وگرنہ کس کو آتا ہے سلیقہ سر کٹانے کا

محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

ہوئی جب رخصتِ اہلِ حرم شہرِ مدینہ سے فلک پر تیرگی، ماحول پر حسرت برستی تھی
رسول اللہؐ کے روضے میں تھا ماتم کا ہنگامہ سکوں کے واسطے خود فطرتِ عالم ترستی تھی

محرم آ گیا امت کے شہزادے نہیں آئے

یہ کیسی شبنم افشانی گماں ہے جن پہ اشکوں کا
بہار ایسی کہ گلزارِ امامت کو نہ راس آئی
یزید! آلِ نبیؐ سے ختم کر دے دشمنی اپنی
وگرنہ تیرا قسمت ہے بروزِ حشر رسوائی
نجانے کوفیانِ بے وفا کا حشر کیا ہو گا؟
کہ ایسی بے وفائی اور بخشش کے تمنائی

Marfat.com

شہیدِ کربلا کو خط لکھے ، کوفے میں بلوایا
مگر جب آگئے تو بے کسوں سے رزم آرائی

کبوترنامہ

وہ دشتِ بلا وہ غضب کا سماں
وہ مظلوم کا لاشۂ خونچکاں
نہ ہمدم ، نہ حامی نہ یاور کوئی
مگر اڑ کے آیا کبوتر کوئی
وہ سیدؑ کے لاشے سے رو کر اڑا
پر و بال خوں میں بھگو کر اڑا
چلا جانب روضۂ مصطفیٰؐ
وہی قاصدِ کشتۂ کربلا
پر و بال تھے خون میں تر بتر
کبوتر ، شہیدوں کا پیغام بر
فرشتے جہاں مائلِ اعتکاف
وہاں وہ کبوتر تھا محوِ طواف
نواسے کی درد آفریں موت کا
کبوتر نے ناناؐ کو پُرسہ دیا
حسینؑ ! اے خوشا نام نامی ترا
کبوتر تھا پہلا پیامی ترا

عرفان

فوقیت اس کو دوسروں پہ ملی
اپنی ہستی کو جس نے پہچانا
جس نے اس قادرِ حقیقی کو
وحدہٗ لا شریک گردانا

وحدہٗ لا شریک کا سودا
فکرِ سُود وزیاں سے برتر ہے
کاش وہ تشنگی ملے تجھکو
جس کا انعام حوضِ کوثر ہے

Marfat.com

کبھی وحدت کی تنہائی میں کثرت　　کبھی کثرت کے ہنگاموں میں وحدت
مگر ان سارے ہنگاموں کی تہہ میں　　بس اک محبوب ہے اور اس کی صورت

یہ دنیا ہے کہ ہے آئینہ خانہ　　حقیقت ایک ، باقی سب فسانہ
کئی رانے ہیں لیکن میرا رانا　　بہر انداز یکتائے زمانہ

مٹا دیتی ہے زنگارِ کدورت
محبت کی نگاہِ محرمانہ

جس نے چرخے کی گردشوں ہی کو　　قابلِ اعتبار گردانا
وہ سکھی ہے نجات سے محروم　　اس کی تقدیر میں ہے پچھتانا

اسے ہو کاتنے سے فائدہ خاک　　سمجھ میں سوت ہی جس کی نہ آیا
کوئی آساں نہیں چرخہ چلانا　　بجز بے تابیٔ دل کچھ نہ پایا

جسم تسبیح اور دل موتی　　نیند ان کیلئے عبادت ہے
وحدہٗ لا شریک کی خاطر　　جن کی رگ رگ میں سازِ وحدت ہے
مشغلہ جن کا آہ وزاری ہے　　میں نے ان جوگیوں سے پیار کیا
ان کی دلکش قیام گاہوں نے　　دیدہ و دل کو بے قرار کیا

مجھ کو بیراگیوں کی صُحبت نے
مائلِ عجز و انکسار کیا

ابتدا جذبِ شوق و ذوقِ طلب　　انتہا وصلِ شاہد و مشہود
ان پہ طاری ہے عالمِ لاہوت　　مل گئی ان کو منزلِ مقصود

فکرِ مشکیزہ تک نہیں پھر بھی　　اپنے دل کی لگن بجھاتے ہیں
یہ بھنور کیا ڈبوئیں گے ان کو　　خود بھنور جن میں ڈوب جاتے ہیں

Marfat.com

کون جانے کہ یہ روشِ جوگی　　کس لیئے اختیار کرتے ہیں
کفر و ایماں سے ہو کے بیگانہ　　ذاتِ واحد سے پیار کرتے ہیں
ذکرِ جنت نہ فکرِ دوزخ ہے
خواہشِ وصلِ یار کرتے ہیں

ڈوب اپنے ضمیر کے اندر　　صُحبتِ دیگراں سے کیا حاصل
اے تمنائے جلوۂ جاناں　　صرف آہ و فغاں سے کیا حاصل
مسلکِ عشق ، شانِ درویشی
کروٗ فرِ جہاں سے کیا حاصل

ایک گمنام گوشہ گیر تھا میں　　لیکن اے جانِ جاں ترا دستور
سندھ تو سندھ ساری دنیا میں　　کر دیا مجھ کو عشق نے مشہور

محبت میں اسی کی جیت ہوگی　　جو ہارے اور ہار اپنی نہ مانے
اجل کی گود یا آغوشِ جاناں　　حقیقت ایک ، باقی سب فسانے
اشاروں پر کسی پردہ نشیں کے
یونہی بنتے ، بگڑتے ہیں زمانے

روئے زیبا دکھا گیا کوئی　　مست و بے خود بنا گیا کوئی
مٹ گیا فرقِ سبحہ و زُنار　　دام ایسا بچھا گیا کوئی
کل سرِ شام چاندنی کی طرح　　بزمِ گیتی پہ چھا گیا کوئی
ہائے وہ رنگ روپ وہ سج دھج　　کتنے جلوے دکھا گیا کوئی
کل بدل کر بھکاریوں کا بھیس
گنجِ عرفاں لٹا گیا کوئی

کھڑا ہے ریت پر یہ قصرِ ہستی　　عبث اس قصرِ ہستی پر ہے نازاں

Marfat.com

عروسی پیرہن ہے آج جس کا — وہی کل ساکنِ گورِ غریباں

تو نے کاتا ہو کتنا ہی باریک — دل دغا باز ہے تو لا حاصل
جس کا اک تار بھی نہ لے کوئی — سوت وہ کاتنے سے کیا حاصل

کنوئیں میں جس طرح پانی کے سوتے — ملے رہتے ہیں ریگِ تہہ نشیں سے
یونہی وابستہ ہے گویا مرا دل — کسی نا دیدہ دلدارِ حسیں سے

رزق تیرا وہیں تو ہے اے ہنس — بحر کی تہہ میں کیوں نہیں جاتا
زیرِ گرداب ہے جہاں تیرا — ان کناروں سے تیرا کیا ناتا

خود پرستوں سے دور ہی رہنا — دل اگر مائلِ حقیقت ہے
وسعتِ بحر ہے ترا مقصود — ان کناروں سے کیوں محبت ہے
طالبوں جیسی بات پیدا کر
بس یہی شرطِ محرمیت ہے

اولیاء اللہ

عشق جن کا خدارسیدہ ہے — میں نے ان عاشقوں کو دیکھا ہے
ان کے اسرار کیا بتائے کوئی — جن کے سرِّ دروں پہ پردہ ہے
جن کو دیکھا ہے میں نے محوِ شہود — ان کی صحبت عجیب صُحبت ہے
ان کے ساتھ ایک شب بسر ہو جائے — وصلِ جاناں جنہیں ودیعت ہے
موج وطوفاں سے پار کرتے ہیں
قرب ان کا بہت غنیمت ہے

رہرووں کا ہجوم گھبرا کر — لوٹ آیا رہِ حقیقت سے
طے کیئے جا رہے ہیں دیوانے — جادۂ دوست کو عقیدت سے

Marfat.com

ان کو فکرِ تعینات نہیں
آشنا ہیں رموزِ وحدت سے

ایسے لوگوں سے دور رہنا تم
جن کا مسلک دروغ گوئی ہو
بیٹھ ایسوں میں جن کی صحبت میں
حسن و حق کے سوا نہ کوئی ہو

گندے پانی سے دور رہتے ہیں
وہ حقیقت شناس فرزانے
جن کو مرغوب صرف موتی ہیں
کیا ہیں یہ ہنس، کوئی کیا جانے

جھیل اور نیلوفر کے پھولوں کو
چھوڑ کر کیوں ادھر کو جاتے ہیں
دور جنگل میں جا کے یہ بھنورے
راز اپنا کسے بتاتے ہیں

جھیل زاغ و زغن سے ہے ناپاک
شور یہ بدقماش کرتے ہیں
ہنس تو سر جھکائے پانی میں
صرف موتی تلاش کرتے ہیں
صاف ستھرے ہیں کس قدر یہ ہنس
کیوں انہیں دیکھ کر نہ آئے پیار
رات جس جھیل پر وہ آئے تھے
ہو گئی ہے وہ جھیل خوشبودار

کیا کہوں رمزِ صاحبِ عرفاں
کوئی اس کے رموز کیا جانے
اپنی ہستی سے جنگ ہو جس کی
دشمنوں کو جو دوست گردانے

مردِ عارف وجودِ خاکی کو
کسوتِ آئینہ بناتا ہے
پھر اسی آئینہ میں خود محبوب
اپنا جلوہ انہیں دکھاتا ہے

دل کی آنکھیں جو کھول کر دیکھے
رو برو اس کے جلوہ گر دیکھے
پھر نہ کہلائے تُو کبھی مشرک
ہر طرف حُسن معتبر دیکھے

جس کو گرداب راس آجائے
ہر کنارا اسے کھٹکتا ہے

Marfat.com

اپنے ہی دل میں دیکھ لے اسکو — کس لیئے جا بجا بھٹکتا ہے

آئینہ ہے اسی کا ہر انسان — لیکن اس کو غلام کیا جانیں
جو ہیں خاصانِ حق فنا فی اللہ — وہ انا الحق کا مدعا جانیں

زحمتِ انتظار سے چھوٹے — دُور ہر ایک اضطراب ہوا
جن کی آنکھوں میں بس گیا پیارا — خواب ان کے لئے ثواب ہوا

ان کے ناقوس کی صداؤں نے — بارہا مجھ کو اشکبار کیا
مجھ کو بیراگیوں کی صُحبت نے — مائلِ عجز و انکسار کیا

ہر خودی کو مٹا کے بیراگی — منہ کسی اور سمت موڑ گئے
عشق کی وسعتوں میں گم ہو کر — رشتۂ آب و گل کو توڑ گئے
اپنی پر کیف گوشہ گیری کا — سلسلہ میرے دل سے جوڑ گئے

کون جانے وہ میرے دل آرام
کیوں مجھے بے قرار چھوڑ گئے

اپنے سوز و گداز کا عالم — جانے کیوں خلق سے چھپاتے ہیں
کوچۂ شوق کی گدائی میں — مدعائے حیات پاتے ہیں

یہ خدا دوست اپنے تن من کو
آتشِ عشق میں جلاتے ہیں

خلوتِ شب نے دیدۂ دل کو — حُسنِ باطن کی دل کشی بخشی
ہائے وہ دل کا مُرشدِ کامل — جس نے پرسوز زندگی بخشی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

غزلیات

اگر اس ہوت کا دیدار ہوتا
تمہیں بھی اس سے سکھیو پیار ہوتا
تمہارے دل میں بھی کچھ داغ ابھرتے
تمہارا دل بھی لالہ زار ہوتا
مری بربادیوں پر یوں نہ ہنستیں
اگر تم کو بھی یہ آزار ہوتا
تمہارے سر سے بھی اے خوش نصیبو
گریزاں سایۂ دیوار ہوتا
تمہارا قلب بھی راہِ وفا میں
غم و آلام سے دوچار ہوتا
دلوں میں آرزوئے دید ہوتی
لبوں پر ذکرِ حُسنِ یار ہوتا
اگر ہوتا وہ نظارہ میسر
طلسمِ ماسوا بے کار ہوتا

اگر سودائے قُرب دوستاں ہے
یہ اشکوں کی روانی رائیگاں ہے
تحمل شرطِ اول ، صبر لازم
عبث یہ شورشِ آہ و فغاں ہے
دلِ پرخوں کی حالت ہو نہ ظاہر
کہ رازِ عشق سِرِّ دلبراں ہے

راس آئی نہ یہ بہار مجھے
کر گیا کوئی بے قرار مجھے
یہ نہ جانا کہ میری پُر کاری
کر رہی ہے ذلیل و خوار مجھے
ڈس گیا مارِ آستیں بن کر
ہائے یہ موتیوں کا ہار مجھے
ہنس رہا ہے زمانۂ بے درد
دیکھ کر آج اشکبار مجھے

پھر جاگ اٹھی ہے دل میں کسی بے وفا کی یاد
یادش بخیر پیکرِ مہرو وفا کی یاد
بے گانۂ بہار رہا نخلِ آرزو
اس پر بھی ہے لطیفؔ کے دل میں خدا کی یاد

Marfat.com

تائب ہوں آپ نامۂ اعمال دیکھ کر
اے بے کسی مجھے نہ دلا اب خطا کی یاد
اے چشمِ شوق پیشِ نظر حُسنِ دوست ہے
اے دل، حرام تجھ پہ ہے اب ماسوا کی یاد

سایۂ زلفِ یار نے مارا
عارضِ آبدار نے مارا
کر کے بے خود بہ اہتمامِ وفا
اک سلیقہ شعار نے مارا
ہائے یہ رات تیرہ و تنہا
یادِ گیسوئے یار نے مارا
سر بہ سر دردِ لا دوا بن کر
خود مرے حالِ زار نے مارا
مرگِ عاشق نہیں شہادت ہے
مطمئن ہوں کہ پیار نے مارا

چند ابیات کا اردو ترجمہ

اب شاہ صاحبؒ کے چند سندھی ابیات اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:۔

اوّل اللّٰه علیم، اعلیٰ عالم جوڌیی
قادر پنهن جی قدرت سین، قائم آھ قدیم
والیی، واحد ،وحده، رزاق، ربا الرحیم
سو ساراه سچو ڏیی، چئیی حمد حکیم
کری پاٹ کریم، جو رون جور جهان جون

"پہلا نام اللہ کا جو سب کچھ جاننے والا، سب سے بڑا اور سارے جہاں کا مالک ہے، وہ طاقتور اپنی ہی طاقت سے اول سے موجود ہے اور سب سے قدیم ہے، وہ جہاں کا مالک ہے اور سب کی پرورش کرنے والا اور رحمدل ہے اس سچے رب کی تعریف کر اور اس حکمت والے کی تعریف کر، اس شفقت والے نے اپنی کاریگری سے یہ سارا جہان بنایا ہے"۔

وَحدہٗ لاشریکَ لَہٗ ، جان تو چئین اِئین

Marfat.com

تان میح محمد کارڻيی ، نرنون منهنجان نينهن

تان تون وجيو کئيں نائين سر پين کی

"جب کہتے ہو کہ (اللہ تعالٰی) اکیلا ہے اور کوئی بھی اس کا شریک نہیں تو صرف اتنا کہنا کافی نہیں،

تمہارے لیئے لازم ہے کہ تم عشق ومحبت سے اس بات کا اقرار کرو کہ محمدؐ ہی کیلئے یہ جہان پیدا کیا گیا"۔

ایک قصردرناک، کوڙين کٹس گرکيون

جيدانهن کريان پرک، تيندانهن صاحب ساهون

"محل ایک ہے لیکن اس کے کئی دروازے اور کھڑکیاں ہیں، میں جس طرف نظر اُٹھا کر دیکھتا ہوں، اسی طرف وہی مالک سامنے نظر آتا ہے"۔

سريی آه سينگار ، عاشق جو

مڙٺ موتٺ ميٺهو، ٿيا نظاری نروان

کسٹڻ جو قرار، اصل عاشقين کيی

"عاشق وہی ہیں جو دار پر چڑھتے ہیں اور یہی بات ان کو زیب دیتی ہے، پھانسی سے کنارہ کرنا وہاں سے واپس لوٹنا ان کیلئے ایک عیب ہے وہ علی الاعلان شہادت کے طلب گار ہیں، انہوں نے اول سے ہی اپنا سر قربان کرنے کا عہد کیا تھا"۔

اگيان اذمٿ ، پوين سر سنبهاهيا

کاٹ پوين قبول مر، مُچٹن پائين گهٹ

مٺا مهاين جا، پياً نه ڙسين پٺ

کلالکی هت ، کسس جو کوپ و هيی

"جو لوگ سب سے آگے ہیں ان کے سر کٹنے کیلئے تیار ہیں اور جو پیچھے کھڑے ہیں وہ اپنا سر قربان کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، تم اپنا سر قربان کرو گے، جو لوگ اس راہ میں قربان ہو گئے کیا ان کے

Marfat.com

سرنہیں دیکھ رہے ہو؟ شراب کی دوکان پر قتل عام کا سلسلہ جاری ہے"۔

سالینم سدائین کریں مٹی سند سکار
دوست ٹون دلدار عالم سپ آباد کریں

"اے میرے مالک تو سندھ کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھ، چونکہ تو ہر ایک کا دوست اور دلدار ہے ،اسلیئے نہ صرف سندھ کو بلکہ پوری دنیا کو آباد کر"۔

سا رنگ ، سار لھیج ،اللہ لگ احیین جیی
پاڻيي پوج پتی مِ ارزاں اَن کریج
وطن وسائیج ، ته سنگھارن سک شئیی

"اے بادل! تو خدا کے واسطے پیاسوں کو یاد فرما بیابانوں میں پانی کی زیادتی ہو اور اناج بھی ارزاں ہو۔تو اس وطن کو سرسبز کرتا کہ مویشی پالنے والے لوگوں کے لیئے عیش و راحت کا سامان مہیا ہو"۔

ویھ مَ منتد پبنییورم کرکو واکووس
لیڑن جو لطف چبی، ذونگر ژینڈڑس
پتھون اجنتیی پس، سر پرر ژھیی سستیی

" اے ناتوان عورت تو بھنبھور میں مت بیٹھ اور کچھ حیلہ سازی سے بھی کام لے لطیف کہتا ہے کہ خود یہ اونچے پہاڑ ہی تجھے اونٹوں کی منزل کا سراغ بتائیں گے،اے سسّی !تو اس منزل میں سر کے بل رینگتی ہوئی چل اور اپنے پیارے پنّوں کو چل کر دیکھ۔

اکر پڑھ الف ، ورق سپ وسار
اندر تون اُجار، پناپڑ ھندین کیترا

"ایک ہی حرف الف کا پڑھ اور باقی ورق بھول جا تو اپنے باطن کو صاف کر،تو کتنے ورق اور پڑھے گا۔

مَریی جی ۶ مائیین جانب جو جمالُ
تِئین ھوند حلال جی پندا ھائی پارئین

Marfat.com

''اسی جہان میں فنا ہونے کے بعد زندہ ہوجا تاکہ محبوبِ حقیقی کے جمال سے فیضیاب ہوسکے، یہ میری نصیحت مان لے تو تیری زندگی حلال ہوجائے گی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات

☆ محبت روح کا ئنات ہے۔
☆ محبوبِ حقیقی اور ذاتِ واحد انسان کے اندر موجود ہے۔
☆ نظریہ وحدت الوجود ہی اصل تصوف ہے۔
☆ تمہارا محبوب تم سے جدا نہیں، اسے اپنے اندر کے آئینے میں تلاش کرو۔
☆ جوہرِ قابل کسی کی میراث نہیں جو کوشش کرے گا پائے گا۔
☆ راضی بہ راضی رہنا اور ذکر و فکر میں مشغول رہنا عین عبادت ہے۔
☆ حقیقی جذبہ و شوق کے بغیر ظاہری عبادت و ریاضت بے معنی ہے۔
☆ زندگی ایک امانت ہے جس کیلئے مختصر وقت دیا گیا ہے لہٰذا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔
☆ دنیا مکر و فریب کا گھر ہے۔
☆ حقیقت کیلئے مرنا ہی اصل زندگی ہے۔
☆ شعر اور موسیقی صاحبِ ادراک کے لاشعور کا حصہ ہیں۔
☆ ہر چیز میں خدا کی ذات پنہاں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاوی ہے۔
☆ اے سونے والے جاگ کہ اتنی نیند نہیں لی جاتی، سرفرازی اور سلطانی کبھی نیند سے حاصل نہیں ہوتی۔
☆ عرفانِ ذات حاصل کرنے کیلئے عرفانِ نفس حاصل کر۔
☆ انسانیت کے دکھ درد کا علاج یہ ہے کہ ہر انسان انسانیت کی اکائی بن جائے۔
☆ جن لوگوں کو وحدت کا وصال ہوتا ہے وہ کٹ کر فنا ہوجاتے ہیں۔
☆ یہ مقام اور منزل فقط حضرت امام حسینؓ کی شایان شان تھی، ہم ان کے دروازے

Marfat.com

چومنے والے ہیں۔

☆ خدا، کائنات اور انسان ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلو ہیں، محبت وحدت کا رشتہ استوار کرتی ہے۔

☆ محبت اس وقت بھی موجود تھی جب کائنات کا وجود نہ تھا۔

☆ خودشناسی انسان کو خداشناسی کی طرف لے جاتی ہے۔

☆ جو آج دولہا بنتا ہے وہ کل قبرستان میں دفن ہوگا، یہ جو تم عمارتیں اور قلعے بنا رہے ہو، ریت کے تودے ہیں، کب تک ان کو بناتے رہو گے۔

☆ اے محبوب میرے لیئے عزت کی بات یہ ہے کہ میں تمہارے دیئے ہوئے زخموں سے مرجاؤں۔

☆ چودھویں کا چاند میرے محبوب کے ایک جلوے کی برابری نہیں کرسکتا۔

☆ جو لوگ غوطہ لگا کر دریا میں داخل ہو گئے وہ اپنے مطلب کو پہنچ گئے تم بھی موجوں سے لڑتے ہوئے اپنے محبوب تک پہنچ جاؤ۔

☆ نور کے آئینے کو زنگ نہیں لگتا۔

☆ رنگ بے سنگ کے قرار نہیں پکڑتا اور سنگ بے رنگ کے عزت پذیر نہیں ہوتا، موتی کا وجود اور اس کی لطافت پانی سے ہے اگر پانی نہ ہو، بے آب ہے مگر قیمت کچھ نہیں، جب بازار میں جاتا ہے تو قیمت پاتا ہے۔

ہم عصر شعراء

پنجابی کے نامور صوفی شاعر حضرت بھلے شاہؒ اور حضرت وارث شاہؒ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے ہم عصر تھے، پشتو کے مشہور شاعر خوشحال خان خٹک نے اسی سال وفات پائی جس سال شاہ لطیفؒ کی ولادت ہوئی جب کہ رحمان بابا آپ سے ساٹھ سال بڑے تھے اور جب انہوں نے وفات پائی تو اس وقت آپ کی عمر سولہ برس تھی، علی حیدر ملتانی، میر درک (بلوچی شاعر) اور مقبول شاہ (کشمیری شاعر) بھی آپ کے ہم عصر تھے، شاہ صاحب کی طرح یہ سب شعراء بھی وحدت الوجود کے قائل تھے۔

Marfat.com

وصال مبارک

موت سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں اور یہ ہر حال میں آکر رہتی ہے، اپنی زندگی کے آخری چند مہینوں میں شاہ صاحب نے کربلائے معلٰی کی زیارت کا ارادہ کیا لیکن پھر یہ ارادہ ترک کر کے حضرت امام حسینؓ اور شہداء کربلا کی یاد میں سیاہ لباس پہنا اور واقعہ کربلا سُر کیڈارو کی صورت میں نظم کیا اور یہی سُر آپ کا آخری کلام ثابت ہوا۔

وصال سے اکیس یوم قبل آپ نے مکمل طور پر گوشہ نشینی اختیار کر لی اور دنیا سے کنارہ کش ہو گئے ،ایک روز غسل کرنے کے بعد چادر اوڑھے آپ عقیدت مندوں کے حلقہ میں آئے اور کچھ دیر محفل سماع میں بیٹھے رہے پھر اٹھ کر حجرہ مبارک میں چلے گئے جہاں تین روز حالتِ مراقبہ میں بیٹھے رہے تیسرے روز جب باہر تشریف نہ لائے تو عقیدت مندوں کو شک گزرا اندر جا کر دیکھا تو آپ کا وصال ہو چکا تھا

آپ نے وصیت فرما رکھی تھی کہ مجھے اس چادر کا کفن پہنانا جو خواجہ محمد زمانؒ سے عطا ہوئی تھی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یہ چودہ صفر اور 1752 سن عیسوی تھا۔

1754ء میں نور محمد کلہوڑا کے بیٹے غلام شاہ کلہوڑا نے اپنے والد کے حکم پر آپ کا عالیشان مقبرہ تعمیر کروایا جو سندھی فن تعمیر کا شاہکار ہے، چند سال پیشتر ناچیز کو شاہ صاحبؒ کا روضہ مبارک دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، یہاں پر ہر وقت زائرین کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور لوگ دلی مرادوں سے جھولیاں بھر کر لوٹتے ہیں۔

شاہ صاحب کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیئے سلسلہ نسب آگے نہیں بڑھ سکا، آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے فقراء ہی میری اولاد ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت سیّد سائیں سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک و ہند کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے شہر میں کسی نہ کسی ولی اللہ کا ورود ضرور ہوا ہے۔

آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد میں حضرت سیّد سائیں سہیلی سرکار تشریف لائے اور ہزاروں افراد کے دلوں کو اپنی روحانیت اور نورانیت سے منور فرمایا۔ آج بھی اُن کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے۔

آپؒ کے حالات زندگی تفصیلاً دستیاب نہیں، تاہم جس قدر مل سکے ہیں پیش کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

خاندانی حالات اور ولادت:۔ حضرت سیّد سائیں سہیلی سرکارؒ کا خاندان کسی زمانہ میں ملتان میں آباد تھا۔ آپؒ کے آباؤ اجداد وہاں سے ترکِ سکونت کر کے گجرات چلے آئے، جہاں آپؒ کی ولادت ہوئی لیکن تاریخ ولادت کسی کو معلوم نہیں۔ آپؒ کا اصل نام سیّد شاہ ذوالفقار تھا۔ آپؒ نے دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ آپؒ تو جوانی کے عالم میں تھے کہ والد گرامی گجرات چھوڑ کر بمعہ خاندان ضلع راولپنڈی کے قصبہ سیّد کسراں چلے آئے یہاں آ کر بھی آپؒ نے دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی مگر آپؒ کا زیادہ وقت وجدانی کیفیات میں گزرتا اور آپؒ اکثر عالم بالا کے مناظر میں کھوئے رہتے۔

بیعت اور چلہ کشی:۔ جب حق کی طلب اور دیدارِ الٰہی کی تڑپ ہو تو پھر رہبر کامل کی تلاش ضروری ہو جاتی ہے۔ آپؒ کو بھی مرشد کی تلاش و جستجو رہی اور بالآخر آپؒ کی اُمید بر آئی۔ قلندری سلسلہ کے حضرت سیّد شاہ فتح حیدرؒ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے اُن کی بیعت کر لی۔ یہ بزرگ ہری پور میں مقیم تھے۔

حضرت سیّد سائیں سہیلی سرکارؒ نے اُن کی زیرِ نگرانی منازلِ سلوک طے کیں اور مختلف مقامات پر چلہ کشی کا سلسلہ جاری رکھا۔ نظامتِ اوقاف آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر کے جنوری، فروری 1983ء کے سہ ماہی دینی مجلہ انوار الاولیاء کے صفحہ نمبر 13,12 کے مطابق آپؒ کا شجرۂ طریقت اسطرح ہے۔

Marfat.com

حضرت سیّد سائیں سہیلی سرکارؒ

حضرت سیّد شاہ فتح حیدرؒ

حضرت سیّد بودی شاہؒ

حضرت سیّد خاکی شاہؒ

حضرت شیر علی شاہؒ

حضرت سیّد اقرار علی شاہؒ

حضرت نانگا سلطانؒ

حضرت شاہو شاہ

حضرت گل بادشاہؒ

حضرت پیر سیّد مردان شاہؒ

حضرت سیّد مستان شاہؒ

حضرت سیّد خلیل احمد شاہؒ

حضرت جتی رحمٰن پاکؒ

حضرت سیّد زندہ علی شاہؒ

حضرت سیّد داؤد شاہ حقانیؒ

حضرت سیّد نونہال نوریؒ

حضرت عبدالوہاب زُہدالانبیاؒ

حضرت شاہ شہاب الدین چرم پوشؒ

حضرت امیر شیر شاہ قطب کمال شاہؒ

حضرت نور ننگے شاہؒ

حضرت سید سُرخ ابدالؒ

حضرت سیّد کامل شاہؒ

Marfat.com

حضرت سیّد سوختہ درویشؒ

حضرت سیّد سلطان علی شاہؒ

حضرت عباس علی شاہؒ

حضرت امان علی شاہؒ

حضرت دیوان علی شاہؒ

حضرت جعفر علی شاہؒ

حضرت جور علی شاہؒ

حضرت سیّد لعل شہباز قلندرؒ

حضرت شاہ جمال مجردؒ

حضرت ابراہیم گرم سیلؒ

حضرت شاہ عاقلؒ

حضرت شاہ جعفرؒ

حضرت سوختہ سیلانیؒ

حضرت قاضی کلاںؒ

حضرت روشن علی شاہؒ

حضرت احمد علی شاہؒ

حضرت محمود پاکؒ

حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ

کچھ عرصہ پیر و مُرشد کی صحبت میں رہنے کے بعد آپؒ مُرشدِ عالم حضرت سخی لعل شہباز قلندرؒ کے مزار مبارک پر سیہون شریف تشریف لے گئے اور وہاں چلہ کشی کے بعد واپس آ کر حسن ابدال، ہری پور، حویلیاں، ایبٹ آباد، نواں شہر، بگڑا اور مانسہرہ کے مقامات پر عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ جب ایک جگہ لوگوں کا ہجوم ہونے لگتا تو اُٹھ کر دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات

چشمہ جاری کرنا:۔ حضرت سائیں سہیلی سرکارؒ جن دنوں مانسہرہ میں مقیم تھے۔ بعض اوقات دیہات کی طرف نکل جاتے اور آپؒ کے ایک عقیدت مند یوسف خان بھی ساتھ ہوا کرتے۔ ایک مرتبہ جب گرمیوں کے موسم میں ایک گاؤں سے گزر رہے تھے تو ایک گھر کے قریب رُک گئے اور گھر والوں سے پانی مانگا۔ انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ عورتیں پانی لانے کیلئے گئی ہوئی ہیں۔ پانی یہاں سے کئی میل دور ہے۔ اگر دو تین گھنٹے تک آپؒ انتظار فرمائیں تو پانی مل سکتا ہے۔ یہ سُن کر آپؒ جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ اتنی دیر کون انتظار کرتا ہے لاؤ کدال دو ہم اپنا کنواں خود کھود لیتے ہیں۔ انہوں نے کدال آپؒ کو لا کر دی تو آپؒ نے اس سے بالکل خشک جگہ کھودنی شروع کر دی۔ ابھی دو تین فٹ ہی کھودی تھی کہ شفاف پانی کا چشمہ نکل آیا اور آپؒ پانی پینے کے بعد آگے روانہ ہو گئے۔ لوگ کہتے ہیں وہ چشمہ اب تک جاری ہے۔

غریب کسان کو امیر بنا دیا :۔ ایک بار دوران سفر ایک آدمی آپؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری زمین سے گندم بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ سال کا خرچہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ دُعا کریں کہ گندم زیادہ ہوا کرے۔ آپؒ نے چلتے چلتے رُک کر کہا کہ گندم کے کچھ دانے لے آؤ۔ جب وہ دانے لایا تو انہوں نے انہیں ہاتھ میں لیا اور پھر واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دفعہ جو گندم ہو گی، اُس میں یہ ملا دینا اُس غریب کسان نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ آس پاس کے دیہات کے لوگ بھی اُس سے گندم خریدنے لگے اور وہ جلد ہی علاقے کا امیر ترین فرد بن گیا۔

ژالہ باری سے محفوظ رہنا:۔ ایک دفعہ آپؒ پھرتے پھراتے ہری پور کے ایک گاؤں بگڑا میں جا پہنچے اور کوئی چار میل اوپر پہاڑی علاقہ میں بابا سعد اللہ خان نامی ایک شخص کے گھر میں رہنے لگے۔

Marfat.com

آپؒ اُن کے گھر کا کام کاج بھی کر دیتے۔ ان کی بھینسیں چراتے ان کے لئے چارہ کاٹتے اور کبھی جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا لے آتے۔ بابا سعد اللہ خان اور اُس کے اہل خانہ آپؒ سے بہت خوش تھے کہ یہ دن رات کام کرتے رہتے ہیں اور مزدوری بھی طلب نہیں کرتے۔

ایک روز آپؒ بھینسیں چرا رہے تھے کہ سخت ژالہ باری شروع ہو گئی۔ بابا سعد اللہ خان کا لڑکا بھاگا ہوا جب اُن کی خبر لینے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ چاروں طرف ژالہ باری ہو رہی ہے اور جہاں آپ سرکارؒ تشریف فرما ہیں وہ جگہ بالکل خشک ہے اور بھینسیں بھی اس آفت سے محفوظ ہیں۔ لڑکے کو دیکھتے ہی آپؒ نے اُسے سختی سے منع فرمادیا کہ یہ راز افشانہ کرے۔ کچھ عرصہ تک لڑکے نے یہ بات پوشیدہ رکھی مگر جب ایک روز اُس نے اپنے باپ سے اس کا ذکر کیا تو آپؒ فوراً وہاں سے کوچ کر کے ایبٹ آباد چلے آئے۔

خان خیل قبیلہ کو نمبرداری دلوانا:۔ اُن دِنوں مانسہرہ میں دو بڑے قبیلے آباد تھے۔ خان خیل اور سواتی قبیلہ اس علاقے کی نمبرداری سواتی قبیلے کے پاس تھی۔ خان خیل قبیلہ کے محمد حسین خان کی حویلی میں انجیر کا ایک بڑا درخت تھا جس کے سائے میں حضرت سائیں سہیلی سرکار" بھی آکر بیٹھا کرتے تھے۔ محمد حسین خان اُن کا خاص خیال رکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے چند ملازم جنگل میں لکڑیاں کاٹنے کیلئے بھیجے جنہیں راستے میں حضرت سائیں سہیلی سرکار" بھی مل گئے اور اُن ملازمین کے ساتھ ہو لئے۔ جب وہ لکڑیاں کاٹ کر واپس آئے تو آپؒ بھی ایک چھوٹی سی لکری کاندھے پر اُٹھالائے اور انجیر کے درخت کے نیچے پھینکتے ہوئے تین مرتبہ بلند آواز میں کہا، جا انشاء اللہ مانسہرہ تیرا، مانسہرہ تیرا، مانسہرہ تیرا۔ آپؒ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات تین دن کے اندر پوری ہو گئی اور پنجاب کے گورنر کی طرف سے انگریز ڈپٹی کمشنر کے نام حکم نامہ پہنچ گیا کہ مانسہرہ کی سرداری کی کتاب فوراً محمد حسین خان کے حوالے کی جائے اور اُسے خان بہادر کے خطاب سے نوازا جائے۔

لاپتہ شوہر کا واپس آنا:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؒ کی زبان مبارک میں بہت تاثیر عطا

Marfat.com

فرما رکھی تھی۔ آپؒ جو کچھ کہتے وہ فوراً پورا ہو جاتا۔ موضع ٹھانگر تحصیل مانسہرہ میں ایک عورت کا خاوند جو عرصہ دس سال سے لاپتہ تھا اور اُس کا کہیں سے سراغ نہ مل سکا۔ ایک مرتبہ وہ عورت اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ حاضر ہوئی اور آتے ہی آپؒ کے پاؤں میں گر گئی۔ آپؒ اُس سے بہت ناخوش ہوئے اور پاؤں سے اُٹھانا چاہا مگر اُس نے پاؤں مضبوطی سے پکڑ لئے اور روتے ہوئے کہا کہ جب تک میرا شوہر واپس نہیں آئے گا میں آپؒ کے پاؤں ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ حضرتؒ نے نہایت جلال کے عالم میں فرمایا، چھوڑ دو پاؤں، وہ ہے تمہارا خاوند۔ عورت نے پاؤں چھوڑ کر پیچھے مُڑ کر جو دیکھا تو اُس کا خاوند نہایت پریشانی کے عالم میں کھڑا تھا۔ آپؒ نے اُسی عالم جلال میں فرمایا، جاؤ دونوں میاں بیوی اپنے گھر کو۔

گھر پہنچ کر بیوی نے میاں سے ماجرا پوچھا، اُس نے کہا کہ میں کشمیر چلا گیا تھا، وہاں کافی عرصہ بے روزگار رہا اور پھر وہاں سے ایک قافلے کے ہمراہ یارقند چلا گیا۔ آج میں یارقند کے ایک باغ میں شہتوت کھا رہا تھا کہ یہ فقیر میرے پاس نمودار ہوا اور سخت غصے میں مجھ سے کہا کہ تمہاری بیوی پریشان ہے اور تم یہاں شہتوت کھا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جناب گھر جانے کیلئے میں بھی پریشان ہوں لیکن میرے پاس زادِ راہ نہیں ہے اور اس دور دراز علاقہ سے پیدل کیسے جا سکتا ہوں۔ فقیر نے کہا کہ میرے پاؤں پر پاؤں رکھو۔ میں نے جب پاؤں رکھے تو میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور جب سامنے سے سیاہ پردہ ہٹا تو میں تمہارے پاس یہاں مانسہرہ میں کھڑا تھا۔

انگریز ڈپٹی کمشنر کی برطرفی:۔ مانسہرہ میں قیام کے دوران جب آپ کے پاس لوگوں کا ہجوم رہتا تھا تو ایک روز ایبٹ آباد کا انگریز ڈپٹی کمشنر کننگم اس تحصیل کا معائنہ کرنے اُدھر آنکلا اُس نے اتنے لوگ جمع ہونے کی وجہ پوچھی تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک خدارسیدہ بزرگ ہے، جو بات زبان سے نکالتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے، اسلئے اس کے پاس اکثر حاجت مند دور دور سے آتے ہیں۔ یہ باتیں سُن کر وہ ڈپٹی کمشنر بھی آپ کے سامنے چلا گیا اور سلام کر کے کچھ روپے آپ کو دینا چاہے۔ آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور اس کے روپے اُس کے منہ پر دے مارے۔ انگریز ڈپٹی کمشنر نے اسے اپنی توہین سمجھا اور حکم دیا کہ اس شخص کو فوراً گرفتار کر کے ایبٹ آباد لے چلو۔ یہ کہہ کر وہ اپنی بگھی میں

Marfat.com

سوار ہو کر ایبٹ آباد روانہ ہوا مگر دو تین فرلانگ سفر کرنے کے بعد بگھی ایک گہرے کھڈ میں جا گری اور انگریز نالہ میں اوندھے منہ جا گرا۔ اس دوران جب پولیس کے سپاہی حضرت سائیں سہیلی سرکارؒ کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے تو انگریز نے اپنے کارندوں اور بگھی والے سے کہا کہ یہ شخص واقعی روحانی طاقت کا مالک ہے حالانکہ میں اِسے پیچھے چھوڑ آیا تھا مگر جب بگھی یہاں پہنچی تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ یہ آگے کھڑا تھا اور اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے بگھی اٹھا کر نالے میں پھینک دی۔ بہر حال جب ڈپٹی کمشنر کو اٹھا کر سڑک پر لایا گیا تو اُس نے ہاتھ جوڑ کر آپ سے معافی مانگی ۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو اِس ملک سے اپنے ملک چلا جا اور میں بھی یہاں سے چلا جاتا ہوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ انگریز ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد پہنچا تو اُس کی برطرفی اور لندن واپسی کا حکم نامہ بھی آ چکا تھا۔ اِس واقعہ کے دوسرے دن آپ بھی مانسہرہ سے مظفر آباد کیلئے روانہ ہو گئے۔

لوہار، لکڑہارے اور ملاح پر نظر عنائت :۔ مانسہرہ کے بازار میں خان بہادر جمعہ خان کی دو کانوں میں سے ایک دوکان میں ایک لوہار رہتا تھا۔ ایک روز جب آپ اُس کی دوکان پر تشریف لے گئے تو اُس نے آپ کا لوہے کا مطہرا اپنی ریتی سے رگڑنا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کیوں تکلیف دے رہے ہو۔ لوہار نے عرض کیا کہ تکلیف کا ہے کی، میں تو رگڑ کر اس کا زنگ صاف کر رہا ہوں ۔ یہ سُن کر آپ نے ایک زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ "تیرا زنگ بھی دور ہو گیا" ۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ لوہار وجد میں آ گیا اور ریتی وغیرہ پھینک کر جھومنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ چل تو بھی ساتھ ہو جا۔ اِس کے بعد وہ لوہار کام کاج چھوڑ کر دن رات وجدانی کیفیت میں آپ کے ساتھ رہنے لگا۔

ایک لکڑہارا روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں فروخت کرتا۔ اُس نے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ ایک لکڑی الگ کر لیتا اور چپکے سے آپ کے مچ میں پھینک جاتا۔ ایک روز جب وہ حسبِ معمول لکڑی مچ میں پھینک کر جانے لگا تو آپ نے اُس کی طرف غور سے دیکھا اور فرمایا "اُڑیا توں وی تھک گیا ایں ساڈے نال رہ جا"۔ یہ سنتا تھا کہ وہ جھومنے لگا اور پھر آپ کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ جب آپ سرکارؒ نے مانسہرہ سے مظفر آباد کی طرف کوچ کیا تو آپ کے یہ دونوں عقیدت مند یعنی لوہار اور لکڑہارا

Marfat.com

آپ کے ساتھ تھے اور پھر جب گڑھی حبیب اللہ کے قریب انہوں نے دریائے کنہار عبور کیا تو جس کشتی میں سوار ہوئے اُس کے ملاح موسیٰ پر بھی ایسی نظر عنائیت فرمائی کہ وہ بھی آپ کے ساتھ ہولیا۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مظفر آباد میں آمد اور ظہورِ کرامات

اس وقت مظفر آباد بالکل چھوٹا سا شہر تھا۔ گڑھی حبیب اللہ سے لوگ براستہ ڈُب گلی مظفر آباد آتے جاتے تھے مگر آپ نے عام راستے سے ہٹ کر سفر کیا۔ دو تین ماہ تک آپ نے لوہار گلی میں قیام کیا۔ اس دوران آپ روزانہ دریائے نیلم تک جاتے اور پھر واپس آجاتے اور یہاں سے ہو کر گڑھی حبیب اللہ روانہ ہو جاتے۔ مقامی لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرتؒ سفر کے دوران پتھروں کے نشان بھی رکھتے جاتے تھے بعد میں اِنہی نشانات کے مطابق سڑک تعمیر ہوئی۔ یہ ایک ولی اللہ کی نگاہ تھی جس نے آنے والے وقت کا مشاہدہ کر لیا تھا۔

موضع برارکوٹ میں سردار احمد خان کی چھ سو کنال اراضی موضع ڈُب گلی میں تھی جسے ایک مزارعہ ستار علی حصے پر کاشت کرتا تھا۔ لوہار گلی میں قیام کے دوران حضرت سیّد سائیں سہیلی سرکارؒ ایک دفعہ پھرتے پھراتے موضع ڈُب گلی میں ستار علی کے گھر چلے گئے اور دودھ طلب کیا۔ اُن کے ہاں گائے کا تھوڑا سا دودھ موجود تھا جو ستار علی کی بیوی نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ دعا کریں کہ یہ زمین ہمیں مل جائے۔ آپ نے پیالہ منہ سے لگاتے ہوئے کہا، "جا یہ زمین تیری، جا یہ زمین تیری"۔ یہ فرما کر آپ کسی طرف چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ سردار احمد خان نے بہت کوشش کی کہ وہ زمین ستار علی سے واپس لے سکے لیکن ناکام رہا اور پھر اُس نے تنگ آکر زمین کا خیال ہی چھوڑ دیا۔ جب ایک فقیر دودھ کے ایک پیالے کے عوض وہ زمین ستار علی کو دے گیا تھا تو احمد خان کیسے واپس لے سکتا تھا۔

آرا کش کے حق میں دُعا: لکڑی آرے کے ذریعے کاٹنے والا ایک آدمی روزانہ آپ

Marfat.com

کے پاس سے گزرتا اور دل میں سوچتا کہ میں حضرتؒ کو کیا تحفہ پیش کروں کہ کہ آپ خوش ہو کر میرے حق میں دُعا فرمائیں اور میری مالی حالت سدھر جائے۔ آخر وہ ایک روز کام سے واپسی پر اچھی قسم کی ناشپاتیاں خرید کر جیب میں بھر لایا۔ جونہی وہ شخص آپ کے سامنے آیا آپ نے بلند آواز سے فرمایا "لے آ اڑیا تیری ناشپاتیاں کھا کے دُعا کریئے"۔ اُس نے فوراً ناشپاتیاں نکال کر خدمت میں پیش کر دیں۔ آپؒ نے اُس کے حق میں دُعا خیر فرمائی۔ تھوڑے ہی عرصے میں اُس آرا کش کا شمار علاقے کے امیر لوگوں میں ہونے لگا۔

بھینس پہاڑی سے گِر کر زندہ رہی:۔ حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ زیادہ تر وقت مظفر آباد میں ہی قیام پذیر رہے لیکن کبھی کبھار دور دراز علاقوں میں بھی چلے جایا کرتے تھے۔ موضع پتی ریالی تحصیل اٹھ مقام میں ایک زندہ ولی کا مزار ہے۔ حضرت والاؒ جب ایک بار وہاں تشریف لے گئے تو آپ کی کتیا بھی ساتھ تھی۔ انہیں وہاں دیکھ کر لوگ آنے جانے لگے۔ حضرتؒ کے پاس وہاں کے دو بھائی سید گلاب علی شاہ اور سید اکبر علی شاہ بھی حاضر ہوئے۔ آپؒ نے انہیں اپنی کتیا کے لئے دودھ لانے کا حکم دیا۔ وہ لے کر آئے تو آپ نے اپنی کتیا کو وہ دودھ پلایا اور فوراً غائب ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد گلاب علی شاہ کی بھینسیں پانی پینے کے لئے گئیں تو وہ بھینس جس کا دودھ کتیا کو پلایا تھا ایک چٹان سے لڑھک کر نیچے گر گئی۔ گلاب علی شاہ نے خیال کیا کہ وہ بھینس اللہ کو پیاری ہو گئی ہے اور اب اُس کا چمڑا ملنا بھی مشکل ہے مگر جب وہ پانی کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت والاؒ سامنے کھڑے ہیں۔ گلاب علی شاہ نے غم زدہ لہجے میں کہا کہ سائیں جی وہ بھینس ہی گر کر مر گئی جس کا دودھ آپ کی کتیا کو دیا تھا۔ آپ نے نہایت جلال میں فرمایا کہ وہ بھینس نہیں گر سکتی جس کا دودھ میری سہیلی نے پیا ہو۔ اس کی نظر جو پانی کی طرف گئی تو وہ بھینس دوسری بھینسوں کے ساتھ صحیح و سلامت کھڑی پانی پی رہی تھی۔ گلاب علی شاہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا اور جب نگاہیں آپ کی طرف کیں تو آپ وہاں موجود نہیں تھے اور معاً غائب ہو چکے تھے۔

مظفر آباد کے نزدیک علاقہ کھوڑی میں جن دنوں آپ سید محمد علی شاہ صاحبؒ کے مزارِ مبارک کے قریب فروکش ہوئے تو لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے آنے لگے۔ یہاں طوطے بہت

Marfat.com

ہوتے تھے جو کہ جنگل سے آ کر لوگوں کی فصل اور پھل کھا جاتے تھے۔ایک دن جب طوطوں کا یہ غول اُس طرف آ کر پھل کھانے لگا تو لوگوں نے کہا حضرت صاحب دُعا فرمائیں یہ طوطے ہماری فصلیں اور پھل برباد نہ کریں ۔ آپؒ طوطوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے " اڑیو طوطیو باز آ جاؤ " یہ سننا تھا کہ طوطے فوراً وہاں سے اُڑ گئے اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کیا۔

بسم اللہ کا ورد :۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے چند عقیدت مندوں نے ایک بار آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کچھ وظائف بتائیں جس طرح دوسرے پیر صاحبان اپنے مریدوں کو بیعت کرتے اور وظائف بتاتے ہیں۔یہ بات سُن کر آپؒ پر رقت طاری ہوگئی۔چند منٹ بعد جلال کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے بلند آواز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا شروع کر دیا۔اس ورد کا اس قدر اثر ہوا کہ پرندے اور حشرات الارض آپؒ کے گرد جمع ہو گئے اور پھر پرندے بے ہوش ہو ہو کر درختوں سے نیچے گرنے لگے۔آپ کچھ دیر بعد خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ ان جانداروں کو تکلیف ہو رہی ہے،آپ کہیں تو میں یہ ورد بند کر دوں۔آپ کی خاموشی سے پرندوں کو بھی قرار آ گیا۔آپ نے فرمایا "اے پرندو چلے جاؤ اپنے اپنے وطن کو" چنانچہ پرندے اُڑ اُڑ کر واپس جانے لگے اور حشرات الارض بھی دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے۔

مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی حاضری :۔ کہتے ہیں ایک دفعہ مہاراجہ کشمیر پرتاپ سنگھ بھیس بدل کر عام آدمی کے روپ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ اُس نے بھی آپ کے کشف و کرامات کا شہرہ سن رکھا تھا۔جونہی آپ کی نظر اُس پر پڑی تو مخاطب ہو کر فرمایا "اے پرتاب سنگھ تم اپنے آپ کو لوگوں سے چھپاتے ہو لیکن فقیروں سے کہاں چھپے رہ سکتے ہو" جب اللہ کے ولی سے مہاراجہ نے یہ الفاظ سنے تو بہت متاثر ہوا۔اُس نے اپنے حق میں دُعا کروائی اور وعدہ کیا کہ آپ کے چج کے لئے چناری کے جنگل سے ہمیشہ لکڑی آتی رہے گی اور واقعی تب سے لے کر غالباً 1960 عیسوی تک وہاں سے دربار عالیہ کے لئے لکڑی مفت آتی رہی۔

Marfat.com

حلقہ ارادت

حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ جہاں بھی رہے وہاں اُن کا حلقہ ارادت قائم ہو گیا ابتدائی دور میں آپ ہری پور میں بوہڑ والا تکیہ کے مقام پر چند ماہ قیام پذیر رہے اور وہاں آپؒ کے کشف و کرامات کا چرچا ہونے لگا۔ اس کے بعد حویلیاں، ایبٹ آباد اور مانسہرہ میں آپؒ محوِ عبادت رہے تو وہاں بھی آپ کے بہت عقیدت مند پیدا ہو گئے۔ بالخصوص مانسہرہ میں تو آپؒ کے ہزاروں عقیدت مند روزانہ آپؒ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے کیونکہ وہاں کے دور دراز کے دیہات کے لوگ بھی اپنی مرادیں پانے کے لئے آپؒ کی زیارت اور دُعا کے لئے اُمڈے چلے آتے۔ یہاں پر فیض حاصل کرنے والوں میں سائیں علی بہادر، سائیں امین، پیر سید فیض علی شاہ، سائیں نورا بابا، سائیں تیغ علی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حضرت والاؒ جب مانسہرہ سے مظفر آباد چلے آئے تو یہاں کے لوگوں میں بھی آپؒ کا شہرہ ہونے لگا اور ہر وقت ارادت کیش سرکارؒ کے گرد جمع رہتے۔ ان میں سے چھکوٹلی (مظفر آباد) کے راجہ علی عمر خان نے زیادہ روایات بیان کی ہیں۔ اُن کے مطابق حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کا قد میانہ، جسم نہ بھاری اور نہ دبلا پتلا، چہرہ سرخ اور بارعب سر کے بال اُلجھے ہوئے۔ لباس صرف ایک تہہ بند تھا۔ آپؒ عموماً خاموش اور حالت استغراق میں رہتے۔ کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے۔ اگر کوئی چیز پیش کی جاتی تو لے کر پاس بیٹھے ہوئے کسی شخص کو دے دیتے تھے۔

اُس دور میں علاقہ مظفر آباد میں چار اولیائے کرامؒ کے مزارات مرجع خلائق تھے، حضرت شاہ حسین بخاریؒ پیر چناسی، حضرت پیر سید محمد علی شاہؒ کھوڑی، حضرت شاہ عنائیت ولیؒ اور حضرت شاہ سلطانؒ

Marfat.com

۔حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ نے تھوڑا تھوڑا عرصہ کئی جگہ قیام فرمایا لیکن بالآخر اسی مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں اب آپؒ کا مزار مبارک ہے۔

آپؒ اکثر ایک درخت کے تلے بیٹھے رہتے جہاں بعد میں ایوان صدر بنا۔ آپؒ جلال آباد گارڈن میں جہاں جہاں بیٹھا کرتے وہاں اب عالی شان بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ آپؒ کی زیارت کرنے والوں میں بابا عبدالرحمٰن ولد سردار احمد خان اور چند دیگر افراد بعد میں بھی دیر تک زندہ رہے اور سرکارؒ کے بارے میں انہوں نے کئی روایات بیان کی ہیں۔

آپ کا رہن سہن :۔ آپ سرکارؒ کا رہن سہن اور طرزِ بود و باش مکمل طور پر فقیرانہ تھا۔ وہ جب راہ حق میں نکل کھڑے ہوئے تو انہوں نے گھروں میں رہنا ترک کر دیا۔ وہ عموماً کھلی جگہ پر تشریف فرما ہو جاتے اور ادھر ہی لوگوں کا جمگھٹا رہنے لگتا۔ ان کے نام سے کئی نشست گاہیں منسوب ہیں مگر ایسے کوئی آثار نہیں ملتے کہ آپؒ نے کسی مقام پر کوئی مکان یا جھونپڑی بنائی ہو۔ ان کا ڈیرا کھلے مقام پر کھلے آسمان تلے ہوتا اور اسی حالت میں آپؒ نے وصال فرمایا ۔

آپؒ کے رہن سہن اور طرز حیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؒ نے کبھی شادی نہیں کی اور ہمیشہ مجرد رہنا پسند فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ مادی لحاظ سے آپؒ کی کوئی اولاد نہیں، البتہ آپ سے فقر کا سلسلہ جاری ہے اور آپؒ کے فقراء ہی آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ سلسلہ قلندریہ میں کئی لوگوں نے آپؒ سے فیض حاصل کیا۔

Marfat.com

وصال مبارک اور تعمیرِ مزار

آپؒ کی تاریخ پیدائش کی طرح تاریخ وفات بھی پردۂ اخفاء میں ہے۔ایک اندازے کے مطابق آپؒ نے سن 1900ء میں وصال فرمایا اور جہاں آپؒ قیام پذیر تھے، وہیں آپؒ کے عقیدت مندوں نے مزار تعمیر کر دیا۔وہاں پر لوگ منتیں مرادیں مانگنے کے لئے حاضر ہونے لگے۔ 1978ء میں محکمہ اوقاف نے اس کا انتظام خود سنبھال لیا۔مسجد اور مزار کو از سرِ نو تعمیر کرایا گیا۔اب عالیشان گنبد کے ساتھ آپؒ کا روضہ مبارک بہت خوبصورت نظر آتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپؒ چونکہ ظاہری شریعت کے پابند نہیں تھے اس لئے شہر کے علماء آپؒ سے نفرت کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جب آپؒ نے وصال فرمایا تو کوئی عالم نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تیار نہیں تھا۔وہ سمجھتے تھے کہ ان کی داڑھی وغیرہ نہیں ہے اس لئے یہ ایک غیر شرعی سے فقیر ہیں۔غسل و کفن کے بعد آپؒ کی میت رکھ دی گئی۔تھوڑی دیر بعد چند عقیدت مندوں نے چہرۂ مبارک کی زیارت کرنا چاہی ۔جب کفن سرکایا گیا تو سرکارؒ کے چہرۂ مبارک پر شرعی داڑھی کو موجود پایا۔یہ خبر فوراً شہر میں پھیل گئی اور اب وہی علماء آپس میں جھگڑنے لگے،ایک کہتا کہ میں نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا،دوسرا کہتا کہ میں پڑھاؤں گا۔

وصال سے ایک روز پہلے آپؒ بہت خوش تھے عقیدت مندوں سے کہنے لگے بس اب چل چلاؤ ہے لیکن وہ آپؒ کا اشارہ نہ سمجھ سکے۔آپؒ نے غسل کر کے خوشبو لگائی شام کو معمولی بخار ہوا اور اگلے روز خالق حقیقی سے جا ملے،انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

آپؒ کا عرس مبارک ہر سال 13 سے 20 جنوری تک مظفر آباد میں بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ایک میلے کا سماں ہوتا ہے۔پاکستان کے کونے کونے سے عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں بالخصوص ضلع مانسہرہ اور ایبٹ آباد سے لوگ جوق در جوق کھنچے چلے آتے ہیں۔کسی نے سچ کہا ہے کہ

نہ امیراں دے نہ وزیراں دے
دیوے بلدے سدا فقیراں دے

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت سائیں کرم الٰہی
المعروف کانواں والی سرکارؒ

Marfat.com

Marfat.com

ولادت با سعادت اور ابتدائی حالات

آپؒ کی تاریخ ولادت کے بارے میں تذکرہ نگاروں میں اختلاف ہے لیکن معتبر روایت کے مطابق آپؒ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۸۳ء کو محلہ کانیاں والی گجرات میں پیدا ہوئے۔آپؒ کے والد محترم کا نام غلام محمدؒ اور والدہ صاحبہ کا نام بھولاں بی بیؒ تھا اور ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں (۱) مہر نظام دین (۲) مہر فضل دین (۳) سائیں کرم الٰہی (۴) فضل بی بی (۵) کرم بی بی۔آپؒ کے والد گرامی بھی ایک ولیٔ کامل تھے۔اپنی وفات سے چند روز پیشتر بروز جمعرات انہوں نے اپنی بیوی اور بیٹے نظام دین کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ ہم اتوار کے روز اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، لہٰذا ہمارے بعد کرم الٰہی کو درس وتدریس کے لئے درس میں داخل کروا دینا۔

اس وقت آپؒ کی عمر ۵ سال تھی۔چنانچہ والد صاحب کی وفات کے بعد آپؒ کو محلہ بیگم پورہ کی معروف درس گاہ میں داخل کروا دیا گیا۔ ۱۲ سال کی عمر میں آپؒ نے قرآن مجید ناظرہ حفظ کیا اور دیگر علوم میں بھی دسترس حاصل کر لی۔ظاہری تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کے دل میں روحانی علوم کا شوق پیدا ہوا اور آپ چنڈالہ شریف جا کر پیر سید امام شاہؒ سرکار کے مرید ہو گئے۔ ۱۲ سال تک مرشد خانے حاضری دیتے رہے۔پھر ان کے حکم سے حضرت پیر سچیارؒ (جلال پور جٹاں) جو کہ حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ کے محبوب خلیفہ تھے، یہاں ۱۲ سال حاضری دی۔بٹالہ شریف میں حضرت دوگنا شاہ ولیؒ کی خانقاہ میں بھی حاضری دی جو عرصہ ۶ سال پر محیط ہے۔پھر مرشد نے آپ کو دہلی جانے کا حکم دیا۔آپؒ وہاں حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور دیگر اولیاء اللہ کے مزارات پر ۴ سال تک حاضری دیتے رہے۔۵۱ سال کی عمر میں مرشد کے حکم سے واپس گجرات تشریف لائے۔

حضرت کانواں والی سرکارؒ کا تعلق آرائیں برادری سے تھا۔آپؒ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔بچپن میں تہبند اور چادر استعمال کرتے اور سر پر صافہ رکھتے تھے لیکن اب جوتا پہننا

Marfat.com

بھی چھوڑ دیا اور اکثر لنگوٹ میں نظر آتے تھے۔

شجرۂ طریقت

(۱) حضور ختم المرسلینؐ

(۲) حضرت علیؓ شیر خدا

(۳) حضرت امام حسنؓ

(۴) حضرت امام حسینؓ

(۵) حضرت امام زین العابدینؒ

(۶) حضرت امام محمد باقرؒ

(۷) حضرت امام جعفر صادقؒ

(۸) حضرت امام موسیٰ کاظمؒ

(۹) حضرت امام علی رضاؒ

(۱۰) حضرت خواجہ معروف کرخیؒ

(۱۱) حضرت سری سقطیؒ

(۱۲) حضرت جنید بغدادیؒ

(۱۳) حضرت ابوبکر شبلیؒ

(۱۴) حضرت خواجہ عبدالعزیزؒ

(۱۵) حضرت خواجہ عبدالواحدؒ

(۱۶) حضرت ابوالفرح مظفر طرطوسیؒ

(۱۷) حضرت ابوالحسن ہنکاریؒ

(۱۸) حضرت ابوسعید مبارکؒ

Marfat.com

(۱۹) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

(۲۰) حضرت خواجہ عبدالرزاقؒ

(۲۱) حضرت شمس الدین صالح محمدؒ

(۲۲) حضرت شہاب الدینؒ

(۲۳) حضرت شرف الدینؒ

(۲۴) حضرت علاؤالدینؒ

(۲۵) حضرت شیخ بدرالدینؒ

(۲۶) حضرت شہاب الدینؒ

(۲۷) حضرت شیخ عبدالباسطؒ

(۲۸) حضرت شیخ محمد قاسمؒ

(۲۹) حضرت شیخ شہاب الدینؒ

(۳۰) حضرت شمس الدین

(۳۱) حضرت شیخ عبداللہؒ

(۳۲) حضرت شہاب الدینؒ

(۳۳) حضرت جلال الدینؒ

(۳۴) حضرت شرف الدین بغدادیؒ

(۳۵) حضرت عبدالعزیزؒ

(۳۶) حضرت خواجہ ابراہیمؒ

(۳۷) حضرت خواجہ علیؒ

(۳۸) حضرت یٰسین بغدادیؒ

(۳۹) حضرت عبدالقادر پیرکوٹویؒ

Marfat.com

(۴۰) حضرت خواجہ ابراہیمؒ

(۴۱) حضرت خواجہ حسین شاہؒ

(۴۲) حضرت خواجہ پیر امام شاہؒ

(۴۳) حضرت خواجہ کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ

جب آپؒ کو دہلی گئے ہوئے چار سال بیت گئے تو آپؒ کی والدہ آپؒ کی جدائی میں بے قرار ہو گئیں اور انہوں نے پیر امام شاہؒ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ اب مجھ سے جدائی برداشت نہیں ہوتی، لہٰذا میرے بیٹے کرم الٰہی کو واپس بلائیں۔ مرشد نے کہا کہ جس کام کے لئے وہ گیا تھا وہ کام ہو گیا ہے، اب وہ دو دن میں آجائے گا۔ مرشد کے فرمان کے مطابق آپؒ واپس آ گئے اور پھر ساری زندگی یہیں رہے۔

معمولات

آپؒ کا قد مبارک تقریباً ۷ فٹ تھا اور دیگر بھائی بھی اتنا ہی قد کاٹھ رکھتے تھے۔ گھر آنے کے بعد آپؒ کا یہ معمول تھا کہ نماز پڑھنے کے بعد آپ لوہار کی دکان پر چلے جاتے۔ ساری رات وہاں کام کرتے، لوہا کوٹتے، بھٹی دہکاتے اور لکڑیاں ختم ہونے پر لا کر دیتے۔ تہجد کے وقت کام کاج چھوڑ کر نماز تہجد ادا کرتے۔ پھر صبح کی نماز پڑھتے اور تلاوتِ کلامِ پاک فرماتے۔ نمازِ صبح کے بعد کھیتوں میں ہل چلاتے اور فارغ ہو کر مرشد کی زیارت کو چلے جاتے۔ تقریباً ۱۲ سال یہی معمول رہا۔

لباس کی طرح آپؒ کی خوراک بھی بہت سادہ تھی۔ کئی بار آٹا پانی میں گھول کر پی جاتے۔ جو بھی نذر و نیاز آپؒ کے پاس آتی لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور کتوں کے آگے ڈال دیتے۔ آپؒ کے پاس پانی سے بھری ہوئی ایک چاٹی موجود رہتی، اُسی سے پانی پیتے اور کسی دوسرے کو اس سے پینے کی اجازت نہ تھی۔ یہ دراصل معرفتِ الٰہی کا پانی تھا جو عام آدمی کی

Marfat.com

برداشت سے باہر ہے۔

کرامات

حضرت کانواں والی سرکارؒ صاحب کرامت بزرگ تھے اور آپؒ سے بے شمار کرامات کاظہور ہوا جن میں سے چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے:

طاعون کی بیماری سے نجات

۱۹۲۴ میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑی جس کی وجہ سے بہت سے لوگ لقمۂ اجل بن گئے لیکن آپؒ اس وقت جس بیمار پر بھی نظر کرم فرماتے وہ تندرست ہو جاتا۔ بالخصوص اپنے رشتے داروں اور مریدوں کی طرف دھیان رکھتے اور وہ اس مرض سے بچے رہے اور اگر ان احباب میں سے کسی کو یہ مرض لاحق ہوا بھی تو اسے جلد شفا مل گئی۔

قتل سے بری کروانا

سائیں نواب موضع لویری کے رہنے والے تھے جو کہ باباجی کے مرید تھے۔ ان کی شادی محلہ گرجاکھ گوجرانولہ میں ہوئی تھی۔ کسی گھریلو جھگڑے پر انہوں نے اپنی بیوی کو مار دیا۔ ان پر قتل کا مقدمہ ہو گیا۔ وہ سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؒ نے دور سے دیکھ کر فرمایا کہ ''مار کر میرے پاس آ گیا ہے، اب کہتا ہے کہ بچالو! بچالو!''۔ پھر فرمایا جا! چھ ماہ سزا دے دی ہے۔ کیس چلا تو انھیں سزائے موت ہو گئی لیکن جج سے یہ لفظ لکھا نہ جا سکا اور اس کی جگہ چھ ماہ کی سزا لکھی گئی۔ جج نے پوچھا آپ کہاں سے آتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ'' کانواں والی سرکار سے'' جج نے کہا جا! چھ ماہ کی قید کاٹ اور گھر چلا جا۔ بے شک جو کلمہ ولی کی زبان سے نکلتا ہے قلم سے بھی وہی لکھا جاتا ہے۔

بچے کا پیدا ہونا اور پڑھ لکھ کر ایس۔ ڈی۔ او لگنا

کوئٹہ کا رہنے والا ایک آدمی فوج میں ملازم تھا اور اس کا بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ وہ شخص

Marfat.com

سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ دعا کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے جو پڑھ لکھ کر واپڈا میں ایس ڈی او لگ جائے۔ آپؒ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کر دی۔ جب اس کے بیٹے کو واپڈا میں ملازمت ملی اور اس نے پہلی تنخواہ وصول کی تو ۱۹ برس کا عرصہ بیت چکا تھا لیکن وہ کوئٹہ سے بکرا اور دیگر سامان لے کر دربار پر حاضر ہوا۔ آپؒ کے خلیفہ سائیں رانجھا صاحب کو اس نے اپنی داستان سنائی تو انھوں نے فرمایا "واہ! جوان تیرے مانگنے پر آفرین اور دینے والے کی کیا بات ہے"۔ اس شخص نے منت مانی ہوئی تھی کہ لڑکے کی پہلی تنخواہ کا لنگر پکاؤں گا اور اب وہ آپ کے دربار پر حاضر ہوا تھا۔ لوگوں نے اس کے مانگنے کی داد دی کہ لڑکا بھی مانگ لیا، زندگی بھی مانگ لی، اس کی تعلیم بھی اور پھر اس کی نوکری بھی مانگ لی۔ بے شک اولیاءاللہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہو کر رہتے ہیں۔

اولاد عطا ہونا

آپؒ کے ایک رشتہ دار مسمی اللہ جوایا کا بیٹا اولاد سے محروم تھا۔ اُس کی بیوی ۱۰ سال تک بابا جی سرکارؒ کی خدمت میں حاضری دیتی رہی۔ ساتھ باجرہ مکئی وغیرہ لاتی اور کووں کو ڈال دیتی۔ ایک دن بابا جی نے فرمایا تیرے گھر اولاد نہیں ہے۔ پھر پاس پڑا ہوا تربوز اُسے دیتے ہوئے کہا، یہ کھا لینا، اللہ بیٹا عطا کرے گا اور اس کا نام فقیر محمد رکھنا۔ پھر آپؒ کی نظر ایک خربوزہ پر پڑی تو فرمایا کہ یہ بھی لے جا، اللہ لڑکی بھی عطا کرے گا۔ اُس نے گھر جا کر دونوں پھل کھا لئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے پہلے بیٹا اور پھر بیٹی عطا کی۔

کنوئیں کے پانی کا دودھ بن جانا

قصبہ کوٹ امیر حسین میں گجر قوم کے افراد کا آپس میں جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں ایک گجر مارا گیا۔ جس نے اسے مارا، اس کو سزائے موت ہو گئی۔ وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ وہ سخت پریشان ہوئے۔ کسی نے اس کی ماں سے کہا کہ بابا کرم الٰہی کے پاس چلی جاؤ اور اُس مٹکے سے پانی پینا جو سرکارؒ کے پاس رکھا ہوتا ہے کیونکہ آپؒ وہ پانی کسی کو نہیں پینے دیتے۔ وہ اُن کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئی اور مٹکے سے پانی پینے لگی۔ سرکارؒ نے منع فرمایا تو پیچھے ہٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر آگے بڑھی تو آپؒ نے پھر اُسے روک دیا۔ جب تیسری بار ایسا کرنے لگی اور سرکارؒ نے منع فرمایا تو کہنے لگی کہ چاٹی میں کونسا دودھ ہے جو آپؒ منع کر رہے ہیں۔ سرکارؒ نے فرمایا دیکھو تو سہی دودھ چاٹی میں ہے یا کنوئیں میں ہے۔ وہاں پر موجود لوگوں نے جب کنوئیں پر جا کر دیکھا تو واقعی اس میں پانی کی بجائے دودھ تھا۔ گجرات شہر کے ڈی سی اور ایس پی کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ڈاکٹر لے کر آئے اور کنوئیں کے دودھ کا معائنہ کروایا۔ ڈاکٹر نے تصدیق کی کہ یہ خالص دودھ ہے۔ ڈی سی نے اعلان کیا کہ کل ۱۰ بجے اس کنوئیں کی نیلامی ہوگی۔ دوسرے دن ۹ بجے وہ دودھ لسی بن گیا اور پھر آہستہ آہستہ پانی میں تبدیل ہوگیا۔ اُس عورت نے تو طنزاً کہا تھا لیکن سرکارؒ نے اس کی بات پوری کردی اور اُس کا بیٹا بھی بری ہوگیا۔

پیر سید ولایت شاہ صاحبؒ شروع میں بابا جی کانواں والی سرکارؒ کے سخت خلاف تھے لیکن بعد میں معتقد ہوگئے۔ ایک مرتبہ وہ قصبہ رانیوال سے واپس آرہے تھے۔ راستے میں کچھ دیر ہوگئی۔ جب بولے بند کے قریب پہنچے تو اُنہوں نے دیکھا کہ آسمان سے نور نمودار ہوا ہے جو سرکارؒ کی جھگی میں داخل ہوگیا ہے۔ وہ بہت حیران ہوئے۔ بعد میں حقیقتِ حال معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ پنجتنِ پاکؑ کی سواری تھی جو آپؒ کے حجرے میں اتری تھی۔ یہ پانچ ہستیاں بابا جی سرکارؒ کو فیض عطا کرنے کیلئے تشریف لائی تھیں۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا حج

پیر سید ولایت شاہ نقشبندیؒ ایک دفعہ حج پر گئے اور دو ماہ وہاں رہے۔ جب واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ بابا جی سرکارؒ دو ماہ تک میرے ساتھ وہاں موجود تھے۔ لوگ حیران ہوئے اور کہا کہ بابا جی تو پچھلے دو ماہ اپنی جھگی میں ہی موجود رہے، وہ کہیں گئے ہی نہیں۔ یہ بات سُن کر وہ آپؒ کی ولایت کے قائل ہوگئے۔ اللہ کے ولیوں میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ آنِ واحد میں جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔

Marfat.com

مسجدِ اقصیٰ میں نماز

ایک مرتبہ آپؒ دربارشاہ جہانگیرؒ سے واپس آرہے تھے۔ راستے میں ایک منکر بیٹھا ہوا تھا جس کا نام محمد دین تھا۔ اُس نے آپؒ کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ وہ دیکھو بے نمازی چلا رہا ہے۔ اُس کے پاس آپؒ کا مرید سائیں نتھو بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ تم نے جانا ہے تو چلے جاؤ میں تو بابا جی کا مرید ہوں۔ جب سرکارؒ نزدیک آئے تو سب سے پہلے وہی منکر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بابا جیؒ نے اس سے کہا میں تو بے نماز ہوں تم بتاؤ کہ تم نماز کہاں پڑھتے ہو۔ وہ خاموش ہو رہا۔ پھر سرکارؒ نے اُسے بتایا کہ ہم نماز مسجدِ اقصیٰ میں پڑھتے ہیں۔ جس وقت پنجتن پاکؑ کی سواری تشریف لاتی ہے ہم تمام فقیر لوگ وہاں اکٹھے ہوتے ہیں، میں نے تمھیں وہاں نہیں دیکھا تم بتاؤ کہ نماز کہاں پڑھتے ہو۔ سرکارؒ کو اُس کے دلی خیالات کا علم ہو گیا تھا اور آپؒ نے اُسے لاجواب کر دیا۔

لڑکے کا جج بننا

تین لڑکے جو ایک ہی کالج میں پڑھتے تھے، اُن میں سے ایک لڑکا روزانہ بابا جی کے پاس آتا باقی دو لڑکے آٹھ روز بعد حاضر ہوتے۔ جب امتحان دیا تو بابا جیؒ کے پاس دعا کروانے کے لئے آئے۔ جو لڑکا روزانہ آتا تھا آپؒ نے اسے فرمایا کہ جا میں نے تجھے جج بنا دیا ہے ہائی کورٹ کا۔ بابا جیؒ کی بات سچ ثابت ہوئی۔ جج بننے کے بعد اُس نے ڈی سی کو فون کیا کہ بابا جیؒ کے ڈیرے کی طرف جانے والی سڑک بناؤ۔ بعد میں وہ لڑکا آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے تمام واقعہ بیان کیا۔

Marfat.com

زمین کا فیصلہ

ایک جاگیردار جس کا نام سلطان علی تھا اور تخت ہزارہ کا رہنے والا تھا، وہ ۵۰ مربعوں کا مالک تھا جن میں سے وہ صرف ۱۰ مربعوں پر کاشتکاری کرتا تھا اور باقی سب ویران پڑے ہوئے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ اُس علاقے سے ایک نہر نکلی اور اُس کی تمام زمین کاشت کے قابل ہو گئی۔ جب زمین میں ہل چلانے لگا تو جو لوگ وہاں اپنے مویشی چرایا کرتے تھے انہوں نے اسے روک دیا، جاگیردار نے عدالت میں دعوٰی دائر کر دیا۔ ساعت کے بعد فیصلہ اس کے حق میں ہو گیا لیکن لوگوں نے سیشن جج کے آگے اپیل کر دی اور اسے رشوت بھی دی تو اس نے دعوٰی خارج کر دیا۔ جاگیردار نے ہائی کورٹ میں دعوٰی دائر کر دیا۔ ایک دن وہ پیشی کے لئے ہائی کورٹ جا رہا تھا کہ راستے میں ایک آدمی ملا، اس نے کہا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آپ گجرات چلے جائیں۔ ہائی کورٹ اصل میں گجرات لگی ہے۔ وہ جاگیردار باباجی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خاموشی سے کھڑا رہا۔ آپؒ نے دیکھ کر فرمایا جا فیصلہ تیرے حق میں کر دیا ہے۔ وہ جب ہائی کورٹ گیا تو دیکھا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو گیا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہا ہر اتوار پیر اور منگل کو ۷ دیگیں پکواتا تھا اور ہر میلے پر ۲۱ دیگیں پکواتا رہا۔

کوّوں کا لنگر نہ کھانا

ایک مرتبہ حضرت کانواں والی سرکارؒ کڑیانوالہ تشریف لے گئے، ساتھ اللہ دتہ نامی درویش بھی تھا جو نارووال کا رہنے والا تھا۔ سرکارؒ نے اسے کہا کہ جاؤ اور مانگ کر لے آؤ۔ وہ آپؒ کے ایک مرید کے ہاں چلا گیا اور اس سے کہا کہ سرکارؒ تشریف لائے ہیں، لنگر دے دو۔ اُس نے دال روٹی تیار کر کے سرکارؒ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپؒ نے اللہ دتہ سے کہا میں نے تمھیں کہا تھا

Marfat.com

مانگ کرلاؤ تم نے پکوادیا ہے، اسے لوگوں میں تقسیم کردو۔اس نے کہا کوّوں کے آگے ڈال دیتا ہوں ۔آپؒ نے فرمایا وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ایسا ہی ہوا اور کسی کوے نے لنگر کو منہ تک نہ لگایا۔آخر تھک ہار کر اس نے لنگر اکٹھا کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

پاکستان بننے کی پیشگوئی

قصبہ دلاور پور سے ہر سال گندم آتی ۔ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ گندم آئی تو آپؒ نے فرمایا کہ سفید اور سرخ دانے الگ کر دو۔وہاں موجود تمام لوگ دانے الگ کرنے لگے۔آخر کار دانے الگ ہو گئے۔ایک شخص نے ہمت کر کے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ۱۸ سال بعد سفید اور سرخ الگ الگ ہو جائیں گے۔اسطرح آپؒ کی پیشگوئی کے مطابق ہندو الگ اور مسلمان الگ ہو گئے اور ملکِ پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

چوہدری کو ذیلدار بنادیا

جلالپور صوبتیاں کے قریب دلاور پور گاؤں کے ایک چوہدری نے ذیلدار بننے کیلئے درخواست دی جو نامنظور ہوگئی۔اس نے سیشن جج سے اپیل کی جو منظور نہ ہوئی۔پھر وہ ہائی کورٹ چلا گیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔آخر تھک ہار کر باوا جی سرکارؒ کے پاس حاضر ہوا اور مدعا بیان کیا۔آپؒ نے فرمایا کہ میں نے تیرا تمام قرض ختم کر دیا ہے اور تجھے ذیلدار لگا دیا ہے۔دراصل اس چوہدری نے کافی قرض لے رکھا تھا۔جب فائل حکام کے پاس جاتی تو وہ نامنظور کر دیتے۔اب وہ چوہدری جج کے پاس حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کے ذمے کوئی قرض واجب الادا نہیں تھا اور اسے ذیلدار بنا دیا گیا تھا۔آپؒ کی کرامت سے اس کا کام ہو گیا اور وہ جب تک زندہ رہا آپؒ کی خدمت میں

Marfat.com

نذر و نیاز لے کر حاضر ہوتا رہا۔

امامِ عالیمقام علیہ السلام کا احترام

سیّد امیر شاہ صاحبؒ ساکن مدینہ بابا جی سرکارؒ کے پیر بھائی بھی تھے اور آپؒ سے اُن کی دوستی تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے آپؒ سے کہا کہ آؤ کُشتی لڑتے ہیں۔ جب کُشتی ہوئی تو انھوں نے بابا جیؒ کو گرا دیا اور کہا میں جیت گیا ہوں۔ آپؒ نے یہ سن کر فرمایا شاہ جیؒ آپ آلِ رسولؐ ہیں اور امام حسینؓ کی اولاد ہیں، آپ کو کوئی کیسے ہرا سکتا ہے۔

Marfat.com

وصالِ مبارک

یہ دنیا دار فانی ہے، ہر کسی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے لیکن اولیاء اللہ تو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں، اسلئے انہیں عام لوگوں کی طرح موت نہیں آتی بلکہ وہ پردہ پوشی اختیار کرتے ہیں۔ جب انسان قریب المرگ ہوتا ہے تو اُسے کوئی نہ کوئی بیماری لگ جاتی ہے۔ حضرت کانواں والی سرکارؒ آخری عمر میں پیچش کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے اور اسی بیماری سے مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۲۹ء کو ۹۰ سال کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ حضرت سائیں رانجھاؒ آپؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

بابا جی سرکارؒ نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ آپؒ کے والدین آپکی شادی آپؒ کے ماموں کے گھر کرنا چاہتے تھے لیکن آپؒ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میری شادی پیر امام شاہؒ کے ساتھ ہوگئی ہے۔

وصال کے بعد آپؒ کا عالیشان مزار مبارک تعمیر کیا گیا جہاں دور دور سے لوگ حاضری دینے آتے ہیں۔ منتیں مانتے اور دلی مرادوں سے جھولیاں بھرتے ہیں۔ ہر سال ساون کے پہلے اتوار آپؒ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے جو تین دن تک جاری رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

منقبت

نت ایہناں دے فیض دے دریا چلدے نیں
کانواں والی سرکارؒ دے دیوے بلدے نیں

کر دے اللہ نبیؐ حمایت
کھڑیا رہندا باغ ولایت

باغ دے بُوٹے سدا پئے پھلدے پھُل نیں
کانواں والی سرکارؒ دے دیوے بلدے نیں

جے ہووے ایہناں دی مرضی
کر لیندے منظور ایہہ عرضی

جے ایہہ چاہن تے دریا اُلٹے چلدے نیں
کانواں والی سرکارؒ دے دیوے بلدے نیں

بادشاہواں نہ وزیراں دی اے
شاہی اصل فقیراں دی اے

دنیا دار نہ ایہناں دے نال رَلدے نیں
کانواں والی سرکارؒ دے دیوے بلدے نیں

Marfat.com

جھڑے آساں لے کے آوندے
ایتھوں جھولیاں بھر بھر جاندے

کئی درویش ایہناندے در تے پلدے نیں
کانواں والی سرکارؒ دے دیوے بلدے نیں

نت اوہناں تے ربدی رحمت
ولیاں نال جو رکھن عقیدت

نظر سوّلی ہو جاندی دُکھ ٹلدے نیں
کانواں والی سرکارؒ دے دیوے بلدے نیں

جھڑے نال یقین دے آوندے
زاہدؔ فیض وی اوہو پاؤندے

بابا جیؒ دے مُنکر ہتھ پئے مَلدے نیں
کانواں والی سرکارؒ دے دیوے بلدے نیں

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اہلِ حقیقت

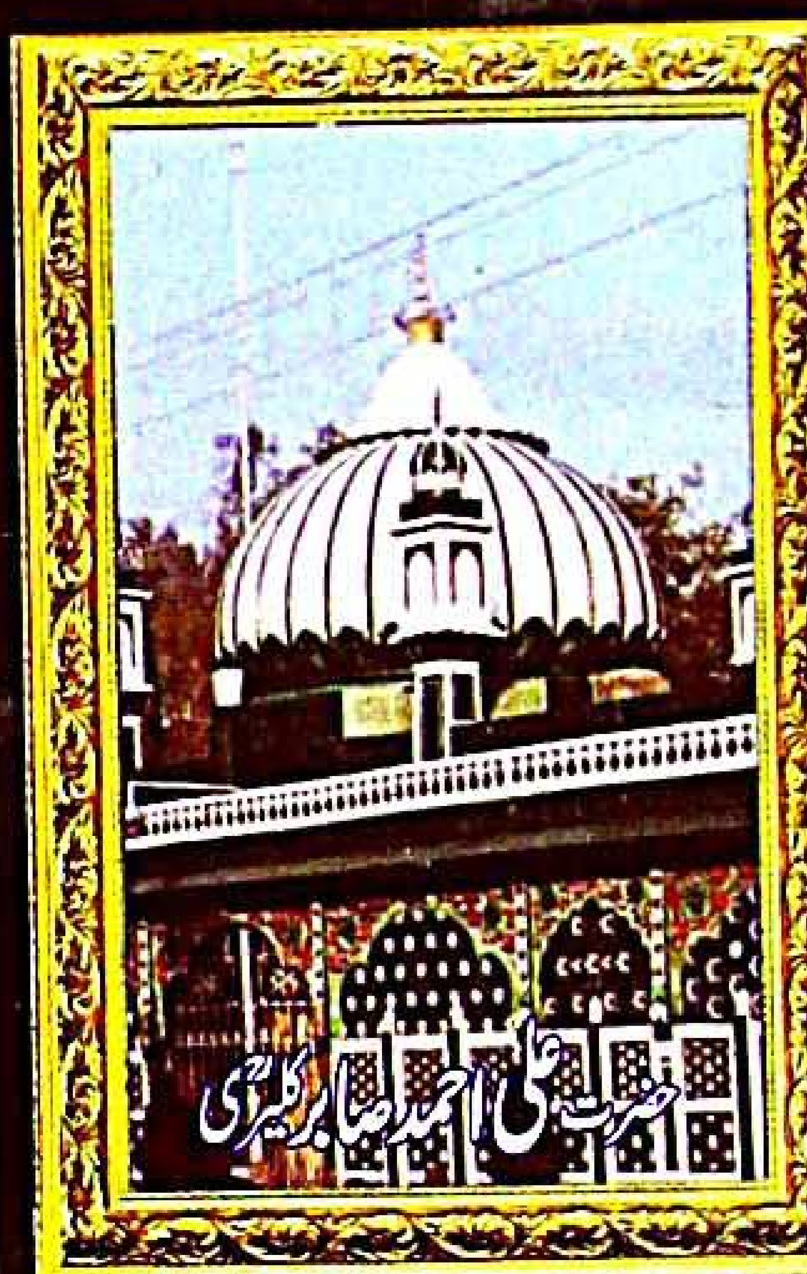

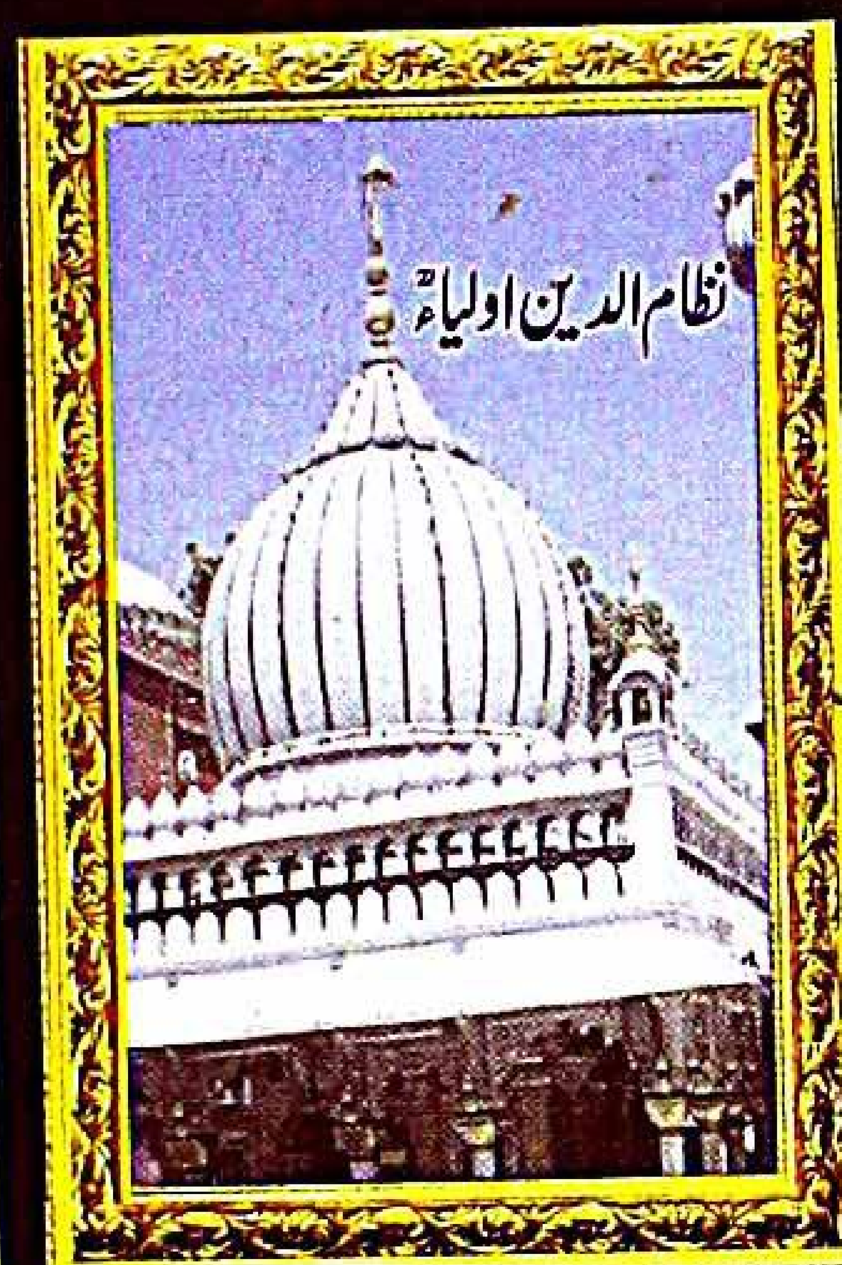

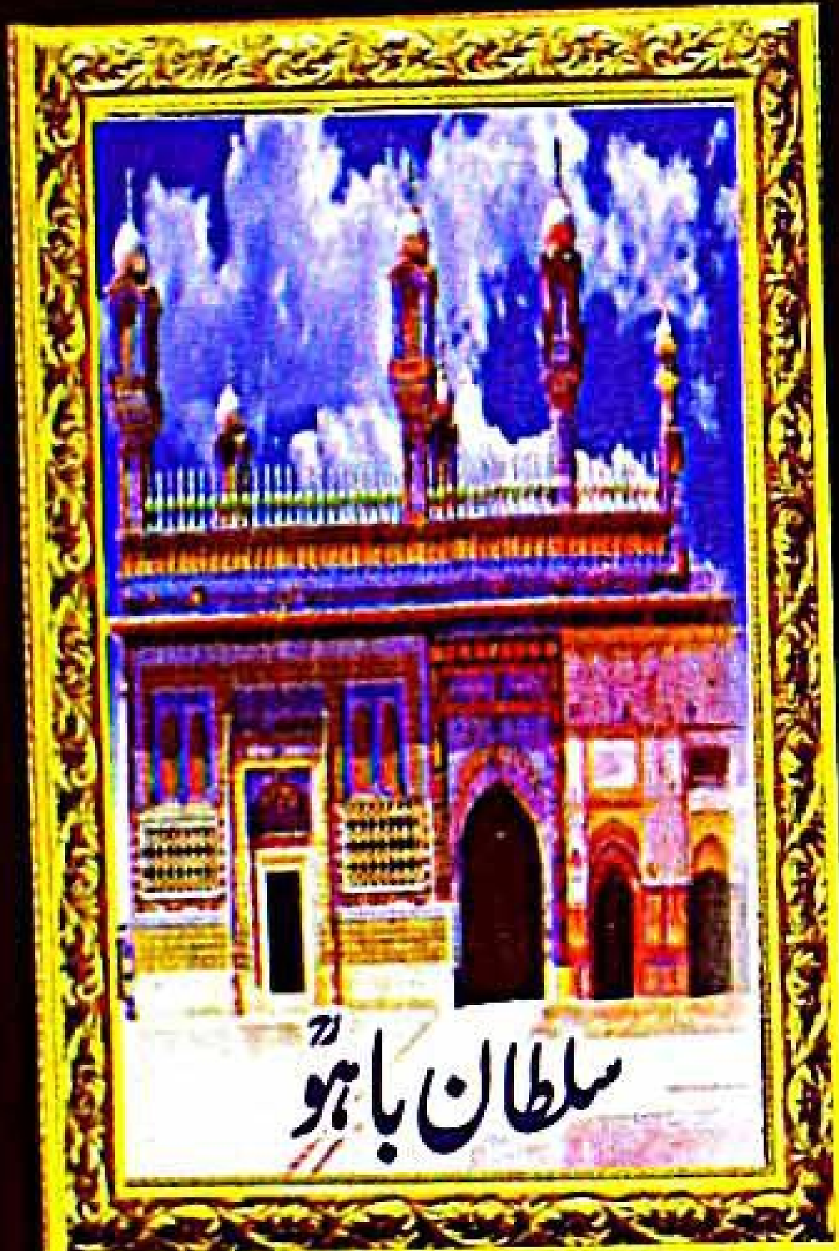

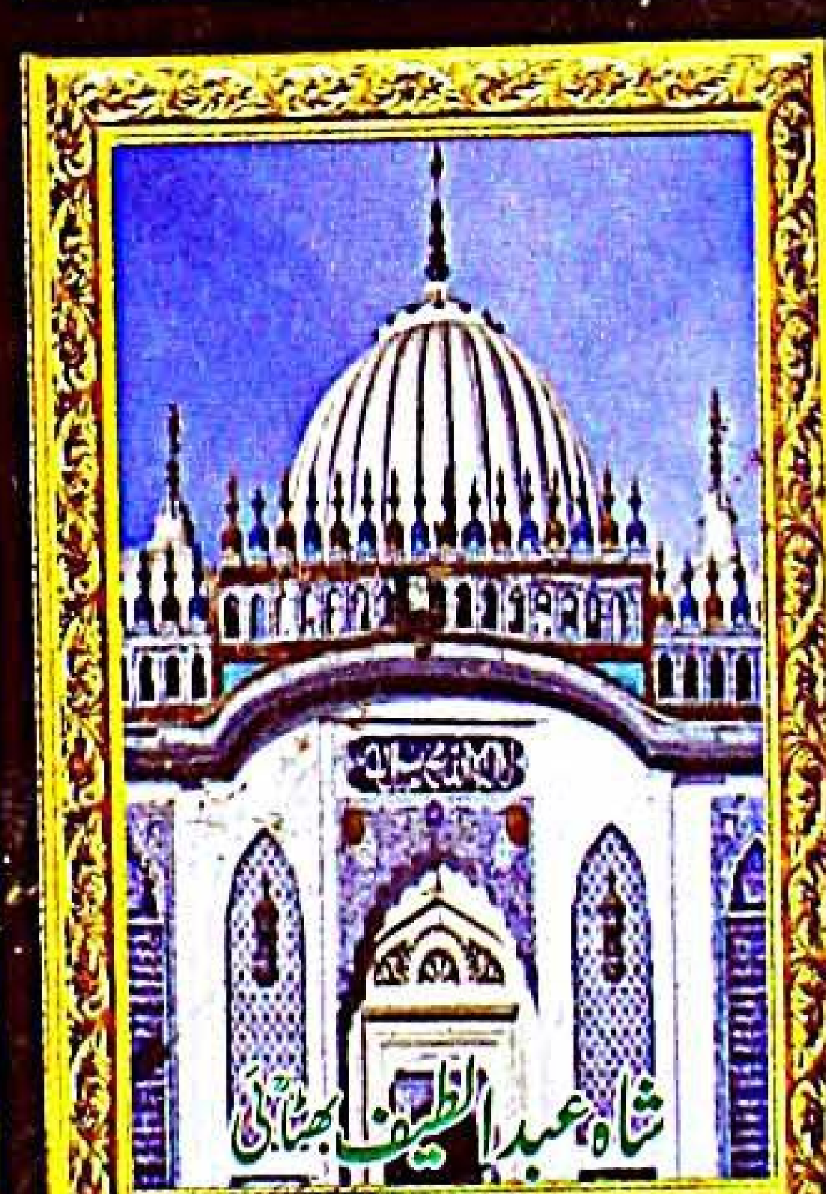

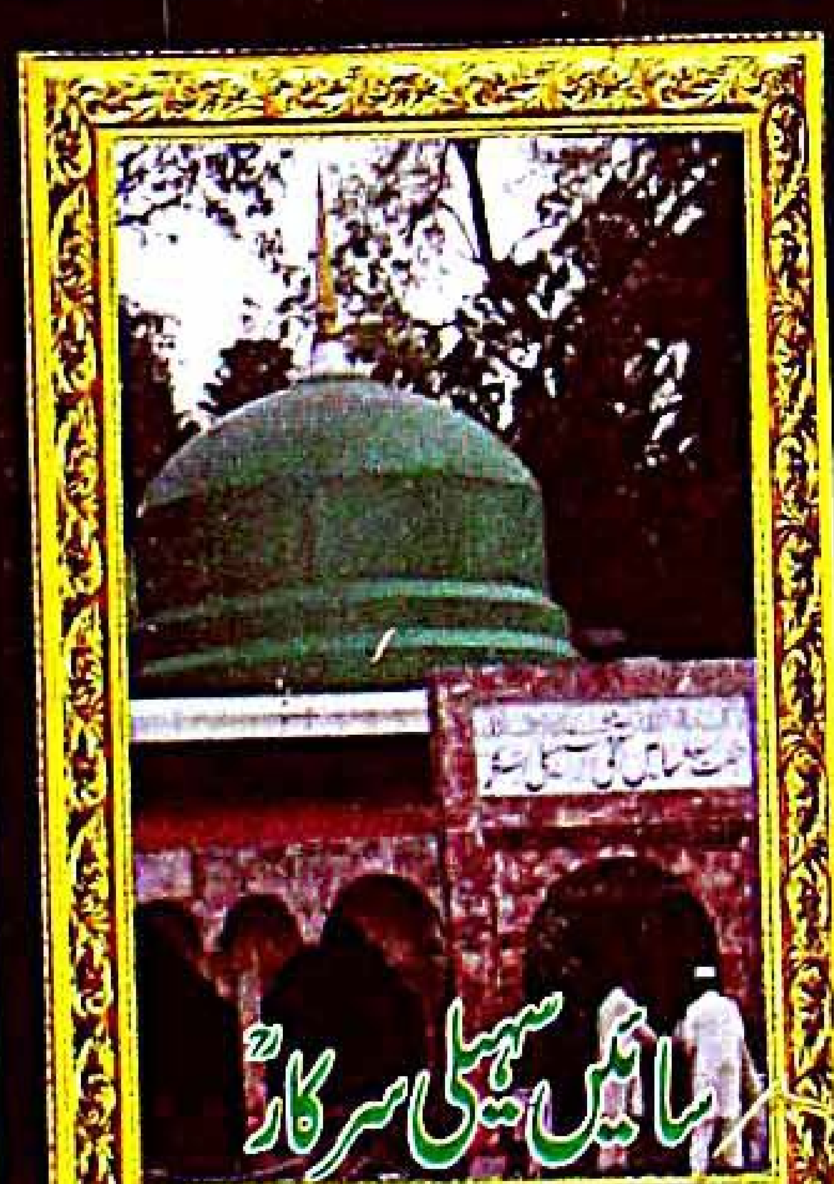

سیّد زاہد حسین بخاری

Marfat.com